خورشید فقاہت

مصنف

آیت اللہ سید عادل علوی

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

خورشید فقاہت

مصنف: آیت اللہ سید عادل علوی

مترجم: اصغر اعجاز قائمی۔ بی۔ اے۔ فاضل مشرقیات

اهداء

میں استادعلام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی کے درخشاں حالات زندگی پر مشتمل اس حقیر پیش کش کو خون حسین علیہ السلام کے حقیقی منتقم حضرت بقیۃ اللہ الاعظم اروحنالہ الفداء کی بارگاہ میں نیز امت اسلامیہ اور حوزات علمیہ کے نام اھداء کرتا ہوں۔

شفاعت کا خواہاں

دعا کا طالب

عادل علوی

تقریظ

حجۃ الاسلام والمسلمن عالی جناب مولانا محمد مجتبیٰ علی خان صاحب ادیب الہندی

ہمارے ہندوستان کے قادرالکلام مایہ نازشاعر محترم معجز جلالپوری صاحب کے فرزند ارجمند اصغر اعجاز قائمی صاحب جلالپوری بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں درس وتدریس میں تو اپنا سکہ بہت پہلے جما چکے تھے جامعہ ناظمیہ ہندوستان میں تعلیمی مراحل امتیازی حیثیت سے گزارنے کے بعد تکمیل علم کیلئے حوزہ علمیہ قم پہونچے رفتہ رفتہ معلوم ہوسا کہ موصوف علمی ترقیوں کے ساتھ ساتھ شعروشاعری کے درجات بھی طے کررہے ہین اورشاعرانہ مزاج علمی امتزاج سے نیارنگ پیدا کرتا ہے۔

یہ ساری خوبیان ایک طرف علم کی وادی میں اترنے کے بعد اندازمیں نکھار پیدا ہوا تو تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا۔

الحمدللہ آپ کی پہلی کتاب حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی طاب ثراہ کی سوانح حیات "قبسات" کا اردو ترجمہ خورشید فقاہت، کےنام سے منظرعام پرآرہی ہے۔

وہ علماء جو پوری زندگی دین حق کی خدمت اوراس کی نشرواشاعت کیلئے زبان وقلم سے جہاد کرتے رہے ہیں ان میں ایک اہم نام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی نجفی طاب ثراہ کا ہے۔آپ نے پوری عمر علم کی خدمت میں گزاری ولایت آپ کا خاص موضوع تھا اخلاق الحق پر آپ کا حاشیہ اس بات کا زندہ ثبوت ہے اس کے علاوہ فقہ وحدیث ،علم کلام تفسیر قرآن ،حساب ہندسہ ، علم افلاک ،علم طب ،ہر موضوع پر اپنے وقت کے اہم اساتذہ سے رجوع کیا اوراسی کا نتیجہ تھا کہ شہر علم واجتہاد قم میں آپ کی شخصیت ایک بے مثل شخصیت تھی علم انساب میں آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا اوراس علم میں آپ کا کوئی نظیر نہیں جس مردحق آگاہ نے پوری زندگی حق وصداقت کا درس دیا اب اس برگزیدہ شخصیت کی سوانح بھی وہی عظمت رکھتی ہے اورپڑھنے والے کو تیزی سے حق کی طرف قدم بڑھانے کی دعوت دیتی نظرآرہی ہے۔

قابل مبارکبادہیں محترم اصغر اعجاز قائمی صاحب کہ انھوں نے اس اہم کتاب کو اردو کا قالب عطا کیا تاکہ اردو داں حضرات بھی علماء کی زندگی اور خدمات سے واقف ہو سکیں۔

میں دست بہ دعا ہوں کہ خداوند عالم توفیقات نیک عطا فرمائے اور حضرت معصومہ قم کا کرم شامل حال رہے تاکہ موصوف ہندوستان کے مسلمانوں اور بالخصوص شیعیان آل محمد کے لئے بہتر سے بہتر موضوعات پر کتاب لکھیں۔

والسلام

ادیب الہندی

۴شعبان المعظم ۱۴۱۵ہجری

روزولادت حضرت ابوالفضل العباس

طہران۔۔۔ ایران

عرض مترجم

آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین مرعشی حسینی نجفی کی ذات باصفات ایک آفتاب عالم تاب کی حیثیت رکھتی تھی جس کی روشن کرنیں فقط ایران ہی میں نہیں بلکہ دوسرے ممالک کو بھی درخشان کئے ہوئے تھیں۔

زہد وتقوی، رفتاروکردار، ایمان وعرفان اور خلوص وللہیت جیسے اخلاق وصفات حمیدہ اور کمالات جلیلہ میں اپنی مثال آپ تھے شاید اسی عرفان وایمان کا نتیجہ تھا کہ آپ کئی مرتبہ حضرت امام (عج) کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ اور کئی مرتبہ عالم مکاشفہ میں حضرت فاطمہ معصومہ قم کا دیدار کیا لہذا ضروری تھا کہ ایسی باکمال شخصیت سے اردو داں حضرات بھی آگاہ ہوں۔

اسی خیال کے پیش نظر جب میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی زیارت کیلئے عازم سفر تھا استاد حجۃ الاسلام والمسلمین سید عادل علوی صاحب قبلہ میں نے ان کی کتاب قبسات کے ترجمہ کی درخواست کی انھوں نے قبول فرمایا اور مجھے کتاب ترجمہ کرنے کیلئے مرحمت فرمائی۔ میں کتاب لیکر مشہد مقدس روانہ ہوگیا اور وہاں کی متبرک اور معنوی فضا میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے توسل کرتے ہوئے ضریح اقدس کے قریب اس کتاب کے ترجمے میں مشغول ہوا۔ الحمدللہ امام کی برکتوں سے یہ کام جو مجھے بہت دشوار معلوم ہورہا ہے تھا آسان ہوگیا۔

ظاہر ہے مطلب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہین ہوتا لہذا میں نے تحت اللفظی ترجمہ کو معیار نہین بنایا بلکہ مولف کے اصل مفہوم کو ترجمے کے ساتھ اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ارباب قلم سے بصد خلوص گزارش ہے کہ اگر الفاظ وعبارات کی ترکیب وتوجیہ اوران کے معانی ومفاہیم کی ادائیگی میں کوئی غلطی نظر آئے تو اس کی راہنمائی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اسکی تصحیح ہوجائے۔

آخر میں استاد حجۃ الاسلام والمسلمین مجتبیٰ علی خان قبلہ ادیب الہندی کا شکریہ ادا کرنا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں اس لئے کہ انھوں نے اپنے ایران کے مختصر قیام کے دوران اس کتاب پر تقریظ ثبت فرمائی ساتھ ھی ساتھ حجۃ الاسلام والمسلمین سید احتشام عباس صاحب زیدی کا بھی نہایت ھی ممنون ومشکور ھوں کہ انہوں نے اپنی علمی اورادبی مصروفیات کے باوجود ابتداء سے انتہا تک اس ترجمہ کی تصحیح وترتیب میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ خدا ان حضرات کو جزائے خیر دے۔

والسلام

اصغر اعجاز قائمی۔ بی۔ اے۔ فاضل مشرقیات
(مدرسہ حجتیہ) حوزہ علمیہ قم۔۔۔۔ ایران

مقدمہ مولف

الحمد لله الذی خلق الانسان و علمه البیان والصلاة والسلام علیٰ النبی الاعظم والوصی الاکرم محمدخاتم الانبیاء وعلیٰ سیدالوصیاء وعلیٰ آل رسول الله الهداة المیامین الطیبین الطاهرین، فی الارضین خاتم الوصیین مولاناصاحب الزمان القائم المنتظرعجل الله فرجه وسهل مخرجه اما بعد:

"خداوند عالم کی حمدوثنا اور محمدوآل محمدپردرودوسلام کے بعد"

ہر شخص اس بات پر گواہ کہ ہے علماء اسلام کی زندگی بذات خودایک درس اور مشعل حیات ہے جوراستوں کوروشن ومنورکرتی ہے، انسانیت کوگمراہی اورپستی کی طرف سبقت کرنے سے نجات دیتی ہے۔

ان کی زندگیاں روشن چراغ کی ہیں جوانسانی معاشرے کوروشنی بخشنے کیلئے پیہم جلتی رہتی ہیں ان کی حیات کے ماہ وسال وہ باثمردرخت ہیں جوآنے والی نسلوں کونیک زندگی کے ثمرات اوراس کابہترین ذائقہ عطاکرتی ہیں۔ان کی حیات کے ایام وہ گلاب اورپھول ہیں جن سے زندگی میں خوشبوبکھرتی ہے۔

نیک اورصالح علماء ہی گمراہی اورپستی سے شریعت کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ فسق وفجوراورغروروتکبرسے انسانیت کوبچاتے ہیں ان کی بصیرت ،دوربینی، ایمان راسخ اور علم کامل کانتیجہ ہے کہ دین شیاطین کی کارستانیوں سے محفوظ رہتاہے۔

دین کےنیک افرادہی رسول کے امین، امتوں کے رہبر، قبائل کے رہنما، انسانی معاشرے کاچراغ، اللہ کے سفیراورانبیاء واوصیاء کےوارث ہیں۔

اگرنیک اورروشن فکرعلماء کاوجودنہ ہوتاتومعاشرے کےتاروپودبکھرجاتےماضی کےآثارمٹ جاتے۔تہذیب کےپھول مرجھاجاتے، انسانی عزت وآبروخاک میں مل جاتی دین کےآثاردھندلے ہوجاتے، گمراہوں کی حکومت ہوتی، جہالت وبدبختی کےناخن درآتے۔

علماء اعلام کادنیاسے اٹھ جانازمین پرایک نقص اورزندگی کیلئے ایک ستم ہے خداوندعالم فرماتاہے "﴿ أَوَلَمْ يَرَوْاْ أَنَّا نَأْتِي الأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ﴾"(۱)

(کیاوہ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے اطراف سے گھٹاتے چلے آئے ہیں)

اسی آیت کے ذیل میں حضرت امام محمدباقرعلیہ السلام نے اپنی ایک حدیث میں فرمایا ہے۔"انما نقص الارض بموت العالم۔"بے شک باعمل عالم کے اٹھ جانے سے روئے زمین پر نقص پیدا ہوجاتا ہے ۔

"واذا مات العالم الفقية ثلم فی الاسلام ثلمة لایسدھاشی ء الابقیه آخر"۔

(اور جب کوئی فقیہ عالم دنیا سے اٹھتا ہے تو اسلام میں ایک رخنہ پڑجاتا ہے جسے دوسرے فقیہ کے علاوہ کوئی چیزپر نہیں کرسکتی)

حضرت رسول اکرم خاتم النبیین ؐ نے ہمارے درمیان لوگوں کی ہدایت وسعادت کیلئے دو گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں قرآن کریم اوراہلبیت علیہم السلام کتاب خدا ایک ایسی رسی ہے جس کا سلسلہ آسمان سے زمین تک ہے اوراہل بیت اطہار علیہم السلام وہ قرآن ناطق ہیں جوہمارے درمیان قرآن صامت کے ترجمان ہیں اہل بیت اطہار علیہم السلام کے پاس جوبھی علم وعرفان کی دولت ہےوہ سب قرآنی سرمایہ ہے اس لئے یہ دونوں چیزیں ہرگزجدانہیں ہوسکتیں جب تک نبی اکرمؐ کے نزدیک حوض کوثرپروارد نہ ہوں۔ہم نے ان دونوں بیش بہاچیزوں سے قول وعمل اورکرداروعقیدے کی بنیاد ہی تمسک اختیارکیاہے لہذاہم نبی اکرمؐ کی وفات کے بعد سے روزجزاتک ہرگزصراط مستقیم سے جدانہ ہوں گے۔ائمہ کرام شریعت کے محافظ ہیں اور غنیمت کبریٰ کے زمانے میں ائمہ کی طرح ہی فقہاء عظام اس کے پاسبان ہیں جولوگوں کوخیروصلاح کی تعلیم دیتے ہیں۔

"اما من كان من الفقهاء صائناالنفسه حافظالدينه مخالفالهواه مطيعالامرمولاه فعلىٰ العوام ان يقلدوه" جوفقیہ اپنے نفس کی نگہداشت اوراپنے دین کی حفاظت کرنے والاہوخواہشات نفسانی کامخالف اورامر مولاکامطیع وفرمانبردارہوعوام پراس کی تقلید کرناواجب ہے۔

اسلامی علوم سے آگاہ اورالٰہی معارف کے سالک کامل فقہاء عظام اورمرجع کرام کےدرمیان استادعلام کی ذات باکمال بھی نمایاں تھی۔

آپ بزم فقہاء میں ایک بے مثل متقی فقیہ اور مستحکم عقل وفیصلے کے مالک تھے۔

مصنفین کی محفل میں عظیم الشان مولف اوربلندوبلامویدتھے۔

اخلاق فاضلہ میں سچے استاداورشریف امین تھے۔

سیاست میں تیر و سنان اور سیف ہندی کے مانند تھے۔
علم نسب میں ماہر فن اور تجربہ کار تھے۔
مختلف علوم و فنون میں قادر استاد صاحب نظر اور مشہور محقق تھے۔
اپنے زمانے میں شیخ الاجازہ اور سید الکرامہ تھے۔

آپ کی آنکھیں پر کشش، ہونٹ متبسم، اور چہرہ ایسا تھا جس سے صالحین کی صباحت متقین کی ہیبت اور مومنین کا وقار جھلکتا تھا۔ آپ کا چہرہ ہشاش و بشاش اور دل غمگین رہا کرتا تھا آپ کی باتیں صحیح و درست، لباس سادہ، پاکیزہ اور رفتار متواضع تھے۔ آپ خالق کون و مکان کو اپنے دل میں عظیم اور اس کے ماسواء کو اپنی نظریں ہیچ سمجھتے تھے۔ آپکی فکر جوالہ، ذکر جوہر خیز، بحث و گفتگو جمیل اور ملاقات کریمانہ ہوا کرتی تھی، آپ کا سراپا وجود غافلوں کو بیدار کرنے والا اور جاہلوں کو آگاہ کرنے والا تھا جو تکلیف نہیں دیتے تھے محرمات سے بری اور شبہات سے پرہیز کرنے والے تھے آپ بہت زیادہ بخشش کرنے والے اور دوسرے سے بہت کم خدمت لینے والے تھے آپ کا دیدار شریں اور عبادت طولانی ہوا کرتی تھی جو آپ سے جہالت کرتا تھا اس کے مقابلے میں حلیم و بردبار تھے اور جو گستاخی کرتا تھا اس پر صبر کرنے والے تھے بزرگوں کا احترام اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے آپ کا طرز عمل ادب کی تصویر کلام حیرت انگیز دل متقی اور علم زکی تھا آپ خدا کی رضا پر راضی اور شکر گزار عفیف شریف نیک محفوظ وفادار اور کریم تھے جو آپ سے کچھ روکتا تھا اسی کو عطا کرتے اور جو قطع تعلق اختیار کرتا اسی سے صلہ رحم کرتے تھے آپ خوش مزاج کم خوراک ظریف و فطین محبت میں خالص عہدو پیمان میں کھرے دقیق النظر اور بہت خاشع تھے آپ کی نگاہ عبرت سکوت فکر اور کلام حکمت تھا آپ نفسانی خواہشات کے مخالف امر مولا کے مطیع و فرمانبردار تھے آپ بہت کم آرام کرتے اور ہمیشہ چاق و چوبند تھے آپ میں لجاجت ہٹ دھرمی کذب و عناد حسد و نمیمہ اور کبر و نخوت نام کو بھی نہیں تھا مومنین آپ کو اپنے امور اور اموال میں امین بناتے تھے آپ سے خیر و صلاح کی امیدیں کی جاتی تھے برائیاں آپ سے کوسوں دور تھیں اور فقر و فاقہ آپ کے نزدیک تونگری سے زیادہ محبوب تھا آپ نے اپنے اندر متقین کے صفات اور انبیاء او صیاء کے کمالات جمع کر رکھیں تھے۔

میں نے ان صفات اور ملکات فاضلہ کو استاد علام کی ذات میں بارہا لمس اور محسوس کیا ہے اگر کوئی ایک مرتبہ بھی آپ کی ہم نشینی اختیار کر لیتا تو وہ آپ کے نیک اخلاق کشادہ روئی وسعت علمی اور کامل معرفت کا کلمہ پڑھنے لگتا تھا۔ آپ اپنی محفل میں مختلف داستانیں بیان کرتے تا کہ ہم نشینوں پر گراں نہ گزرے آپ کی بزم سے جو بھی اٹھ کر جاتا تھا وہ اپنے علم میں

اضافہ ،آخرت کی طرف رغبت ، اورخدا کے ذکر سے لگاو محسوس کرتا تھا۔ اس کے تمام رنج و غم دور ہوجاتے تھے اور اسے ایسا لگتا تھا جو مصیبت اس کے اوپر پڑی ہے اسے آپ کی زبان سے رہا ہے اسی وجہ سے آپ کی بزم اہل درد سے خالی نہیں رہتی تھی۔

اورجہاں تک آپ کے زہد تقویٰ کی بات ہے تو یہ آپ کے مشہورترین اوصاف میں سے تھے جن کا ہر خاص وعام گرویدہ تھا۔

مجھے استادعلام کے بلندوبالامقام کے شایان شان حالات زندگی تحریر کرنے کی تاب نہیں ہے میں آپ کی پاکیزہ زندگی سے شرمندہ ہوکر اپنی تنگ دامانی کا اعتراف کرتا ہوں۔

میں اپنے پورے عزت و افتخار کے ساتھ استادعلام کے حالات زندگی پر مشتمل یہ کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں اورمیری امیدیں ایسے صاحب فن تذکرہ نویسوں سے وابستہ ہیں جو استادعلام کی زندگی پر تسلط رکھتے ہیں۔

ممکن ہے استادعلام کی زندگی کے بارے میں یہ مختصرسی کتاب اہل فن اورصاحبان علم کیلئے مفید ثابت ہو ساتھ ہی اپنی اس حقیر پیش کش کوروز قیامت کیلئے ذخیرہ اورانبیاء واوصیاء نیز ان کے جانشین علماء کی شفاعت کا وسیلہ سمجھتا ہوں ،جس نے کسی مومن کی تاریخ بیان کی اس زندگی بخشی اورآیت کی روشنی میں "جس نے ایک نفس کوزندہ کیا اس نے تمام لوگوں کوزندگی عطا کی"

میں تمام ان لوگوں کا شکرگزار ہوں ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے سلسلے میں کسی نہ کسی شکل میں میری مدد کی اورخدا کی بارگاہ میں ان کی مزید توفیقات کیلئے دست بی دعا ہوں وہی بہترین ناصرومعین او سمیع و مجیب ہے۔

---

(۱) ۔ سورہ رعد آیہ/ ۴۱

حیات استاد چند سطروں میں

آپ ۲۰ صفر المظفر سنہ ۱۳۱۵ ہجری قمری کو نجف اشرف میں پیدا ہوئے آپ کا نسب شریف ۳۳ واسطوں سے حضرت امام زین العابدین علیؑ ابن حسینؑ ابن علی ابن ابی طالب تک پہونچتا ہے ۔

آپ کے والد سید محمود شمس الدین مرعشی نجف اشرف کے جید علماء میں سے تھے اور آپ کے دادا سید الحکماء تھے۔

نجف اشرف میں آپ نے منارہ علم وفضل حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ ضیاءالدین عراقی سے اورطھران وقم میں موسس حوزہ قم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ عبدالکریم حائری سے اپنی علمی تشنگی کو سراب کیا۔

حوزہ علمیہ قم میں آپ کا شمار عظیم ترین مدرسین میں تھا۔

آپ کا پہلا رسالہ عملیہ ذخیرۃ المعاد کے نام سے ۱۳۴۰ ہجری میں شائع ہوا۔

آپ جودو سخا اور زہد و تقویٰ میں اتنا مشہور ہوئے کہ ضرب المثل قرار پائے۔

آپ نے مختلف علوم وفنون میں ایک سو سے زائد کتابیں اور رسالے تالیف کئے ہیں جن میں سب سے اہم احقاق الحق پر آپ کی تعلیقات ہیں جو ۲۴ جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

آپ اسلامی، سماجی اور ثقافتی امور میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور ان پر اپنا کثیر سرمایہ خرچ کرتے تے انہیں میں سے قم مقدسہ میں آپ کا زبردست عمومی کتاب خانہ بھی ہے۔

آپ نے ۷ صفر المظفر سنہ ۱۴۱۱ ہجری قمری میں شب پنجشنبہ ۹۶ سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے کتابخانہ ہی میں دفن ہوئے۔

آپ کی نیکی کے ساتھ زندگی بسر کی اور نیکی کے ساتھ موت کو گلے لگایا ہمارا سلام ہو اس دن پر جب آپ پیدا ہوئے اس دن پر جب آپ کی موت آئی اور اس دن پر جب آپ زندہ مبعوث کئے جائیں گے۔

کچھ آپ کے پاکیزہ نسب کے بارے میں

خداوند کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔"﴿ قل لاسئلک علیه اجراً الا المودة فی القربی ﴾" اے رسول کہہ دو میں تم سے اپنی آل کی محبت کے علاوہ اجر رسالت نہیں چاہتا۔

نیز قرآن کا ارشاد ہے۔"﴿ ذرية بعضهامن بعض والله سميع عليم ﴾"بعض کی اولاد کو بعض سے برگزیدہ کیا اور خدا سب کی سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

استاد علام اصلاب طاھرہ اور ارحام مطھرہ سے نسلا بعد نسل نہایت ہی با عظمت گھر اور ایسے ذکی خاندان میں پیدا ہوئے جو ابتداء ہی سے علم وسیادت و شرافت کا مرکز رہا ہے آپ کا نسب ۳۳ واسطوں سے امام زین العابدین سید الساجدین حضرت علیؑ ابن حسینؑ ابن ابی طالبؑ تک پہونچتا ہے۔

آپ اپنے نسب کی بلندی کے بارے میں فرماتے ہیں ہم خاندان علویہ میں حسب ونسب کے اعتبار سے اصیل اور فضائل، تقوی عبادت عفاف وکفاف اور طہارت ضمیر میں سابق ترین ہیں ہمارا گھر دلوں کی جائے پناہ اور بزرگی وشرافت کو محور ہے اسی وجہ سے دشمنوں کے دلوں میں آتش حسد بھڑک رہی ہے ہم یہاں اس پاکیزہ سلسلے کا ذکر اختصار سے کرتے ہیں۔

۱۔ آیۃ اللہ العظمیٰ السید شہاب الدین المرعشی النجفی۔

۲۔ ابن علامہ زاھد ونساب حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ شمس الدین محمود المرعشی جن کی وفات سنہ ۱۳۳۸ ہجری قمری میں ہوئی اور نجف اشرف کے قبرستان وادی السلام میں دفن ہوئے۔

آپ کے کچھ استاتذہ اور مشائخ روایت کے نام یہ ہے۔

محقق مرحوم فاضل شربیانی۔ محقق خراسانی صاحب کفایۃ الاصول۔ سید محمد کاظم یزدی صاحب عروۃ الوثقیٰ۔ شیخ محمد حسن مامقانی۔ شیخ عباس کاشف الغطاء۔ شیخ ہادی طہرانی۔ شیخ آقا رضا ہمدانی۔ شیخ الشریعہ الاصفہانی۔ یہ وہ حضرات ہیں جو فرقہ امامیہ کی عظیم شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔

آپ نے اپنے والد، فاضل شربیانی۔ شیخ محمد حسن مامقانی۔ صاحب جوہر، مرحوم نوری صاحب مستدرک الوسائل، مرحوم حاج ملا علی خلیلی، سید اسماعیل صدر، سید معز الدین قزوینی حلی، مرزا صالح قزوینی، مرزا جعفر طباطبائی، مرزا محمد ہمدانی، امام حرمین مولا لطف اللہ لاریجانی مازندرانی، صاحب عروۃ الوثقیٰ، اور سید مرتضیٰ کشمیری سے روایت کی ہے۔

علم نسب آپ نے مرحوم حاج محمد نجف کرمانی اور ان کے والد سید جعفر اعرجی کاظمی صاحب کتاب مناھل الضرب فی انساب العرب سے حاصل کئے۔

علوم الہیہ میں آپ کے اساتذہ مرحوم سید حیدر حلی، سید جعفر حلی اور سید ابراہیم طباطبائی آل بحر العلوم ہیں۔

علوم ریاضیہ میں آپ کے اساتذہ ملا اسماعیل قرۃ باغی ، غلام حسین دربندی اورمرزا محمد علی رشتی جیسے قابل ذکرہیں۔

علم کلام میں آپ کے استاذ سید اسماعیل عقیلی صاحب کتاب کفایۃ الموحدین تھے علم رجال میں مرحوم شیخ ملا علی خاقانی نجفی کے اسماء لئے جاتے ہیں ۔

علم اخلاق و سیر و سلوک میں مرحوم آخوند ملا حسین قلی ہمدانی اور سید مرتضیٰ کشمیری جیسے بزرگوار آپ کے اساتذہ تھے۔

آپ نے اہم تالیفات چھوڑی ہیں جن میں مشجرات العلوین ،ھادم اللذات ۔

رسالہ درحالات آل ابن طاووس جو مجمع الدعوات کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا،حاشیہ کفایہ،حاشیہ لمعہ وقوانین، ریاض المسائل اورقانون لابن سینافی علم الطب قابل ہیں۔

۳۔ ابن علامہ محقق جامع منقول و معقول آیۃ اللہ العظمیٰ السید شرف الدین المعروف بہ سید الحکماء۔

آپ سنہ ۱۲۰۲ ہجری کربلائے معلی میں پیدا ہوئے اور۱۳۱۶ ہجری ۱۱۴ سال کی عمرمیں وفات پائی۔

آپ کی اہم تالیفات میں درجہ ذیل کتابیں ہیں۔

۱۔قانون العلاج ۔۔۔۔۔ جو تبریز سے شائع ہوئی۔

۲۔ زاد المسافرین ۔جامع العلل اوررسالۃ الجدری جوتہران سے شائع ہوا۔

۳۔ حاشیہ قانون ابن سینا۔

۴۔ شرح نفیسی۔

۵۔ شرح اسباب۔

۶۔ شرح زیارۃ جامعہ۔

۷۔ حاشیہ جواہر۔

۸۔ حاشیہ فرائد از شیخ انصاری۔

۹۔ رسالۃفی السیر و السلوک

۱۰۔ سفرنامہ۔

آپ ہی نے سب سے پہلے ایران میں مصنوعی دانتوں کو ایجاد کیا۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کا جسمبارک شہر تبریز سے نجف اشرف منتقل کیاگیا۔

آپ کے اساتذہ میں شیخ اعظم انصاری، صاحب جواہر، شیخ حسن، صاحب فصول اورصاحب ضوابط قابل ذکر ہیں۔
آپ نے صاحب ضوابط، صاحب فصول۔ صاحب جواہر، مرزافتاح بن یوسف طباطبائی اور شیخ انصاری سے روایت کی ہے اس کے علاوہ علمائے اہل سنت سے بھی روایت کی ہے جس میں شیخ محمد مصری کانام قابل ذکر تحریر ہے۔
آپ نے دین اسلام کی ترویج کیلئے مختلف اسلامی ممالک مثلاً ایران، ہنداور مصر کے سفر بھی کیے ہیں آپ شیخ محمد عبدہ کے رفقاء میں سے تھے جب خدانے آپ کو ایک بیماری سے شفا بخشی تو شیخ محمد عبدہ نے ایک بہترین قصیدہ کہا تھا جس کا مطلع یہ ہے۔

صحت بصحتک الدنیامن العلل　　یابن الوصی امیرالمومنین

اے امیرالمومنین علیؑ کے فرزند دنیا آپ کی صحت کی بدولت بیماری سے صحتیاب ہوگئی آپ کے ساتھ بیٹے تھے۔
مرحوم آیۃ اللہ مرزاجعفرافتخارالحکماء متوفی۔۔۔۔۱۳۱۸ھ
آپ کی تالیفات میں تقویم الشریعہ، رسالہ فی امراض الحصبہ، رسالہ فی الجدری، الاطباء الاسلامیون اوررسالہ فی حرقۃ البول شامل ہیں۔
مرحوم مرزاالسید محمد المرعشی الملقب بمعظم السادات۔
مرحوم آیۃ اللہ مرزااسماعیل شریف الاسلام جوتہران کے علماء میں سے تھے۔
مرحوم آیۃ اللہ السید شمس الدین محمود المرعشی والدعلام۔
مرحوم مرزاابراہیم المرعشی۔
مرحوم مرزاعبدالغفار المرعشی۔
اس کے علاوہ سید کے حالات زندگی ریحانۃ الادب ج ۳ ص ۱۱۶۔۔۔پر بھی تحریر ہیں۔
استاذ علام نے اپنے دادا کے حالات زندگی کے بارے میں فرمایا ہے یہ جلیل القدر شخصیت فقہ واصول، حدیث وتاریخ، رجال وانساب، جفرورمل اور مثلثات واوفاق میں نابغہ روزگار اور عجوبہ کائنات تھی۔
علوم شمسیہ۔ زحلیہ اورقمریہ میں بھی انھیں مہارت تامہ حاصل تھی۔
۴۔ ابن علامہ نساب فقیہ ومتقی السید محمد نجم الدین الحائری آپ کی وفات ۱۲۶۳ ہجری میں ہوئی اور نجف اشرف کے قبرستان وادی السلام میں دفن ہوئے۔

آپ صاحب قوانین مرزاقمی اورکاشف الغطاء کے شاگردوں میں تھے اورآپ کوان دونوں سے نیز شیخ حسن نجف اورصاحب مفتاح الکرامہ سے اجازہ روایت بھی حاصل تھا۔

آپ کی اہم تالیفات اورمفید حواشی میں حسب ذیل کتابیں ہیں۔

حاشیہ برکتاب عمدۃ الطالب، حاشیہ فقیہ، نقد مشیخۃ الفقیہ، رسالہ دراسطرلاب، رسالہ درنجوم رسالہ دردوائرہندیہ۔

۵۔ ابن علامہ فقیہ متکلم شاعرنساب الحاج السید محمدابراہیم الحائری آپ کی وفات ۱۲۴۰ ہجری میں ہوئی آپ نقیب الاشراف کےنام سے مشہورہوئے، فقہی اوراصولی کتابوں پرآپ کی تعلیقات موجودہیں نیز شجرہ سادات سے متعلق ایک کتاب مشجرات السادات بھی موجودہے۔

۶۔ ابن علامہ نساب نقیب السید شمس الدین آپ کی وفات ۱۲۰۰ ہجری میں ہوئی اوراصفہان میں دفن ہوئے۔

۷۔ ابن علامہ صاحب کرامات مجدالمعانی قوام الدین نساب مولف کتاب نفی الریب عن نشاۃ الغیب دراثبات معادآپ کی والدہ سلطان حسین صفوی کی بیٹی تھیں جو۱۱۴۳ہجری میں افغانیوں کے فتنہ کےدوران قتل ہوئے۔

۸۔ابن علامہ نساب نقیب نصیرالدین جوسفرحج میں امام زمانہ کی ملاقات سے مشرف ہوئے عربی اورفارسی زبان میں آپ کےقصائد ومراثی کادیوان موجودہے۔

۹۔ ابن علامہ محدث شاعرادیب نساب السیدجمال الدین آپ کی وفات ۱۸۰۱عیسوی میں ہوئی۔

۱۰۔ابن علامہ اصولی متکلم نساب حکیم علاوالدین نقیب الاشراف آپ کی تالیفات میں کفایۃ الحکیم درفلسفہ، کتاب المصباح درفقہ اورکتاب النبراس فی المیزان ہیں۔

۱۱۔ ابن علامہ وزیرنقیب السید محمدخان آپ کی وفات ۱۰۳۴ہجری میں ہوئی علم تفسیر وتجویدمیں آپ کی تالیفات موجودہیں۔

۱۲۔ ابن علامہ نقیب السیدابومجد محمدالنقی جوشافعی کردوں کےہاتھوں اپنے عقیدے اورمحبت اہل بیت ؑکی بناپرسنہ ۱۰۲۰ ہجری میں شہید ہوئے۔

۱۳۔ ابن وزیرمیرسیدخان المرعشی۔

۱۴۔ ابن میرسیدعبدالکریم خان ثانی سلطان طبرستان واطراف آن۔

۱۵۔ابن سلطان میرسیدعبداللہ خان المرعشی۔

۱۶۔ ابن سلطان میر سید الکریم خان الاول۔

۱۷۔ ابن سلطان میر سید محمد خان المرعشی۔

۱۸۔ ابن سلطان میر سید مرتضیٰ خان المرعشی۔

۱۹۔ ابن سلطان میر سید علی خان۔

۲۰۔ ابن سلطان میر سید کمال الدین الصادق ۔آپ نے تیمور مغولی سے جنگ کی آپ کی شجاعت اور جنگ کے واقعات تاریخ حبیب السیر میں مرقوم ہیں۔

۲۱۔ابن سلطان جامع منقول و معقول متکلم فقیہ السید قوام الدین جو میر کبیر المرعشی سلطان طبرستان کے نام سے مشہور ہوئے آپ کی وفات ۸۰ ہجری میں ہوئی آپ کا مزار شہر آمل کے سبزہ کے علاقہ میں ہے جو خراسان کے راستے میں واقع ہے آپ کے معرکے کتاب حبیب السیر اور روضۃ الصفا میں درج ہیں۔

۲۲۔ابن السید کمال الدین الصادق نقیب ری۔

۲۳۔ابن زاہد ابو عبداللہ نقیب بعض انساب کی کتابوں میں آپ کا نام نامی علی مرتضیٰ بھی ہے۔

۲۴۔ ابن شاعر ادیب فقیہ ابو محمد ہاشم نساب شہر طبرستان میں آپ کا مزار ہے جو آج ایک زیارتگاہ ہے۔

۲۵۔ابن فقیہ ابو الحسن نقیب ری و طبرستان۔

۲۶۔ ابن شریف ابو عبداللہ الحسین۔

۲۷۔ابن محدث متقی ابو محمد حسن نساب۔

۲۸۔ابن زاہد صاحب کرامات ابو الحسن سید علی المرعشی وہ ذات گرامی ہے جن کی طرف تمام سادات مرعشیہ کا نسب منتہی ہوتا ہے خواہ وہ ایران میں ہوں یا دوسرے ممالک میں۔

۲۹۔ابن ابو محمد عبداللہ عالم نساب محدث جو امیر العافین یا امیر العافین یا میر المومنین کے لقب سے مشہور ہیں۔

۳۰۔ابن شاعر محدث ابو محمد الاکبر جو ابو الکرم کے لقب سے معروف ہیں۔

۳۱۔ ابن فقیہ محدث نساب ابو محمد حسن الدکۃ جو حکیم راوی مدنی کے نام سے مشہور ہیں آپ نے روم و ترکیہ کے حوالی میں وفات پائی۔

۳۲۔ ابن ابوعبداللہ حسین الاصغر آپ کی وفات ۱۵۷ ہجری میں ہوئی مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں دفن ہوئے آپ اپنے والدماجد اور اپنے برادر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں۔

۳۳۔ابن مولانا و امامنا ابوالحسن زین العابدین علی بن سید الشہدا ابی عبداللہ الحسینؑ جو رسول خداؐ کے نوا سے اور امیرالمومنین امام المتقین قائد الغرالمیامین اسداللہ الغالب علی بن ابی طالب کے فرزند ہیں تا صبح قیامت جب تک یہ گردش لیل ونہار قائم رہے ان پر درود و سلام ہو۔ اگر کوئی ان بزرگترین سادات، عترت رسولؐ اور خاندان آل مرعشی کی زندگانی کے متعلق مزید معلومات کا خواہشمند ہے تو اسے درج کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

۱۔ روضۃ الصفا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ازمیرآخوند

۲۔ حبیب السیر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ازمیرآخوند

۳۔ عالم آرای عباسی ۔۔۔۔۔۔ ازاسکندربیگ ترکمان کاتب شاہ عباس اول۔

۴۔ مجالس المومنین۔۔۔۔۔۔۔ ازشہیدثالث

۵۔ تاریخ طبرستان۔۔۔۔۔۔۔ ازسیدظہیرالدین مرعشی۔

۶۔ریاض العلماء ۔۔۔۔۔۔۔۔ ازعبداللہ آفندی اصفہانی۔

۷۔ الانساب۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ازابوسعید عبدالکریم بن محمدبن منشور السمعانی۔

۸۔ریحانۃ الادب۔۔۔۔۔۔۔ ازمرزا محمد علی مدرس۔

۹۔اعیان المرعثین ۔۔۔۔۔۔۔ ازآیۃاللہ مرعشی (مخطوط)

۱۰۔ التدوین فی جبال شروین ۔۔۔۔ ازاعتمادالسلطنہ۔

۱۱۔ آثارالشیعہ الامامیہ ۔۔۔۔۔ ازعبدالعزیزصاحب جواہر۔

۱۲۔ تاریخ سادات مرعشی۔۔۔۔۔۔ ازڈاکٹرستودہ۔

۱۳۔ مجمع التوریخ ۔۔۔۔ ازسید محمد خلیل المرعشی۔

۱۴۔ دائرۃ المعارف تشیع۔۔۔۔ ج ۱ ص ۲۱۹۔

نیزاس کے علاوہ دوسری بعض انساب، تراجم اورتاریخ ورجال کی کتابوں کی طرف بھی رجوع کیاجاسکتاہے۔

یہ خاندان علم وادب ،دین وسیاست اور سلطنت وثقافت میں ایک بلندوبالا مقام پرفائزاور ہمیشہ حق و حقیقت کی راہ پرگامزن رہاہے باالخصوص یہ خاندان اپنے اس فرزنداستاد علام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید شہاب الدین المرعشی النجفی کے اوپر بجاطور پرناز کرتاہے جنھوں نے معقول ومنقول کوایک جگہ جمع کردیا آپ تمام صفات حمیدہ اورکمالات نفسیہ کی بہترین مثال تھے آپ نے اپنے بعد آنے والوں کیلئے لوگوں کے درمیان صدق ذکر طیب اور حب خالص کے آثار چھوڑے۔

نسب کان علیه من شمش الضحیٰ　　　　نوراً ومن فلق الصباح عموداً

وہ ایسے حسب ونسب کے مالک ہیں جو خورشید کی نوربارانیوں کی وجہ سے بہت ہی روشن ومنور ہے اوریہ ایسانور ہےجو سپیدہ سحر کے نمودار ہونے سے عمودی شکل میں چمکتاہے۔

فهؤلاء آبائی فجئنی بمثلهم　　　　اذاجمعتنایاجریرالمجامع

یہی لوگ میرے آباء واجدادہیں لہذااے جریرجب مجامع ہمیں فخرومباہات کیلئے جمع کریں توتم ہمارے لئے ان کامثل لے آو۔

ولادت اورابتدائی تربیت

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشادفرماتاہے۔"وسلام علیہ یوم ولد"اوران پرسلام ہوجس دن پیداہوئے۔

استادعلام ۲۰ صفرسنہ ۱۳۱۵ہجری صبح پنجشنبہ نجف اشرف میں پیداہوئے آپ کانام محمدحسین لقب شہاب الدین اورکنیت ابوالمعالی ہے۔(۱)

آپ نے ایسے والدین کی آغوش میں آنکھ کھولی جورفعت وشرف میں کریم اورفضل وادب میں کامل تھے لہذاآپ نے فضیلت وتقویٰ کی دولت اپنے متقی اورپرہیزگاروالدین سے ورثہ میں پائی ۔

آپ نے علم وعمل صالح اورپاکیزہ اخلاق وکردار کومحسوس کرتاہے اوراسے اپنے وجودمیں جذب کرتاہے جسے علم حسی سے تعبیرکیاگیاہے یہ بچہ اپنے ایام طفولیت ہی سے ہمیشہ خیروصلاح کی جانب پیش قدم رہا۔دین حنیف کواپنی شدیدتوجہ کامرکزبنائے رہا۔رسولؐ اوران کے اہل بیت اطہارؑ کی محبت میں شرشاررہااوراعمال صالحہ کے پرچم کے سائے میں قدم بڑھاتارہا۔

کسی نے سچ کہا ہے بچے کی پہلی درسگاہ اس کا گھر اور پہلا مدرس اس کی ماں ہے اگرچہ اساس کے اخلاق و کردار کی اساس و بنیاد باپ کے ذریعہ ہوتی ہے پس بچہ پہلی مرتبہ اپنے گھر اور اپنے ماحول میں جو کچھ دیکھتا اور لمس کرتا ہے وہ اس کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے اس کے آثار اس کے وجود میں ہمیشہ درخشاں ہوتے ہیں۔ مثل ہے بچپنے کا علم پتھر کی لکیر ہو جاتا ہے کیونکہ طفل اپنے والدین کے گھر اور پہلی درسگاہ میں اپنے اساتذہ اور مربی سے جو اخلاق و آداب اخذ کرتا ہے اس سے شاذ و نادر ہی منحرف ہوتا ہے۔

اس روش اور بلند مفہوم کی روشنی میں ہم اسلام کو ایسا پاتے ہیں جو مسلمانوں اور مومنوں کو صحیح اور بہترین تربیت اولاد کی طرف مائل کرتا ہے۔ اور انعقاد نطفہ سے پہلے ہی بچے کی نشوونما اور صحیح تربیت کی طرف توجہ دیتا ہے بہترین افعال، پسندیدہ اخلاق اور اچھے عادات و اطوار کی طرف اسے راغب کرتا ہے انحطاط خلقی اور ناپسندیدہ امور سے اسے دور کرتا ہے۔

استاذ علام ایسے ہی خاندان علم و شرف و سیادت میں پیدا ہوئے جو لوگوں کی نگاہوں کا مرکز تھا۔

آپ نے مجھ سے ایک دن بیان فرمایا کہ ان کے والد انھیں محقق آخوند کے درس میں لے گئے جب کہ ابھی وہ حد بلوغ[۲] تک بھی نہ پہنچے تھے۔ اور جب بھی آپ کی والدہ گرامی یہ کہتی تھی کہ اپنے والد کو بیدار کرو کو شاق گزارتا تھا کہ اپنے والد کو آواز دیکر بیدار کریں لہذا آپ اپنا چہرہ اور رخساران کے تلوؤں پر رگڑتے تھے جس سے وہ ہلکی سی گدگدی کے بعد بیدار ہو جاتے اور اپنے نیک فرزند کی یہ تواضع و انکساری دیکھ کر ان کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو جاتیں اور آسمان کی طرف اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اپنے اس فرزند کی مزید توفیق کی دعا کرتے تھے۔

استاد علام اکثر فرمایا کرتے تھے یہ بلند و بالا مقام اور دین کے امور میں خدا کی توفیقات میرے والدین کی دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے۔

ایسی دسیوں حکایتیں استاد علام کی حیات ایام طفولیت اور عنفوان شباب کی سنی جاتی ہیں جو اس بات کی طرف نشاندہی کرتی ہیں کہ دین اور اس کے اوامر نیز الٰہی احکام پر عمل کرنا ان کے وجود میں ابتدائے حیات ہی سے رچ بس گیا تھا آپ اپنی پوری زندگی شریعت اسلامیہ کے مطابق بسر کرنے میں خاص اہتمام برتتے تھے۔

آپ نے مجھ سے ایک دن بیان کیا جب وہ نجف اشرف میں تھے ۲۵ مرتبہ پا پیادہ ابو عبد اللہ الحسینؑ سید الشہداء کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ طلبہ کی ایک جماعت کیساتھ زیارت کیلئے جایا کرتے تھے جو دس افراد پر مشتمل ہوتی تھی جن

میں سید حکیم، سید شاہرودی، اور سید خوئی جیسے حضرات شامل رہا کرتے تھے انھوں نے فرمایا ہم مراجع تقلید، فقہاء اور مجتہدین کے ساتھ ہمیشہ سفر کرتے اور اس میں پیش آنے والے کام اپنے درمیان تقسیم کرلیا کرتے تھے میرا کام یہ تھا کہ میں ہر منزل پر لوگوں کیلئے پانی کا انتظام کرتا تھا کوئی کھانا پکاتا کوئی چائے درست کرتا تھا سوائے سید شاہرودی کے وہ کہتے تھے میرا فریضہ یہ ہے کہ میں سفر میں آپ لوگوں کو خوش رکھوں اور راستے کی صعوبتوں اور مشکلوں کو آسان کروں یقیناً وہ بہت ہی پرمذاق اور زندہ دل آدمی تھے وہ کبھی ہمیں شعر و سرود سے مسرور کرتے اور کبھی لطیف و بذلہ سنج حکایتوں سے خوشحال کرتے تھے اس طرح ہمیں سفر کی صعوبتوں اور دشواریوں کا احساس تک بھی نہ ہوتا تھا۔

ایسے خاندان اور علمی و روحانی ماحول میں پلنے والی ہمارے استاد کی شخصیت بلند و برتر مقام اور مرجعیت کی منزل پر کیوں نہ فائز ہوتی۔

آپ نے اپنی ضعیفی کے دوران مجھ سے ایک دن فرمایا ہے وہ ابتداء بلوغ ہی سے ایسے کام انجام نہیں دیتے تھے جس کی طرف نفس رغبت دلاتا تھا بلکہ آپ نفسانی خواہشات کے مخالف اور حکم خدا کے اطاعت گزار تھے۔

آپ فرماتے تھے یہ مرجعت جو تم دیکھ رہے ہو میں نے اس کی طرف ایک قدم بھی نہیں بڑھائے بلکہ یہ صرف پروردگار عالم کے لطف پیغمبر اور ان کے اہل بیت کی عنایتوں کا نتیجہ ہے۔

سچ ہے رب کعبہ کی قسم جو خدا کا ہوجاتا خدا اس کا ہوجاتا ہے اور جو اللہ کا ہوجاتا ہے اسے برکتیں نصیب ہوتی ہیں استاد علام کی حیات اس مفہوم کی بہترین مصداق تھی۔

---

(۱) ۔ آپ کے والد مرحوم نے لکھا ہے کہ وہ بچے کی تطہیر کے بعد تبرک و تیمن کیلئے اسے اپنے جد امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کی قبر مطہر پہ لے گئے اس کے بعد اپنے استاد آیۃ اللہ الحاج مرزا حسین خلیلی تہرانی کے پاس لے گئے انھوں نے اس کا اکرام کیا اور اس کا نام محمد حسین رکھا اور دعا کی اس کے بعد وہ اسے لیکر خاتم المحدثین شیخ نوری کے پاس گئے انھوں نے بچے کا اکرام کیا اور اس کی کنیت ابو المعالی رکھی پھر وہ اسے لیکر اپنے استاد سید اسماعیل صدر الدین کے گھر گئے انھوں نے اس کا لقب شہاب الدین رکھا۔

(۲) ۔ استاد علام کی ولادت ۱۳۱۵ ہجری اور محقق آخوند کی تاریخ وفات ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۲۹ ہجری ہے اس حساب سے آپ کی عمر اس وقت چودہ سال تھی۔

آپ کی علمی زندگی کا اجمالی خاکہ۔

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔"﴿ يرفع الله الذين آمنوامنكم والذين اوتوالعلم درجات ﴾" جو لوگ تم میں سے ایماندار ہیں اور جن کو علم عطا ہوا ہے خدا ان کے درجے بلند کرے گا۔

استاد علام نجف اشرف میں پیدا ہوئے جو تقریباً ایک ہزار سال سے علم و ادب اور اجہاد و فقاہت کا، رکز رہا ہے آپ نے وہاں لکھنے پڑھنے کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اس کے بعد یہ محنت کش طالب علم علم اور اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہوا آپ اس راہ میں سختی و مشقت کو پہچانتے ہی نہ تھے بلکہ تحصیل علم کی طرف پوری طرح سے لگ گئے اگرچہ آپ کے بعض اقرباء نے مخالفت بھی کی علوم عربیہ میں آپ نحو صرف وبلاغت کی تعلیم حاصل کی علوم نقلیہ سے فقہ اصول اور علوم عقلیہ سے منطق وفلسفہ کی تعلیمات نجف اشرف اور کاظمین میں بزرگان علم سے حاصل کیں اور آیۃ اللہ شیخ ضیاء الدین عراقی کے ممتاز شاگرد بن کر آسمان علم پر درخشان ہوئے جن کے بارے میں یہ مشہور تھا وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ سخت مزاج اور تند خو تھے۔

استاد علام نے مجھ سے ایک دن بیان کیا میں درس کے بعد ان کے ہمراہ ان کے گھر کی طرف بحث کرتے ہوئے جایا کرتا تھا ایک دن بحث کے دوران وہ غضب ناک ہو گئے اور پوری قوت سے میرے سینے پر ایک ضرب لگا دی میں ان کے ہاتھوں کو بوسے دینے لگا استاد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور فرمایا اے شہاب تو نے مجھے ادب سکھایا۔

ایسے ہی اخلاق حسنہ اور تعظیم اساتذہ کے مثل کہا جاتا ہے علم کی برکت استاد کی تعظیم میں مضمر اور یہ سب کچھ ایسے ہی پاک اخلاق اور اساتذہ کرام کی تعظیم کا ثمرہ ہے۔

یہ محنت کش طالب علم ایسے صاف وشفاف چشموں سے اپنی علمی تشنگی بجھاتا رہا جو حضرت علیؑ کی قبر کے پاس جاری رہا کرتے تھے جو اپنے الٰہی علوم قدسیہ سے لوگوں کو رزق پہنچاتے اور مومنین کو کھانا کھلاتے تھے اسی وجہ سے وہ مومنوں کے امیر ہیں۔

لہٰذا استاد علام نے ان کے علوم کے انوار سے فیض حاصل کیا اور مختلف علوم وفنون میں اپنی معلومات میں مزید اضافہ کرنے کیلئے علمی اور ادبی محفلوں میں حاضر ہو کرتے تھے۔

اساتذہ سے سند اجتہاد حاصل کرنے کے بعد آپ نے نجف اشرف سے ہجرت اختیار کی اور طہران میں قیام کیا اس کے بعد شہر مقدس قم تشریف لائے جہاں آپ عالم شباب ہی سے مجتہد مسلم کی حیثیت سے پہچانے گئے اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی۔

ائمہ اطہار خصوصا سید الشہداء سے توسلات کے بعد آپ سے کرامات بھی ظاہر ہوئے جس کی طرف ہم آگے اشارہ کریں گے۔

ابتداء ہی سے اساتذہ نے پہچانا کہ آپ عنقریب ایک ایسی درخشاں علمی شخصیت کی حیثیت سے ظاہر ہوں گے جس کی شان علمائے اعلام اور تمام لوگوں کے درمیان نمایاں ہوگی۔

آپ اپنے علم واجتہاد کے ساتھ ساتھ زندگی کی ابتداء ہی سے زہدوورع اور تقویٰ میں خاص شہرت کے مالک تھے یہ شہرت روز بروز بڑھتی گئی آپ نے حوزات علمیہ میں زندگی بسر کی آپ سے اہل علم اساتزہ طلاب اور عوام فیض یاب ہوا کرتے تھے۔

مختلف علوم میں آپ کے اساتذہ۔

ہم اس فصل میں استادعلام کی حیات کے بارے میں سالہا سال جو محسوس کیا ہے ذکر کریں گے آپ ہمیشہ استادو معلم کا شکریہ ادا کرتے اور ان کے نام بڑے ہی ادب واحترام سے لیا کرتے تھے کیونکہ اسی نے اپ کو علم کی دولت سے مالامال کیا وہ اپنے اساتذہ کو ہمیشہ اپنے دروس ومحافل میں نیکی کے ساتھ یادفرماتے تھے میں بھی اس روش میں اپنے استاد کی پیروی کرتا ہوں ان کے مزار پر خوشی کے ساتھ جاتا ہوں یہی وہ چیزیں ہیں جو میری توفیقات میں زیادتی اور تقرب الٰہی کا سبب بنیں۔

۱۔ علوم عربیہ

علوم عربیہ سے زبان عربی میں نحو، صرف، بلاغت، عروض اور لغت مراد ہے آپ نے مقدماتی مرحلہ میں علوم آلیہ کادرس حاصل کیا یہ وہ پہلا مرحلہ ہے جو حوزات علمیہ امامیہ کے دروس میں مراحل ثلاثہ[۱] کے نام سے جانا جاتا ہے۔

سب سے پہلے آپ نے درس مقدمات اپنے والد مرحوم سید محمود شمس الدین سے حاصل کیا جو تمام علوم میں آپ کے سب سے پہلے استاد ہیں آپ نے اپنی دادی بی بی شمس شرف بیگم سے جو اپنے زمانے کی عالمہ اور فاضلہ تھیں درس حاصل کیا جن کی وفات سنہ ۱۲۳۸ ہجری میں ہوئی جو علامہ زاہد حاج سید محمد معروف بہ حاج آقا ابن علامہ سید عبد الفتاح ابن علامہ سید مرزا یوسف طباطبائی تبریزی متوفی ۱۲۳۲ ہجری کی صاحب زادی تھیں جو علامہ وحید بہبہانی کے شاگرد اور محقق قمی صاحب قوانین کے معاصر تھے آپ نے ایران اور روس کے قبضہ قفقازی جنگ میں فعالانہ طور پر شرکت کی تھی۔

آپ نے علامہ زاہد سلمان زمانہ آیۃ شیخ مرتضیٰ طالقانی نجفی سے علم بلاغت مقامات حریری، مقامات بدیعی ھمدانی کے چند اجزاء نہج البلاغہ، دیوان قیس عامری اور سبع معلقات اس کی شرح کے ساتھ پڑھیں۔

شیخ طالقانی کے کچھ اہم تالیفات ہیں جیسے حاشیہ مطول، شرح منظومہ سبزواری، شرح روضات الجنات خوانساری ، شرح جوہر نضید علامہ حلی وغیرہم جس اختتام پر تحریر کیا ہے "رب نج مرتضیٰ من النار"۔

آپ نے مرزا محمود حسینی مرعشی جو صاحب شرح سیوطی بھی ہیں سے شرح سیوطی، ابن عقیل شرح نظام شرح رضی برکافیہ شرح شافیہ اور دوسری کتابوں کے دروس حاصل کئے۔ آپ نے حجۃ الاسلام شیخ شمس الدین شکوئی قفقازی، شیخ محمد حسین سدھی اصفہانی اور سید محمد کاظم خرم آبادی نجفی جو امام النجاۃ کے نام سے جانے جاتے ہیں سے بھی علمی فیض حاصل کیا۔

۲۔ سطح فقہ واصول

آپ نے اصول وفقہ کے سطحی دروس شیخ مرتضیٰ طالقانی سید مرزا حبیب اللہ اشتہاردی سید احمد معروف بہ سید آقا شوستری مرزا محمد طہرانی عسکری مرزا محمد علی کاظمی (صاحب تقریرات الاصول) اور مرزا ابوالحسن مشکینی (صاحب الحاشیہ والتعلیق علیٰ کفایۃ الاصول) جو مرزا آخوند کے شاگردوں میں تھے سے حاصل کئے۔

استاد علام جب مجھے کفایۃ کا درس دیتے تھے تو فرماتے تھے محقق آخوند کے شاگردوں کے پیمانے پر تدریس کی صلاحیت رکھتا ہوں اور میں نے ایسا ہی کیا میں اپنی کمسنی میں اپنے والد مرحوم کے ساتھ محقق آخوند کے درس میں جایا کرتا تھا جن کی پاٹ دار آواز درس کی عظمت مجھے ہمیشہ یاد رہ گئی۔

آپ نے آیۃ اللہ حاج شیخ عبدالحسین دشتی، مرزا آقا اصطہباناتی، شیخ موسیٰ کرمانشاہی، شیخ نعمۃ اللہ لاریجانی، سید علی طباطبائی یزدی شیخ محمد حسین بن محمد خلیل شیرازی نجفی مرزا محمود شیرازی نجفی سید جعفر بحر العلوم سید کاظم نحوی ضرم آبادی اور استاد عباس خلیلی مدیر صحیفہ اقدام سے بھی اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

۳۔ فقہ و اصول کا درس خارج۔

آپ نے شیخ العلماء استاذ الفقہاء آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ آقا ضیاء الدین عراقی سے اصول میں ابتداء سے بحث مطلق و مقید تک استفادہ کیا استاد نے مجھ سے خود بیان کیا ہے انہوں نے آپ کو اجازہ اجتہاد کتبی طور پر ویسا ہی دیا تھا جیسا موسس حوزہ علمیہ قم آیۃ اللہ العظمیٰ عبدالکریم حائری نے تحریر فرمایا تھا۔

آپ نے محقق سید احمد بہبہانی (صاحب کتاب معین الوارثین جو کتاب میراث کے فروض و فرائض میں ایک اہم کتاب ہے۔) سے بحث حجیت قطع کا درس حاصل کیا۔

علامہ فقیہ شیخ احمد بن شیخ علی بن شیخ محمد رضا بن موسیٰ بن علامہ اکبر جعفر کاشف الغطاء نجفی سے بحث طہارۃ و صلاۃ کے دروس صحن امیر المومنینؑ میں حاصل کئے۔

علامہ آیۃ اللہ شیخ علی اصغر ختائی تبریزی سے مشتق، اشتراک لفظی، ترادف، صحیح و اعم اور حقیقت و مجاز کے دروس نجف اشرف میں مسجد شیخ انصاری میں حاصل کئے نیز علامہ مصلح شیخ محمد حسین کاشف الغطاء نجفی سے بھی کسب فیض کیا جو المراجعات الریحانیہ اور تحریر المجلہ جیسی عظیم کتابوں کے مولف ہیں۔

علامہ فقیہ شیخ علی بن شیخ باقر نجفی جو صاحب جواہر کے پوتے تھے مبحث طہارۃ سے انفعال الماء القلیل میں استفادہ فرمایا استاد علام سنہ ۱۳۵۲ ہجری میں جب تہران میں مقیم تھے محقق آیۃ اللہ شیخ عبدالنبی نوری سے مدرسہ محمودیہ میں

مستفیض ہوئے اس طرح مختلف علوم میں محقق آقا حسین نجم آبادی (صاحب کتاب خلاصۃ الحساب و حاشیہ طہارۃ) سے کسب فیض کیا۔
آپ قم مقدسہ میں موسس حوزہ علمیہ شیخ عبدالکریم حائری کے درس میں بھی اسی شان سے جاتے تھے جس شان سے آیۃ اللہ محقق میر سید علی حسینی یثربی شیخ حسن علامی اور شیخ محمد رضا شاہی اصفہانی قدس سرہ کے دروس میں جاتے تھے۔

۴۔ علم کلام --

وہ علم ہے جس میں ادلہ عقلیہ و نقلیہ کے ذریعہ شریعت اسلامیہ کے مطابق مبداء و معاد نیز دیگر اصول دین سے بحث ہوتی ہے۔
آپ نے علم کلام کے دروس آیات عظام اور حجج کرام سے حاصل کیئے جن میں آپ کے والد مرحوم، شیخ اسماعیل محلاتی نجفی، حاج شیخ جواد بلاغی نجفی (صاحب کتاب الھدیٰ الی دین المصطفی) سید ھبۃ الدین شہرستانی (صاحب کتاب الھیہ فی الاسلام) آقا محمد محلاتی (صاحب کتاب گفتار خوش یارقلی) مرزا علی یزدی قابل ذکر ہیں۔

۵۔ علوم حدیث، رجال، تاریخ، تراجم

ان علوم کی ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے والد مرحوم سے حاصل کیں اور علامہ فقیہ سید ابوتراب خوانساری صاحب کتاب (سبل الرشاد فی نجاۃ العباد) علامہ محدث مرزا محمد بن رجب علی طہرانی عسکری صاحب کتاب (مستدرک بحار الانوار، صحیفہ الاما علی النقی) سے بھی کسب فیض کیا آپ استاد علام کے مشائخ روایت میں بھی ہیں۔
نیز علامہ رجالی آیۃ اللہ محقق سید ابو محمد صدر الدین عاملی متوفیٰ سنہ ۱۳۵۴ ہجری صاحب کتاب (تاسیس الشیعہ الکرام للفنون الاسلامیہ) سے بھی اس وقت اکتساب فیض کیا جب آپ ایام شباب میں ایک سال تک مدینۃ کاظمیہ مقدسہ میں مقیم تھے علامہ فقیہ شیخ عبداللہ ابن شیخ محمد حسن مامقانی سے بھی استفادہ کیا جن کی دو کتابیں (منتھی المقاصد فی الفقہ اور کتاب الرجال) کافی اہمیت کی حامل ہیں جو تین بڑی جلدوں میں ہے۔

آپ نے آیۃ اللہ شیخ محمد حرز الدین صاحب کتاب (معارف الرجال) اور علامہ زاھد شیخ محمد حسین بن حاج شیخ مرزا محمد خلیلی شیرازی نجفی عسکری سے بھی کسب فیض کیا جن کے حاشیے تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک، کفایہ، تفسیر کشاف اور نہج البلاغہ پر موجود ہیں رضاعت اور شہید اول کے اس قول یحرم الانسان اصولہ وفروعہ واصول فروع اصولہ پر رسالہ بھی لکھے ہیں سامرہ میں آپ کا انتقال ہوا اور امامین عسکرین کے مشرقی رواق میں دفن ہوئے۔

جب استاد علام کا قیام کربلاء معلی میں تھا تو انھوں نے وہاں علامہ حاج مرزا علی حسینی مرعشی حائری صاحب کتاب (شرح باب الحادی عشر) و (شرح وجیزہ شیخ بہائی درد رایہ) سے بھی اپنی علمی تشنگی کو سیراب کیا۔

نیز آپ نے علامہ فقیہ مرزا ابو مھدی ابن علامہ مرزا ابو المعالی ابن علامہ حاج ملا محمد ابراھیم کرباسی اصفہانی کی خدمت میں کتاب سماء المقال کا درس لیا جو اصفہان میں فوت ہوئے اور مقبرہ تحت فولاد میں دفن ہوئے۔

۶۔ علم تفسیر:۔

آپ نے علوم قرآن اور تفسیر قرآن اپنے والد مرحوم، شیخ محمد حسین شیرازی سید ھبۃ الدین شہرستانی اور سید ابراھیم شافعی رفاعی بغدادی سے حاصل کیا۔

ایک دن استاد علام نے مجھے فرمایا تھا میں نے تفسیر بیضاوی کے مکمل پانچ دورے پڑھائے ہیں آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے پہلی بار قم میں گھروں سے نکال کر عامۃ الناس کے مختلف طبقات کے درمیان تفسیر قرآن کے دروس کی بنیاد رکھی۔

۷۔ علم تجوید اور قرائت:۔

ان علوم کا درس آپ نے اپنے والد مرحوم، آیۃ اللہ سید آقا شوستری آیۃ اللہ مرزا ابو الحسن مشکینی نجفی علامہ شیخ نور الدین شافعی بکتاشی اور علامہ شیخ عبد السلام کردستانی شافعی سے حاصل کیا جیسا کہ آپ نے مجھ سے بیان کیا ہے آپ

نے ۱۰ مرتبہ علم تجوید کا درس دیا آپ کا درس تجوید عموم مردم کیلئے بھی ہوا کرتا تھا جس طرح اس کا درس خاص ہوتا تھا آپ نے فرمایا ہے میں نے یہ کام اس لئے کیا تا کہ یہ علم لوگوں کی زبانوں پر باقی رہے۔

۸۔ حساب، ہندسہ، علم ریاضیہ، علم افلاک، ہیئت ودیگر نادر علوم:۔

یہ علوم آپ نے علامہ ریاضی شیخ عبدالکریم بوشہری صاحب کتاب (شش ہزار مسئلہ) جو بمبئی سے طبع ہوئی اور علامہ حاج ابوالقاسم موسوی خوانساری سے نجف اشرف کے مدرسہ آخوند میں حاصل کئے آپ کی تالیفات میں حاشیہ بر خلاصہ حساب شیخ بہائی حاشیہ بر کتاب اکراز حکیم ذوایزیلاسوس یونانی اور حاشیہ بر تحریر اقلیدس قابل ذکر ہیں آپ نے علم رمل اور علم جفر میں بھی کتابیں لکھی ہیں دعاء سیفی اور دوسری دعاوں کی شرح بھی کی ہے۔
آپ نے محقق فاضل مرزا علی خان جو ڈاکٹر عندلیب زادہ کے نام سے مشہور ہیں جو عندلیب الذاکرین تہرانی نجفی کے صاحبزادے اور آیۃ اللہ مجاہد سید ابوالقاسم کاشانی کے داماد تھے سے بھی کسب فیض کیا۔
علامہ مرزا محمود اہری جو نجف اشرف میں ریاضیات کے مدرس تھے جنھوں نے محقق جلال الدین دوانی کے طرز پر ایم رسالہ بھی تحریر فرمایا ہے آپ کے استاد رہے ہیں آپ علامہ آقا محمد محلاتی فرزند آیۃ اللہ حاج شیخ محمد اسماعیل محلاتی نجفی صاحب کتاب (گفتار خوش یارقلی) علامہ شیخ عبدالحمید رشتی نجفی فاضل مرزا احمد منجم شیرازی صاحب کتاب (معرفۃ التقویم) علامہ آیۃ اللہ سید محمد کاظم عصار تہرانی جو فقہ واصول وریاضیات میں کثیر تالیفات رکھتے ہیں کے بھی حلقہ تلامذہ میں شامل رہے ہیں۔
آپ نے علامہ حاج مرزا جمال الدین فرزند علامہ مرزا ابوالمعالی فرزند علامہ حاج ملا محمد ابراہیم کرباسی سے نجف اشرف میں (تشریح الافلاک) اور ملا علی قوشجی کی کتاب (فارسی ہیئت) نیز (شرح جغمینی) جیسی کتابیں پڑھیں۔ علامہ فقیہ مرزا محمود شیرازی نجفی جن کے حاشیے ریاضیات کی کتابوں اور کفایۃ الاصول ومطارح انظار پر موجود ہیں سے نجف اشرف میں مسائل ہیئت اور وقت وقبلہ کے مباحث حاصل کئے یہ شہر سامرہ میں مدفون ہیں علم حروف واوقاف کے دروس اس فن کے اساتذہ مرزا باقر ایروانی نجفی حاج شیخ محمد حسین شیرازی استاد علام رضا شاہ عراقی معروف بہ مرکب ساز ابوالحسن اخباری ہندی، سید یاسین علی شاہ ہندی اور مرزا علی اکبر حکمی یزدی قمی سے حاصل کئے۔

۹۔ علم انساب ۔۔۔

آپ اپنے ہم عصر مراجع عظام کے درمیان علم انساب میں امتیازی شان رکھتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کو اچھی خاصی شہرت بھی حاصل ہوئی اس علم کے رموز پہلے آپ نے اپنے والد مرحوم سے حاصل کئے اس کے بعد علامہ نساب سید رضا موسوی بحرانی غریفی نجفی صاحب کتاب (الشجرۃ الطیبۃ فی الانساب العلویہ) اور علامہ فقیہ سید مہدی موسوی بحرانی غریفی نجفی جو بہت سی کتابوں کے مولف ہیں سے اس علم میں کسب فیض فرمایا۔

۱۰۔ علم طب ۔۔

علم طب پہلے آپ نے اپنے والد مرحوم ، اور مرحوم علی خان موید الاطباء جو کربلا معلی میں مقیم تھے سے حاصل کیا۔
استاد علام نے ایک روز مجھ سے فرمایا کہ میں نے دو سال میں طب اور اس کے اولیات حاصل کر لئے تھے میں نے اس علم کو فقط اس لئے حاصل کر لئے تھے تاکہ وقت ضرورت اپنا معالجہ خود کر سکوں میں نے اس علم سے بہت زیادہ فائدے اٹھائے ہیں قدیم زمانے میں علم طب حوزوی دروس میں شامل تھا اور اس کا مکمل طور پر درس بھی دیا جاتا تھا نجف اشرف میں اس فن کے بہت سے ماہرین اور حاذقین پائے جاتے تھے۔
مگر آج حوزات علمیہ میں علوم دینیہ کے طلباء کے درمیان علم طب کے نشانات مفقود ہو چکے ہیں اور اس کیلئے مخصوص یونیورسٹیاں اور کالج کھول دئے گئے ہیں۔
مجھے نہیں معلوم آخر یہ سستی اور لاپرواہی کیوں ہے کیا دنیوی امور میں زیادہ مشغولیت اور حوزات علمیہ کے بنیادی علوم فقہ و اصول کی وسعت کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے یا پھر کوئی اور وجہ ہے۔
تعجب تو یہ ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی دیگر علوم کی کتابیں ہمارے زمانے میں مفقود ہوتی جارہی ہیں افسوس ہم کس حال میں ہیں۔
زندگی کے آخری ایام میں جب میں آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوا تاکہ کناڈا سے کئے جانے والے سوال کا جواب وہاں سناؤں وہاں بعض مومنین کے درمیان قبلہ کی تعیین کے سلسلے میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا اور ان لوگوں نے استاد علام سے قبلہ کے بارے میں استفسار کیا تھا اسی دروان حوزے اور اس کے دروس کی بات چلی تو آپ نے حسرت ناک انداز میں

فرمایا پہلے حوزہ میں مطول کا درس دیا جاتا تھا تاکہ طالب علم اپنے اندر علمی قوت پیدا کرے اور علمی میدان میں بلندبرتر مقام پر فائز ہوجائے لیکن آج اس کا فاتحہ پڑھا جارہا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے حوزہ علمیہ میں مطول کا درس ختم ہوگیا ہے اس بعد آپ نے فرمایا شیخ انصاری ہر نماز صبح کے بعد تعقیب نماز کی طرح ابن مالک کے اشعار اور مطول کے ۵۰ صفحات اسے اہمیت دیتے ہوئے پڑھا کرتے تھے۔

اس کے بعد فرمایا مجھے حوزہ علمیہ اوراس کے طلاب کے مستقبل کے بارے میں اضطراب وقلق ہے اگرنظام اسی روش پر چلتا رہے گا تو خسران ہمار مقدر بنے گا۔

---

(۱) ۔مذہب امامیہ کے دینی مدارس میں قدیم زمانے ہی سے علوم کی تحصیل کے تین مرحلے ہوتے ہیں۔پہلا مرحلہ مقدمات کہا جاتا ہے اس مرحلے میں نحو، صرف، معانی، بیان، بدیع، منطق، کلام، اولیات فقہ اور ادبیات اصول فقہ کے دروس دیئے جاتے ہیں اس میں جامع المقدمات کا بھی درس دیا جاتا ہے جو صرف، نحو، منطق، آداب متعلمین جیسی گیارہ کتابوں پر مشتمل ہے اس کے بعد البھجۃ المرضیہ فی شرح الفیہ ابن مالک از جلال الدین سیوطی یا شرح ابن عقیل ابن ناظم پھر مغنی اللبیب عب کتب الاعاریب کا درس دیا جاتا ہے علم صرف میں شرح نظام ، منطق مرحوم مظفر، حاشیہ ملا عبد اللہ یزدی اور فقہ میں تبصرۃ المتعلمین۔ شرائع الاسلام نیز مرجع تقلید کے رسالہ عملیہ کے دروس دیئے جاتے ہیں۔

دوسرا مرحلہ:

جسے مرحلہ سطح یا مرحلہ سطوح بھی کہتے ہیں اس مرحلے میں فقہ و اصول نیز اس فن کی اکثر متداول کتابیں مثلاً۔۔۔۔ معالم الدین ،قوانین الاصول، اصول مرحوم مظفر یا حلقات شہید صدر، شرح لمعہ ،رسائل و مکاسب از شیخ انصاری، کفایہ الاصول از محقق خراسانی علم کلام میں شرح باب حادی عشر شرح تجرید اور علم فلسفہ میں منظومہ محقق سبزواری اور اسفار از ملا صدرا۔۔شیرازی کے دورس دیئے جاتے ہیں یہ مرحلہ پہلے مرحلے سے اپنی عمیق فکر و نظر کے ذریعہ ممتاز ہے اس مرحلے میں حواشی و تعلیقات اور اس فن کی دوسری کتابوں کے ذریعے عملی مسائل کو روشن کرنے کیلئے استدلال کیا جاتا ہے اور طالب علم پر واجب ہے کہ وہ استاد کے بتائے ہوئے ہر موضوع میں نظریات و تعلیقات کو قلم بند کرے۔

تیسرا مرحلہ۔

یہ دینی مدارس اور حوزات علمیہ میں درس کا آخری مرحلہ ہے اسے مرحلہ خارج بھی کہا جاتا ہے اس مرحلے میں طالب علم مجتہد و فقیہ ہو جاتا ہے اور اس میں احکام شرعیہ فرعیہ کو اس تفصیلی دلائل کتاب و سنت اجماع او عقل کے ذریعہ استنباط کرنے کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔اس مرحلے میں درس کی کیفیت اس طرح ہے کہ استاد پہلے شاگرد کے سامنے ایک مسئلہ بیان کرتا ہے اس کے بعد اس مسئلہ کے موافق دلائل و براہین پیش کرتا ہے اور جس سے متفق نہیں ہوتا ہے اس کو رد کر کے اپنی خاص علمی رائے بیان کرتا ہے اور پھر اس مسئلہ میں جو صحیح رائے ہوتی ہے اسے بیان کرتا ہے اور اس پر دلیلیں لاتا ہے کبھی کبھی تو استاد ایک مسئلہ میں کئی کئی روز تک بحث کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا آخری نظریہ روشن ہو جاتا اس مرحلے میں بحث و تدریس کسی خاص کتاب میں منحصر نہیں بلکہ استاد فقہ و اصول کے باب کے متعلق بالترتیب بحث کرتا ہے لیکن دور حاضر میں اکثر درس خارج اصول فقہ میں کفایہ الاصول ،فقہ میں العروۃ الوثقیٰ از سید یزدی یا شرائع الاسلام از محقق حلی پر مشتمل ہے یہی وجہ ہے کہ ان کتابوں پر شرحیں اور حاشیے زیادہ پائے جاتے ہیں خاص طور سے ہمارے زمانے میں ۔

حوزات علمیہ میں درس عامہ کی بہ نسبت امتیازی شان رکھتے ہیں اس مرحلے میں خصوصاشاگرد استاد سے اس کے بیان کئے ہوئے موضوعات پر بحث کرتا ہے حوزے میں علم فقیہ کوخاص مرتبہ حاصل ہے کیونکہ دینی مدرسوں اوریونیورسٹیوں میں فقہ کی تعلیم ہی کادرس اصل ہدف ہے حوزے میں فقط فقہاء و مجتہدین ہی نہیں ہوتے بلکہ متکلمین، فلاسفہ، ریاضی دان، مناطقہ، مفسرین، ادباء، شعراء، مولفین، خطباءاوراس کے علاوہ دوسرے صاحبان علم و فضل وغیرھم بھی پائے جاتے ہیں اب یہاں درس وتدریس اورمدارس کااصل ہدف دین کی نصیحت خداوندعالم کی طرف رہنمائی کرناہے۔ حوزہ علمیہ سے فارغ ہونے والے افراد خداکے اس قول۔"فلولانفرمن کل فرقۃطائفہ"کامصداق بن کراطراف واکناف میں دینی تدریس وتربیت اوراسلامی تبلیغ وارشادمیں مشغول ہوتے ہیں نیز مختلف علوم وفنون میں تصنیف وتالیف کافریضہ بھی اداجسکی اسلامی معاشروں کی ضرورت ہوتی ہے۔اقتباس ازکتاب امام شاہرودی۔

روایت میں آپ کے مشائخ۔

شاید ہمارے زمانے میں علماء عامہ اورخاصہ کی طرف سے اجازہ روایت حاصل کرنے میں استاد علام کاکوئی مثل نہ ہوآپ اس بلندوبرترمقام اور عظیم ترین مرتبے میں یکتاء روزگار اورسب سے آگے تھے۔

اپ کواحادیث امامیہ اورنبویہؐ کے نقل کے سلسلے میں تقریباً ۲۰۰ اسلامی شخصیتوں کی طرف سے اجازے حاصل تھے آپ کے فرزندڈاکٹرسید محمودمرعشی نے تمام اجازوں کوایک مجموعہ کی شکل میں کیاہے جوانشاء اللہ ۔۔زیورطبع سے آراستہ ہوگااجازہ دینے والوں کی مختصرحالات زندگی بھی اجازے کےساتھ دوجلدوں میں شائع ہوگی پہلی جلدتین فصل اوردوسری جلد صاحبان اجازات کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔

علامہ سیداحمد حسینی جوکثیر تالیفات کے مالک ہیں نے مجھ سے فرمایاہے میں نے صاحبان اجازات کے حالات زندگی مرتب کرلئے ہیں ان میں سے بعض بزرگوں سے میں نے ملاقات بھی کی ہے خدا سے دعاہے وہ انھیں اس عظیم کام انجام دینے کی توفیق دے تاکہ صاحبان علم وفضل اورواقف کاران حدیث وراویت اس اہم تالیفات سے بہرہ مندہوسکیں۔

استادعلام نے اپنی کتاب الطرق والاسانید میں اپنے تمام مشائخ کوبطور تفصیل یادکیاہے ہم یہاں القاب وآداب کے بغیر مختصر طورپران آیات عظام اورحجج کرام کے اسماء گرامی فہرست وارتحریر کرتے ہیں۔

۱۔ سید حسن الصدر۔

۲۔ الحاج مرزا حسین علوی سبزواری۔

۳۔ الحاج مرزا عبد الباقی موسوی صفوی شیرازی۔

۴۔ سید علی حسینی کوہ کمری تبریزی۔

۵۔ سید محمد مهدی موسوی بحرانی غریفی۔

۶۔ سید محمد حسین ساروی۔

۷۔ الحاج سید محسن امین عاملی شامی

۸۔ سید هبۃ الدین شہرستانی۔

۹۔ سید ابو الحسن نقوی جو سید دلدار علی ہندی کے پوتے تھے۔

۱۰۔ سید علی نقی نقوی فرزند ابو الحسن مذکور معروف بہ نقن صاحب۔

۱۱۔ الحاج سید ابو الحسن دہگردی اصفہانی۔

۱۲۔ سید محمد رضا حسینی کاشانی۔

۱۳۔ سید محمد حسین تہرانی معروف بہ عصار۔

۱۴۔ الحاج سید محمد موسوی زنجانی۔

۱۵۔ سید جعفر سید بحر العلوم نجفی کے پوتے تھے۔

۱۶۔ الحاج سید علی شوستری جو سید جزائری کے پوتے تھے۔

۱۷۔ سید صادق رشتی۔

۱۸۔ سید محمد صادق آل بحر العلوم نجفی۔

۱۹۔ سید محمد فرزند حسین موسوی نجف آبادی اصفہانی۔

۲۰۔ سید محمد علی حسینی تفرشی نجفی۔

۲۱۔ سید محمد موسوی خلخالی نجفی۔

۲۲۔ سید احمد معروف بہ سید آقا شوستری نجفی۔

۲۳۔ سید احمد حسینی صفائی خوانساری۔

۲۴۔ الحاج سید ناصر حسین ہندی فرزند صاحب عبقات۔

۲۵۔ سید عبد الحسین شرف الدین موسوی عاملی۔

۲۶۔ سید محمد موسوی تبریزی معروف بہ مولانا۔

۲۷۔ الحاج سید علم بصیر النقوی کابلی۔

۲۸۔ سید آقا حسین اشکوری۔

۲۹۔ سید محمد حجت کوہ کمری۔

۳۰۔ سید محمد علی موسوی شوستری۔

۳۱۔ سید محمد حسین شاہ عبد العظیمی رازی۔

۳۲۔ سید محمد سعید حبوبی نجفی ۔

۳۳۔ سید محمد عند الرزاق حلو النجفی۔

۳۴۔ سید عبد اللہ سبزواری معروف بہ برہان المحققین۔

۳۵۔ سید عبد اللہ بلادی بحرانی۔

۳۶۔ الحاج سید ابو الحسن اصفہانی موسوی۔

۳۷۔ سید محمد ابراہیم شیرازی۔

۳۸۔ الحاج سید آقا حسین طباطبائی قمی۔

۳۹۔ الحاج سید آقا طباطبائی بروجردی۔

۴۰۔ سید عبد الحسین نبطی۔

۴۱۔ سیدۃ خانم ابنہ علویہ اصفہانی ۔

۴۲۔ سید نجم الحسن ہندی۔

۴۳۔ الحاج سید کاظم عصار۔

۴۴۔ الحاج سید علی نجف آبادی اصفہانی ۔

۴۵۔ سید محمد اصفہانی کاظمینی ۔

۴۶۔ الحاج سید فخر الدین۔

۴۷۔ سید اسماعیل شریف الاسلام مرعشی۔

۴۸۔ الحاج سید حسین قمی معروف بہ کوچہ حرمی۔

۴۹۔ سید محمد باقر قزوینی ۔

۵۰۔ سید محمد زنجانی۔

۵۱۔ الحاج شیخ عبد الحسین بغدادی۔

۵۲۔ الحاج شیخ محمد رضا دزفولی۔

۵۳۔ آخوند مولیٰ محمد حسین فشارکی اصفہانی۔

۵۴۔ شیخ فیاض الدین زنجانی۔

۵۵۔ شیخ علی دامغانی۔

۵۶۔ شیخ علی اکبر نہاوندی۔

۵۷۔ شیخ آقا بزرگ تہرانی۔

۵۸۔ شیخ محمد رضا اصفہانی مسجد شاہی۔

۵۹۔ شیخ محمد باقر قاینی بیرجندی۔

۶۰۔ الحاج مرزا ابو الہدی کرباسی۔

۶۱۔ الحاج مرزا محمد شیرازی نجفی۔

۶۲۔ مرزا ابو الحسن جیلانی معروف بہ شریعت مدار۔

۶۳۔ شیخ محمد صالح نوری طبرسی۔

۶۴۔ مرزا ابو الحسن مشکینی اردبیلی۔

۶۵۔ شیخ فضل اللہ نوری طبرسی حائری ۔

۶۶۔ شیخ فدا حسین قرشی ہندی۔

۶۷۔ الحاج شیخ ابوالقاسم قمی۔

۶۸۔ الحاج شیخ فاضل مشہدی خراسانی۔

۶۹۔ الحاج عبداللہ مامقانی۔

۷۰۔ شیخ محمد فراہانی۔

۷۱۔ شیخ ملامھدی بنائی حائری۔

۷۲۔ الحاج مرزا محمد تہرانی۔

۷۳۔ شیخ علی فرزند جعفر کاشف الغطاء نجفی ۔

۷۴۔ شیخ محمد حرزالدین نجفی۔

۷۵۔ الحاج مرزاہادی خراسانی حائری۔

۷۶۔ الحاج شیخ علی فرزند ابراہیم قمی معروف بہ زاہد۔

۷۷۔ مرزا محمد فرزند محمد حسن ہمدانی معروف بہ جولانی۔

۷۸۔ الحاج مرزا یحیی خوئی معروف بہ امام ۔

۷۹۔ الحاج شیخ محمد عراقی معروف بہ سلطانی۔

۸۰۔ الحاج شیخ عبدالحسین شیرازی حائری۔

۸۱۔ شیخ باقر قمی۔

۸۲۔ شیخ مرتضیٰ طالقانی نجفی۔

۸۳۔ شیخ مرزا محمد علی جہاردہی رشتی۔

۸۴۔ الحاج مرزا ابوالحسن آقا معروف بہ انکجی۔

۸۵۔ شیخ اسماعیل معزالدین اصفہانی۔

۸۶۔ شیخ محمد شریف اردوبادی نجفی۔

۸۷۔ شیخ محمد جواد رازی۔

۸۸۔ مرزا حیدر قلی خان سردار کابلی ۔

۸۹۔الحاج مرزاھدایۃ اللہ قزوینی۔

۹۰۔ شیخ عبداللہ زنجانی۔

۹۱۔ شیخ ضیاءالدین عراقی نجفی۔

۹۲۔ شیخ محمد حسین نائینی۔

۹۳۔ شیخ محمد جوادفرزندعباس گلپائیگانی ۔

۹۴۔الحاج شیخ مہدی اصفہانی۔

۹۵۔ شیخ عیسیٰ فرزند شکراللہ لواسانی تہرانی۔

۹۶۔مرزاحسن حائری شیرازی۔

۹۷۔مرزافخرالدین شیخ الاسلام حسینی قمی جوصاحب قوانین کے نواسے تھے۔

۹۸۔الحاج شیخ عباس قمی۔

۹۹۔ شیخ خلف آل عصفور بحرانی۔

۱۰۰۔الحاج مرزاحسن فرزندالحاج ملاعلی علیاری تبریزی۔

۱۰۱۔ مرزامحمد علی اردوبادی نجفی۔

۱۰۲۔ مرزافضل اللہ زنجانی معروف بہ شیخ الاسلام۔

۱۰۳۔ شیخ عبدالغنی عاملی جو شیخ حرعاملی کی نسل سے ہیں۔

۱۰۴۔الحاج مرزاصادق آقاتبریزی۔

۱۰۵۔الحاج شیخ عبدالکریم حائری یزدی۔

۱۰۶۔ شیخ عبدالمحسن خاقانی خرم شہری۔

۱۰۷۔ شیخ حسن علی اصفہانی۔

۱۰۸۔مرزامحمد علی شاہ آبادی۔

۱۰۹۔الحاج مرزامحمد رضاکرمانی۔

۱۱۰۔الحاج شیخ حبیب اللہ ترشیزی۔

۱۱۱۔آقامرزاآقااصطہباناتی شیرازی نجفی۔

۱۱۲۔الحاج شیخ جوادبلاغی ۔

۱۱۳۔الحاج شیخ مہدی اصفہانی مسجدشاہی۔

۱۱۴۔ شیخ اسماعیل اصفہانی معروف بہ بشمی۔

۱۱۵۔ شیخ مہدی قمی حکمی۔

۱۱۶۔الحاج مرزارضاکرمانی۔

۱۱۷۔ الحاج مرزاعلی شہرستانی مرعشی حائری ۔

۱۱۸۔ شیخ مرتضیٰ جہرۃ قانی تبریزی۔

۱۱۹۔الحاج امام جمعہ خوئی۔

۱۲۰۔ شیخ سراج الدین فداحسین قرشی۔

۱۲۱۔سید محمودمرعشی والداستاد۔ اسکے علاوہ دوسرے علمائے امامیہ نے بھی آپ کواجازہ روایت دیاہے۔

علمائے اسماعیلیہ نے بھی آپ کواجازہ روایت دیاہے جس میں درج ذیل قابل ذکرہیں۔

۱۲۲۔ سیدمحمدہندی مقیم گجرات۔

۱۲۳۔ سیدسیف الدین طاہرجواسماعیلیہ کے امام تھے۔

علمائے زیدیہ سے بھی آپ روایت کرتے تھے۔

۱۲۴۔ سیدقاسم فرزندابراہیم احمدعلوی حسنی زیدی یمانی۔

۱۲۵۔سیدمحمدبن محمدبن اسماعیل منصورمماتی۔

۱۲۶۔ شیخ یحیی بن حسین ابن بن ابراہیم سہیل زیدی۔

۱۲۷۔ سیداحمدمحمدزبارۃ الزیدی نقی جمہوریہ عربیہ یمنیہ ۔

۱۲۸۔ سیدیحیی ابن منصورباللہ محمدبن حمیدالدین صنعانی۔

۱۲۹۔ شیخ عبداللہ بن عبدالکریم بن محمدجرافی زیدی۔

۱۳۰۔ شیخ محمدبن محسن سراجی صفائی یمانی۔

۱۳۱۔قاضی احمدبن احمدبن محمدسیاغی زیدی یمانی۔

۱۳۲۔ سیداسماعیل بن احمدبن عبداللہ مختفی زیدی۔

۱۳۳۔ شیخ عبدالرزاق بن عبدالرزاق رقمی زیدی یمانی۔

۱۳۴۔ شیخ عبداللہ بن احمدبن رقمی زیدی ۔

۱۳۵۔ شیخ محسن بن احمدبن جلال زیدی۔

۱۳۶۔ شیخ یحیی بن صالح بن حسین سراج یمانی زیدی۔

علمائے عامہ سے بھی آپ نے روایت کی ہے۔

۱۳۷۔ شیخ محمدبہجۃ البیطار حنفی دمشقی مفتی دمشقی۔

۱۳۸۔ شیخ احمدبن شیخ امین گفتار مفتی جمہوریہ سوریہ۔

۱۳۹۔سیدحسن الاسعدی شافعی کروی۔

۱۴۰۔ شیخ یوسف الدجوی مصری مالکی ۔

۱۴۱۔سیدعلی بن محمدعلوی شافعی یمانی۔

۱۴۲۔ شیخ محمد نجیب المطیعی حنفی مصری۔

۱۴۳۔ شیخ ابراہیم جبالی مصری جوسابق میں شیخ ازہر تھے۔

۱۴۴۔ شیخ احمدبن محمد مقبول اہدل شافعی یمانی۔

۱۴۵۔ شیخ محمداللہ حافظ جی حضورامیر شریعتی بنگلادیشی حنفی

۱۴۶۔ شیخ محمد حسن مساط مالکی۔

۱۴۷۔ شیخ محمدبن صدیق بطاح اہدل شافعی۔

۱۴۸۔ شیخ علوی بن طاہر بن عبداللہ الحداد شافعی حضرمی۔

۱۴۹۔ شیخ محمد طاہر بن عاشور امالکی مغربی۔

۱۵۰۔ شیخ عبدالواسع بن یحیی واسعی شافعی یمانی۔

۱۵۱۔ سید ابراہیم راوی رفاعی شافعی بغدادی۔

۱۵۲۔ شیخ عبدالحفیظ بن محمد طاہر فہری مالکی مغربی۔

۱۵۳۔ شیخ حسین مجدی مدرس شافعی کردستانی۔

۱۵۴۔ شیخ داود بن عبداللہ مرزوقی زبیدی شافعی یمانی۔

آپ کی تصنیفات وتالیفات۔

خداوندعالم قرآن مجیدمیں ارشادفرماتاہے۔"ن والقلم ومایسطرون" قسم ہے نون اور قلم اوراس چیزکی جو لکھتے ہیں۔

یہ بات پوشیدہ نہین ہے کہ جس کے پاس قلب سلیم اورپاکیزہ سماعت ہے وہ اس بات کی گواہی دے گاکہ سیدشہداء ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام عالم مکاشفہ میں روحانی قلم [1] کے ذریعہ جس پر لطف ومہربانی کریں پھروہ تصنیف وتالیف میں کثیرتعدادکاکیونکرمالک نہ اوراس کے تحریرکردہ رسالے اورکتابوں کی تعدادسوسے کیوں نہ بڑھ جائے اگرچہ مراجع کرام کی تصنیف وتالیف کازمانہ بہت ہی کم ہواکرتاہےجوعلم کی عالی حد سے مرجعیت تک کے درمیان محدودرہتاہے لیکن استادعلام اس کےباوجودبھی مفید تصنیف وتالیف میں سرگرم رہے جس سے عام وخاص اورمطالعہ ومباحثہ کرنے والے افرادبے نیازنہیں ہیں۔

ایک دن استادنے مجھ سے فرمایامیرے پاس مخطوطات کابوریوں سرمایہ ہے لیکن میری غربت کی وجہ سے میرے پاس کوئی ایساشخص نہیں ہے جواسے سلیقہ سے مدون کرے۔

ایک دن اورایک دلچسپ حدیث کے بارے میں فرمایاعلماء گرمی کے موسم میں شدت حرارت کی وجہ سے حوزہ علمیہ میں تعطیل کرکے قم سے دوراایسے سرسبزوشاداب مقامات پرچلے جاتے ہیں جوگرمی کاموسم بسرکرنے کیلئے بہترین علاقہ شمارکیاجاتاہے لیکن میں اسی شہرمیں تحقیق وتالیف کی وجہ سے گرمی کی شدت برداشت کرتارہاکبھی اس دیوارکے سائے

میں پناہ لیتا تھا کبھی اس دیوار کے سائے میں اس طرح سالہا سال گزر گئے اور میں تصنیف و تالیف میں مصروف رہا۔
اس جیسے عظیم اور صابر انسان کی زندگی کیونکر کتابوں اور رسالوں سے ثمر بار نہ ہوتی اور کتاب احقاق الحق پر ان کی تعلیقات ان کی زندگی کا بہترین ثمرہ اور ہمیشہ باقی رہنے والا علمی اثر کیوں نہ قرار پاتیں۔
میں نے سالہا سال انھیں نماز صبح سے پہلے محراب عبادت میں کسی نہ کسی کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھا ہے جس سے وہ احقاق الحق کے تعلیقات کیلیئے مواد فراہم کرتے تھے آپ نے مختلف علوم وفنون میں نایاب کتابیں اور مفید رسالے بھی تحریر کئے ہیں آپ کے بعض رسالے اور کتابیں ایسی بھی ہیں جو چند صفحات پر مشتمل ہیں۔
استاد علام اپنی پہلی وصیت میں اپنے فرزند سے اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں میں اسے اپنی کتاب (مشجرات آل الرسول الاکرم) عمدۃ الطالب پر تعلیقات اور اپنے تمام آثار اور قلمی رشحات کے تکمیل کی وصیت کرتا ہوں جنہیں میں نے سیکڑوں بلکہ ہزاروں کتابوں سے راتوں کی بیداری اور دنوں کی تھکن کو خاطر میں لاتے ہوئے حاصل کیا ہے یہ دونوں مذکورہ بالا کتابیں زمانے کے حسنات میں سے ہیں ان میں بہت سے فوائد و نوادر بھی پوشیدہ ہیں جو دوسری کتابوں میں نہیں پائے جاتے خداوند عالم مجھے ان دونوں کتابوں کے ذریعے بہترین جزا دے۔
وصیت نامے میں ایک جگہ اور فرماتے ہیں میں اسے اپنی تمام ناقص تصنیف و تالیف کی تکمیل اور اس کے نشر و اشاعت کی وصیت کرتا ہوں جو فقہ، اصول، انساب، رجال، درایہ، تفسیر، حدیث، تاریخ، تراجم، مجامع، علوم غریبہ اور سیر و سلوک جیسے علوم پر مشتمل ہے اس کے علاوہ میں اپنے حالات کشفیات، مجاہدات اور متاعبات پر مشتمل کتابوں کی بھی وصیت کرتا ہوں۔
ایک اور مقام پر فرماتے ہیں میں اسے اپنی تمام تصانیف و تالیف کے نشر کی وصیت کرتا ہوں خصوصیت سے ان کتابوں کی جو میں نے عالم شباب میں مختلف علوم، غرائب عجائب اور انساب کے متعلق تحریر کی ہے۔
ایک اور مقام پر فرماتے ہیں میں اسے اپنے ان منظومات کی جو مختلف حالات میں میرے طبع موزوں سے وجود میں آئیں کی جمع و تدوین کی وصیت کرتا ہوں۔
اب ہم ان تصنیفات و تالیفات کا ذکر کرتے ہیں جو ان کے سحر البیان قلم سے وجود میں آئی ہیں پروردگار سے دعا ہے وہ اولاد کو اپنے آباء و اجداد کے آثار زندہ کرنے اور ان کے علوم کے چشمے سے لوگوں کو سیراب کرنے کی توفیق دے۔

---

(۱)۔ چوتھی کرامت کی طرف مراجع کیجیئے ص۔۱۲۲

انساب، رجال، تاریخ اور سفرنامے

۱۔ مشجرات آل الرسول الاکرم

یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے جس میں پوری دنیا کے سادات کے انساب بیان کئے گئے ہیں آپ نے اپنی نصف عمر اس کتاب کی تالیف وتنسیق اور تدوین میں صرف کی یہ عربی زبان میں شجروں کی شکل میں ہے۔

۲۔ کتاب المسلسلات فی ذکر الاجازات

یہ کتاب جملہ علماء شیعہ امامیہ زیدیہ اسماعیلیہ اور علماء عامہ کی طرف سے دئے گئے اجازات پر مشتمل ہے اس کا ایک نسخہ میں نے آپ کے فرزند کے پاس دیکھا ہے جو طباعت کیلئے آمادہ ہے۔

۳۔ طبقات النسابین

یہ کتاب دو ضخیم اور بڑی جلدوں میں ہے جو اسلام کی پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے علماء نساب کے حالات زندگی پر مشتمل ہے فاضل سید مہدی رجائی نے اس کتاب سے استاد علام کی کتاب لباب الانساب کے مقدمے کیلئے اقتباس فرمایا ہے۔

۴۔ مزارات العلویین

اس کتاب میں پوری دنیا کے سادات کرام اور علویوں کی قبروں کا تذکرہ ہے جسے آپ نے رجال وانساب اور الواح القبور نامی کتابوں سے اخذ کیا ہے یہ عربی زبان میں حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دی گئی ہے۔

۵۔ الفوائد الرجالیہ

یہ کتاب علم الرجال کے اہم مباحث پر مشتمل ہے جسے آپ نے اس فن کے اساتذہ سے اخذ کیا ہے۔

۶۔ اعیان المرعشیین

یہ کتاب خاندان مرعشی کے سیکڑوں فقہاء، علماء، حکماء، متکلمین، فلاسفہ، محدثین، ادبا، بادشاہوں اور وزیروں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے۔

۷۔ اللئالی المنتظمۃ والدر الثمینہ

یہ کتاب علامہ حلی، قاضی نوراللہ شوستری صاحب احقاق الحق متوفی۔ ۱۰۱۱ ہجری اور قاضی شافعی فضل بن روزبہان کے حالات زندگی پر مشتمل ہے تعلیقات احقاق الحق کے مقدمے میں ان حضرات کے حالات زندگی شائع ہوئے ہیں۔

۸۔ مستدرک کتاب شہداء الفضیلۃ۔۔۔ یہ کتاب شیخ عبدالحسین امینی (صاحب الغدیر) کی تحریر ہے استاد علام نے اپنے مستدرک میں شہداء علماء شیعہ کی ایک جماعت کا ذکر کیا ہے جنہیں علامہ امینی نے ذکر نہیں کیا ہے۔

۹۔ لمعۃ النور والضیاء

یہ رسالہ سید ابوالرضا فضل اللہ راوندی کاشانی کے حالات زندگی کے بارے میں لکھا گیا ہے جو کتاب (المناجاۃ الالہیات فی مناقب امیرالمومنین) کے ضمیمہ کیساتھ ۱۳۸۴ ہجری قمری میں طہران سے شائع ہوا۔

۱۰۔ سجع البلابل فی ترجمۃ صاحب الوسائل

یہ ایک رسالہ ہے جو مولف وسائل الشیعہ شیخ حر عاملی کی حالات زندگی پر مشتمل ہے یہ کتاب (اثباۃ الھداۃ با النصوص والمعجزات) کیساتھ شائع ہوا۔

۱۱۔ وسیلۃ المعاد فی مناقب شیخنا الاستاد

یہ رسالہ تفسیر آلاء الرحمن اور الھدیٰ الی دین المصطفی نیز دیگر اہم تالیفات کے مولف شیخ محمد جواد بلاغی کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو کتاب (المدرسۃ السیارہ فی رد النصاریٰ) کے ضمیمہ کے ساتھ ۱۳۸۳ ہجری میں تہران سے شائع ہوا۔

۱۲۔ لؤلوۃ الصدف فی حیات السید محمد الاشرف

یہ رسالہ فیلسوف کبیر محقق میرداماد کے نواسے علامہ عبدالحبیب کے فرزند سید محمد اشرف کے حالات زندگی پر لکھا گیا ہے (جو کتاب فضائل السادات) مولف محمد اشرف کے ضمیمہ کے ساتھ سنہ ۱۳۸۰ ہجری میں قم سے شائع ہوا۔

۱۳۔ منیۃ العالمین

یہ رسالہ محدث شہید ابوجعفر محمد بن فتال نیشاپوری کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو روضۃ الواعظین کے ضمیمہ کے ساتھ سنہ ۱۳۷۷ ہجری میں قم مقدسہ سے شائع ہوا۔

۱۴۔ الفتحیہ

یہ رسالہ میرابوالفتح شریفی عربشاہی جرجانی صاحب کتاب (تفسیرالشاہی فی آیات الاحکام درزبان فارسی) کے حالات زندگی پر محتوی ہے جو تبریز سے کسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۱۵۔ مطلع البدرین

یہ رسالہ محدث لغوی مفسر کبیر شیخ فخرالدین محمد علی طریحی نجفی صاحب کتاب (مجمع البحرین) کی سوانح حیات پر مشتمل ہے جو سنہ ۱۳۷۹ ہجری میں تہران سے شائع ہوا۔

۱۶۔ مفرج الکروب

یہ رسالہ علامہ دیلمی صاحب کتاب ارشادالقلوب کے دورحیات پر تحریر کیا گیا ہے جو سنہ ۱۳۸۸ ہجری میں کسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ تہران سے شائع ہوا۔

۱۷۔ رسالہ طریقہ

یہ رسالہ فارسی زبان میں شیخ جعفریا شیخ علی نقی شیخ الاسلام کے حالات میں تحریر ہے جو معارف الہیہ میں لکھی ہوئی کتاب تحفہ شاہی کے ساتھ سنہ ۱۳۸۰ ہجری میں شائع ہوا۔

۱۸۔ ایک اور رسالہ استادعلام نے فارسی زبان میں اپنے استاد آیۃ اللہ شیخ محمد محلاتی نجفی (صاحب کتاب گفتار خوش یارقلی جو باطل مذاہب کی ردمیں لکھی گئی ہے) کے حالات پر تحریر کیا ہے جو سنہ ۱۳۸۴ ہجری میں کسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ تہران سے شائع ہوا۔

۱۹۔ شیخ عزالدین ابن اثیرالموصلی صاحب کتاب اسدالغابہ کے حالات پر ایک رسالہ ہے جو تہران شائع ہوا۔

۲۰۔ الحاج سیدابوالقاسم طباطبائی تبریزی نجفی معروف بہ علامہ متوفی سنہ ۱۳۶۲ ہجری کی زندگی پر بھی ایک رسالہ ہے جو کتاب مشجرات اجازات علماء الامامیہ کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۲۱۔ ریاض الاقاحی

یہ رسالہ متکلم محدث شیخ زین البیاضی عاملی صاحب کتاب الصراط المستقیم الیٰ مستحق التقدیم کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو سنہ ۱۳۸۴ ہجری میں تہران سے شائع ہوا۔

۲۲۔ جلال الدین سیوطی شافعی کی کتاب الدرالمنثور پر مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جو تہران سے شائع ہوا۔

۲۳۔ الافسطیہ

اس رسالہ میں قم مقدس کے اطراف کے دیہات ،قریہ طغرود کے سادات کرام کے انساب بیان کئے ہیں جو محدث عباس قمی کی کتاب وقائع الایام کے ساتھ طہران سے شائع ہوا۔

۲۴۔ مصر میں خلفاء فاطمین کے انساب کی صحت پر ایک رسالہ ہے جسے آپ نے مدیر مجلہ ھدی الاسلام علامہ فاضل حسن قاسم مصری کی فرمائش پر لکھا ہے۔

۲۵۔ رسالہ در اشباہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۲۶۔ حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے سر اقدس کے موضع دفن کی تعیین میں ایک رسالہ ہے جو مورخین کے اقوال اور خود اختیار کئے ہوئے قول اصح پر مشتمل ہے کاش یہ زیور طبع سے آراستہ ہوجاتا۔

۲۷۔ کشف الظنون عن حال صاحب کشف الظنون ۔۔۔ یہ رسالہ مولف کتاب کاتب الحلبی کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو تہران سے شائع ہوا۔

۲۸۔ منھج الرشاد فی ترجمۃ الفاضل الجواد

یہ رسالہ فاضل جواد کے حالات میں ہے جو مسالک الافہام کے ساتھ شائع ہوا۔

۲۹۔ ایک رسالہ حاج مومن شیرازی جزائری کے حالات پر لکھا گیا ہے جس کا نام کاشفۃ الحال فی ترجمۃ صاحب الخیال ہے یہ طبع ہوا۔

۳۰۔ ایک رسالہ سلطان علی فرزند امام محمد باقر علیہ السلام کے دور حیات پر مشتمل ہے جو کاشان میں مدفون ہیں۔

۳۱۔ المنن والمواھب العددیہ

یہ رسالہ میر محمد قاسم نساب سبزواری کے حالات پر مشتمل ہے جو تبریز سے شائع ہوا۔

۳۲۔ غنیۃ المستجیر

یہ رسالہ استاد علام کے سلسلہ اجازات اور مرحوم حاج مرزا احمد اصفہانی کے اجازۃ روایت پر مشتمل ہے جو کتاب (الشمس الطالعہ فی شرح زیارۃ الجامعہ) کے ساتھ طبع ہوا۔

۳۳۔ رسالہ درحالات صاحب کتاب عمدۃ الطالب۔

۳۴۔ العزیۃ

یہ رسالہ شہید عزالدین یحیی معروف بہ امام زادہ کے حالات پر مشتمل ہے طہران میں آپ کا مزار ہے یہ رسالہ ۱۳۸۲ ہجری قمری میں شائع ہوا۔

۳۵۔ ھدیۃ النبلاء ۔

یہ کتاب سنہ ۱۰۰۰ ہجری قمری کے بعد کے علماء اور علوی سادات جن کا ذکر تراجم کی کتابوں میں بہت کم ملتا ہے کے حالات زندگانی پر مشتمل ہے۔

۳۶۔ التبصرۃ فی ترجمۃ مولف التکلمۃ

یہ رسالہ نجوم السماء کے مقدمہ میں تحریر ہے۔

۳۷۔ المجدی فی حیاۃ صاحب المجدی

یہ رسالہ صاحب (کتاب المجدی در علم نسب) جو پانچویں صدی ہجری کی اہم شخصیتوں میں ہیں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے سنہ ۱۴۱۰ ہجری میں یہ اسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۳۸۔ الضوء البدری فی حیات صاحب الفخری

یہ رسالہ صاحب کتاب (الفخری فی علم النسب) قاضی سید ابو طالب کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو ساتویں صدی ہجری کی اہم شخصیتوں میں تھے یہ رسالہ اسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۳۹۔ کشف الارتیاب

یہ رسالہ ابو الحسن بیہقی معروف بہ ابن فندق متوفیٰ سنہ ۵۶۵ ہجری کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو انہیں کی کتاب لباب الانساب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۴۰ ۔ رسالہ در حالات مرحوم سید علی اصغر محمد شفیع جابلقی۔

۴۱۔ حاشیہ بر کتاب وقائع الایام مولف محدث کبیر شیخ عباس قمی قدس سرہ۔

۴۲۔ رسالہ در فوائد صحیفہ سجادیہ یہ طہران سے اسی کتاب کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۴۳۔ ملا آخوند ملا عبد الکریم جسزی حائری کی کتاب (تذکرۃ القبور) کی تکمیل کی ہے جس کا کچھ حصہ ضمیمہ کتاب کے طور پر سید مصلح الدین مھدی اصفہانی کی جانب سے شائع ہوا۔

۴۴۔ منیۃ الرجال فی شرح نخبۃ المقال ۔۔۔ یہ کتاب علامہ سید حسین حسینی بروجردی متوفیٰ سنہ ۱۲۷۷ ہجری کی کتاب

(منظومہ نجمۃ المقال)کی شرح اس کی پہلی جلد سنہ ۱۳۷۸ہجری میں قم سے طبع ہوئی۔

۴۵۔ ھدیۃ ذوی النھی فی ترجمۃ المولیٰ علم الھدیٰ

یہ رسالہ مولی محمد معروف بہ علم الھدیٰ کاشانی ابن مولیٰ فیض کاشانی کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جو کتاب معادی الحکمۃ فی مکاتیب الائمۃ کے ضمیمہ کے ساتھ شائع ہوا۔

۴۶۔ شرح کتاب عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ازعلامہ سید جمال الدین احمد بن عنبہ الداؤدی اس شرح کا شمار استاد علام کی اہم تالیفات میں ہوتا ہے۔

۴۷۔ مزارات الطالبین۔۔۔

۴۸۔ الصرفہ یہ صاحب کتاب نفحہ کے حالات میں ایک رسالہ ہے۔

۴۹۔ سفرنامہ اصفہان

یہ کتاب سنہ ۱۳۳۲ہجری میں آپ کے سفر اصفہان کے حالات پر مشتمل ہے۔ جس میں وہاں کے تاریخی، تعمیری آثار اور علماء و ادباء کے قبور نیز بعض فضلاء کی ملاقات کا ذکر تحریر ہے۔

۵۰۔ سفرنامہ شیراز

یہ کتاب آپ کے سفر شیراز جسے ادب کہا جاتا ہے کے حالات پر مشتمل ہے جسے میں وہاں کے قدیمی آثار اور علماء و ادبا جیسے شیخ عبدا النبی، مرزا احمد بن محمد کریم تبریزی جو صوفیوں کے سلسلہ ذھبیہ کے قطب ہیں نیز شاعر سید محمد قدسی خطاط شیخ محمد جعفر محلاتی اور دیگر افراد کے تذکرہ ہیں۔

۵۱۔ سفرنامہ آذربائیجانی

اس کتاب میں وہاں کی اہم اور مشہور چیزیں پیش آنے والے حالات نیز بعض علماء کے تذکرے ہیں۔

آپ کے تینوں سفر کی داستان مخطوطات کی شکل میں موجود ہے ہم ان کے لائق وفائق فرزند سے استاد علام کے تمام مخطوطات کی طباعت کی امید رکھتے ہیں جیسا کہ ان کے والد علام نے اپنے وصیت نامے میں بھی تحریر کیا ہے خدا انھیں اس نیک کام کی توفیق عطا فرمائے۔

علم اصول فقہ۔

اس علم میں استاد علام نے ذیل کتابوں کی تالیف کی ہے۔

۵۲۔ الهدایۃ فی مفاضل الکفایۃ۔۔۔ اس کتاب میں محقق خراسانی کی کفایۃ الاصول کے مشکلات کی تشریح کی ہے۔

۵۳۔ مصباح الهدایۃ فی شوارع الکفایۃ۔

۵۴۔ حاشیۃ برمعالم الدین ازشہید ثانی۔

۵۵۔ حاشیۃ برقوانین اصول از محقق قمی۔

۵۶۔ حاشیہ برفرائد الاصول معروف بہ رسائل از شیخ اعظم انصاری۔

۵۷۔ مسارح الافکار فی مطارح الانظاریہ شیخ اعظم انصاری کی تقریرات پر حاشیہ ہے۔

علم فقہ۔

۵۸۔ حاشیہ برکتاب مکاسب از شیخ اعظم انصاری۔

۵۹۔ حاشیہ برکتاب وسیلۃ النجاۃ ازآیۃ اللہ العظمیٰ سید ابوالحسن اصفہانی۔

۶۰۔ رسالہ دراثبات حلیۃ اللباس المشکوک ۔

۶۱۔ رسالہ دربیع باشرط۔

۶۲۔ حاشیہ منخصرہ شرح لمعہ ازشہید اول وثانی۔

۶۳۔ اجوبۃ المسائل الرازیہ

یہ کتاب مصنوعہ کحل کی نجاست طبی دانشگاہوں میں ایکسرے اور پوسٹ مارٹم کے جواز کے سلسلے میں مومنین تہران کیلئے سوال کے جوابوں پر مشتمل ہے۔

۶۴۔ الصناعاۃ الفقہیہ۔

۶۵۔ رسالہ دربیع خیاری۔

۶۶۔ رسالہ نخبۃ الاحکام درفارسی طبع تہران۔

۶۷۔ سبیل النجاۃ

یہ فارسی میں سالہ عملیہ ہے جو سنہ ۱۳۷۰ ہجری میں طہران سے شائع ہوا یہ پہلا رسالہ ہے۔

۶۸۔ توضیح المسائل

یہ ایک رسالہ عملیہ ہے جو اول طہارت سے آخر دیات تک فقہ کا ایک کامل دورہ ہے پچاس مرتبہ سے زیادہ طبع ہوا اور آخری مرتبہ آپ ہی کے حکم کے مطابق سنہ ۱۴۰۷ ہجری میں شائع ہوا جسے میں نے صبح وشام ابتداء سے انتہا تک آپ کے سامنے گیارہ روز تک پڑھا جس کے نتیجہ میں بعض فقہی مسئلے اور نظریات تبدیل ہوئے اور اس کے آخر میں مسائل مستحدثہ کے عنوان پر ایک نئی فصل قائم کی یہ توضیح المسائل جدید کے نام سے طبع ہوا۔

۶۹۔ غایۃ القصویٰ لمن رام التمسک بالعروۃ الوثقیٰ

محقق سید یزدی کی کتاب العروۃ الوثقیٰ پر مفید تعلیقات ہیں جو قم سے دو جلدوں میں شائع ہوئے۔

۷۰۔ الشموس الطالعہ

یہ فارسی زبان میں فقہ کے اکثر ابواب پر مشتمل ہے ابھی تک اس کے تین اجزاء شائع ہوئے ہیں۔

۷۱۔ المصطلحات الفقہیۃ

یہ کتاب فقہاء مجتہدین اور محدثین کی زبانوں پر بولی جانے والی فقہی اصطلاحات کی شرح ہے۔

۷۲۔ مناسک الحج

یہ رسالہ فارسی زبان میں ہے جس میں مختصر حج کے ارکان کا ذکر ہے۔

۷۳۔ ھدایۃ الناسکین

یہ مناسک حج اور زیارۃ حرمین شریفین کے بارے میں ایک رسالہ ہے۔

۷۴۔ مصباح الناسکین

یہ رسالہ بھی حج کے ارکان پر مشتمل ہے کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے۔

۷۵۔ راہنمائے سفر مکہ ومدینہ

یہ زبان فارسی میں تحریر ہے حاجیوں کیلئے رہنما ہے یہ طہران سے طبع ہوا۔

۷۶۔ منہاج المومنین

یہ دوجلدوں میں ایک رسالہ عملیہ ہے جلداول میں عبادات اوردوم میں معاملات کے مباحث کاتذکرہ ہے جسے میں نے استاذعلام کے امتثال امرمیں سنہ ۱۴۰۶ ہجری میں تحریرکیاتھاجوکچھ میں ہفتے کے دوران لکھتاتھااسے جمعرات وجمعہ کی صبح کوآپ کی خدمت میں پڑھ کرسنادیاکرتاتھاجس طرح میں نے آپ کے کتاب القصاص [۱] کی تقریرات کوتحریرکیاہے اورآپ کے سامنے پڑھابھی ہے خداوندعالم مجھے اس کے شائع کرنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

علم منطق۔

۷۷۔ رفع الغاشیہ عن وجہ الحاشیہ

یہ کتاب آپ نے ایام شباب میں حاشیہ تہذیب المنطق از مولیٰ عبداللہ یزدی اورتہذیب ازعلامہ تفتازانی کے اوپرایک شرح کے طورپرتحریرفرمائی۔

عربی ادب

۷۸۔ قطب الخزامی من ریاض الجامی

۔ عبدالرحمن جامی کی شرح کافیہ پرمختصرشرح اورتعلیقہ ہے۔

۷۹۔ المعول فی امرالمطول ۔

یہ کتاب علامہ تفتازانی کی علم معانی وبیان وبدیع پرمشتمل مطول نامی کتاب پرتعلیقہ اورحاشیے کے طورپرتحریرفرمائی ہے۔

۸۰۔ الفروق

اس کتاب میں متشابہ الفاظ جسم وجسد،روح ونفس، اورارادہ ومشیت کے درمیان فرق بیان کیاگیاہے جوغیرمطبوع ہے۔

علم حدیث

۸۱۔ مفتاح احادیث الشیعہ۔
یہ کتاب چند جلدوں میں ہے جن میں حدیثوں کے موارد اوران کے بیان کے مواقع بیان کئے گئے ہیں جو غیر مطبوع اورناقص ہے۔
۸۲۔ حاشیہ وتعلیقات برکتاب الفصول المھمۃ از شیخ حر عاملی یہ بھی ناقص ہے اس کا ایک بھی طبع نہیں ہوسکا۔
۸۳۔ حدیث کساء۔
۔ حدیث سلسلۃ الذہب طبع ۱۳۵۶ ہجری۔

علوم قرآن کریم۔۔

۸۴۔ مقدمہ تفسیر غیر مطبوعہ۔
۸۵۔ التجویدیہ کتاب علم تجوید کے مفید فوائد پر مشتمل ہے (غیر مطبوعہ)
۸۶۔ الرد علی مدعی التحریف۔
۔ محدث نوری صاحب کتاب مستدرک الوسائل کی کتاب فصل الخطاب کی رد میں لکھی گئی ہے (غیر مطبوعہ)۔
۸۷۔ حاشیہ برکتاب انوار التنزیل فی تفسیر القرآن الکریم از مفسر قاضی ناصر الدین بیضاوی استاد علام نے مجھ سے ایک دن فرمایا میں نے اس تفسیر کے پانچ دورے سے پڑھائے ہیں۔ آپ ہی پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے گھروں میں عامۃ الناس کیلئے قم میں درس تفسیر کی بنیاد رکھی۔

دعائیں اور زیارتیں

۸۸۔ دعاؤں اورزیارتوں کاایک منتخب مجموعہ بھی ہے جسے آپ نے مفاتیح الجنان، زادالمعاد، اقبال، مصباح، بلدامین،کامل الزیارات ،مزارکبیرنیزدوسری معتبرکتابوں سے اخذکیاہے یہ مجموعہ تہران سے کئی مرتبہ طبع ہوا۔

۸۹۔ شمس الامکنۃ والبقاع فی خیرۃذات الرقاع ۔۔۔یہ ایک رسالہ ہے جس میں استخارہ ذات الرقاع کی سنداس کی روایت اوراسے دیکھنے کاطریقہ بیان کیاہے۔

علم درایہ۔

۹۰۔ الدرالفرید

اس کتاب میں بعض اسانید بیان کئے ہیں یہ شیخ صدوق کی کتاب من لایحضرہ الفقیہ کی پہلی جلدکے ساتھ شائع ہوا۔

علم ہیئت۔

۹۱۔الوقت والقبلہ ۔۔۔(غیر مطبوعہ)

علوم غریبہ۔

۹۲۔ حاشیہ سرخاب ۔

یہ کتاب علم رمل کے مختلف فوائدپر مشتمل ہے اس میں اس علم کے موجد،مشہور مصنفین اورعلم رمل کی اہم کتابوں کاذکرہے۔

۹۳۔ حاشیۃبرکتاب مفتاح العلامہ ایدمر

یہ اعمال شمسیہ،قمریہ اورزحلیہ کے بارے میں ہے ۔

۹۴۔ الشمعۃفی مصطلحات اہل الضعۃ

۔ یہ کتاب ایسے الفاظ پر مشتمل ہے جو مقام افادہ اور استفادہ میں زبان پر جاری ہوتے ہیں جسے آپ نے لغت کی کتابوں سے اخذ کر کے حروف ہجاء کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔

۹۵۔ اجوبۃ المسائل العلمیہ و الفنون المتوعہ۔

۹۶۔ انس الوحید۔

۔ یہ کشکول آپ نے اپنے سامرہ میں قیام کے دوران عالم شباب میں تحریر کیا تھا جو ناقص ہے۔

۹۷۔ حاشیہ بر کتاب السر المکنون فی علم الحروف (ناقص)

۹۸۔ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب یا فاکہۃ النوادی

یہ کشکول علم رجال و تاریخ کے فوائد پر مشتمل ہے۔

۹۹۔ سلوۃ الحزین یا روض الریاحین

یہ بھی ایک کشکول ہے جس میں آپ نے علم جفر، علم رمل، علم حروف اعمال شمسی و زحلی و مریخی اور زہری کے اہم فوائد اور بعض مجرب نقوش و اذکار نیز بعض مثلثات و مربعات و طبی تجربات اور مختلف قسم کے مطالب تحریر فرمائے ہیں۔

اس کتاب کا تذکرہ آپ نے اپنے وصیت نامے میں بھی کیا ہے اپنی پہلی وصیت میں فرماتے ہیں میں اسے (اپنے فرزند کو) تہذیب نفس اور مجاہدات شرعیہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ جو کچھ مجھے فضل و شرف ملا ہے اسی کے ذریعے ملا ہے اور رب کریم نے مجھے وہ کچھ دیا ہے۔ جسے کان سننے سے عاجز اور زمانے کی نگاہیں دیکھنے سے قاصر ہیں پروردگار کی اس عظیم عطا اور بے پایاں فضل پر میں اس کا شکر گزار ہوں۔

میں نے اس کے بعض اسرار اپنی مخصوص کتاب سلوۃ الحزین میں بیان کئے ہیں اس کتاب کو مونس الکئیب المضطہد، روض الریاحین اور نسمات الصبا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اس مجموعے میں میں نے اوراد و اذکار کے اسرار طلسمات و حروف کے رموز اعمال شمسی و قمری کو رمز شجری اور افلاطونی قلم کے طور پر بیان کئے ہیں۔

مولف کتاب فرماتے ہیں میں نے اس رسالہ کو مفاتیح الاسرار التوضیح مصطلحات علم الکیمیاء کے ضمن میں دیکھا ہے جسے استاد علام نے خود اپنے قلم سے تحریر فرمایا تھا۔

مؤلف فرماتے ہیں ایک دن میں استادعلام کے کمرے میں مصروف درس تھا آپ کا کاتب ورق گردانی میں مشغول تھا اسی درمیان اس نے اس علم سے متصل ایک ورق نکالا جسے استادعلام نے دیکھ کر فرمایا۔۔۔ اکتبہ فی کتاب کذا۔۔ اسے میری کتاب میں لکھ دو لیکن میری زندگی میں اسے شائع نہ کیا جائے کیونکہ حاسدین اوردشمن اسی کے ذریعہ میری زندگی ہی میں مجھ پر حملہ آور ہوں گے ہاں میری موت کے بعد اس کی طرف رجوع کیا جائے اس سے عوام کو کافی فائدہ پہنچے گا۔

علم کلام ۔۔۔

آپ کی تمام تصنیفات وتالیفات میں علم کلام میں فیضان بخش اورسب سے زیادہ اہم وہ تعلیقات ہین جسے آپ نے کتاب احقاق الحق پر تحریر کئے ہیں مؤلف فرماتے ہیں ہم اس عظیم کتاب کی درخشندگی اورجلوہ گری سے کسب فیض کیلئے اپنی کتاب ۔ومیض من قبسات الحق ۔کی بعض عبارتیں نقل کرتے ہیں۔
صدراسلام سے ہمارے زمانے تک علماء فقہاء اورمجتہدین نے امامت اورائمۂ کے فضائل میں لاتعدادکتابیں تصنیف کی ہیں جن میں سب نمایاں کتاب احقاق الحق وازھاق الباطل ہے استادعلام خداوندعالم کی توصیف وستائش کے بعداس کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں گرانقدر مطالب ،بیش بہامفاہیم خوشگوارمشارب شیریں اورمصفیٰ مناھل درحقیقت قرآنی دلائل اورفطرت سلیم سے ہم آہنگ عقلی براہین کے ذریعے معارف الٰہیہ ،اصول دین اورعقائدکاجاننا ہے کیونکہ اسی کے ذریعہ دنیاوآخرت کی عظیم وکریم سعادتین حاصل ہوتیں ہیں۔
بڑے بڑے علماء اسلام نے اس علم میں بڑی بڑی کتابیں اوررسالے تحریر کئے ہیں اس موضوع میں تدوین شدہ کتابوں کے درمیان سب سے اہم اورگراں بہاکتاب احقاق الحق وازھاق الباطل ہے جسے سیدشریف فخرآل رسول فرزندزھراء(س) سعیدشہید مولاناقاضی نوراللہ حسینی مرعشی شوستری نے تحریرکیاہے جومناظرے اورکلام میں اپنی مثال آپ تھے۔
تمام کتب کلامیہ میں دقت نظراوران پر تحقیق وتدقیق کے باوجود اس علم کی چھوٹی بڑی تمام کتابوں میں اس کے مثل کوئی کتاب نہیں ہے ۔یہ کتاب اس فن کی دوسری کتابوں کے درمیان اپنے اعتقادیات ،فقہیات واصول میں اپنے محکم

اور قوی دلائل نیز واضح ترین حجج وبراہین کے اعتبار سے منفرد ہے۔
اس علم اب تک جو کچھ بھی کہا اور لکھا جا سکتا ہے سارے اعتراضات کے جوابات کے ساتھ یہ کتاب اپنے شافی وکافی بیان و تحریر کے ذریعہ ان سب پر بحث کرتی ہے ۔
اس کتاب نے ہر قسم کے شکوک وشبہات دور کردیئے حجتیں قائم کیں خصوصاً ان مسائل میں جو صفات باری سے متعلق ہیں خدا ہی اس کتاب کا اجر دے گا جس کے ذریعہ پرچم حق بلند ہوا اور نشانات صداقت زندہ ہوئے۔
اس میں در حقیقت علم کلام کے تمام مطالب مکمل طور پر بیان کردیئے گئے ہیں جس کے مطالعے کے بعد دوسری کتابوں کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔
مختصر یہ کہ جو بھی اس کتاب کا جائزہ لے اسے قرآن کی آیتیں منظم موتیوں کی طرح نظر آئیں گی ۔ اور کم ہی ایسی سطریں نظر آتی ہیں جن میں اللہ کے کلام احادیث معصومین ؑ کا اقتباس ضرب الامثال یا کوئی مشہور شعر موجود نہ ہو اس کے علاوہ یہ کتاب اعتقادی مسائل اور فقہی فرعات واصول میں مصنف کی وسیع معلومات اور علمی تبحر پر دلالت کرتی ہے اس کتاب میں کوئی بھی امکانی شبہ جو پیش آیا ہے یا آسکتا ہے بلا جواب نہیں چھوڑا ہے اور اسے اس طرح حل فرمایا ہے کہ پڑھنے والا اگر با انصاف ہو تو پھر کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔
کتاب احقاق الحق فضل بن روزبہان کی رد میں لکھی گئی ہے جو اپنے زمانے میں شافعی علماء میں سے تھا جس نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف وتالیف کی ہیں جن میں مشہور کتاب الرد علیٰ نہج الحق ہے اس کی تصنیف سے اسے ۹۰۹ ہجری میں فراغت حاصل ہوئی تھی اس کتاب کا نام اس نے ابطال نہج الباطل رکھا۔
مذکورہ کتاب علامہ حلی کی تصنیف نہج الحق کی رد میں لکھی گئی ہے علامہ حلی عالم اسلام کی وہ عظیم شخصیت ہیں جن کے فضل وکمال کا ہر فرقے کے سیرت نگاروں نے اپنے تذکروں میں اعتراف کیا ہے وہ علی الاطلاق علامہ تھے علم معقول ومنقول میں ان کی آواز ساری کائنات پر چھائی تھی وہ اپنی کمسنی کے زمانے ہی میں بڑے بڑے علماء پر سبقت لے گئے تھے انکی عظمتیں اور بزرگیاں اتنی زیادہ ہیں جن کا احصاء تحریر میں نہیں کیا جا سکتا۔
ان کی تصانیف بہت زیادہ ہیں بعض افاضل کا بیان ہے کہ انہیں کے ہاتھوں کی تحریر کردہ ان کی پچاس سے زیادہ کتابیں دستیاب ہوئیں۔
اور بعض اہل علم نے فرمایا ہے کہ ان کی تصانیف کی تعداد ۱۰۰۰ ہے اگر علامہ کی تصانیف کو ان کی ولادت سے وفات سے

وفات تک کے ایام پر تقسیم کیا جائے تو ان کے علمی افادات و استفادات درس و تدریس، مسافرتوں، سماجی اور عوامی امور نیز عبادتوں کے ساتھ ہر دن کے حق میں ایک دفتر ہوگا۔

انھوں نے مختلف علوم و فنون میں دسیوں کتابیں تصنیف کی اور سلطان محمد شاہ کی فرمائش پر کشف الحق اور نہج الصدق نامی کتاب بھی لکھی جو اسلام و مذاہب کے ادلہ و براہین دیکھنے کے بعد اپنے اختیار اور علامہ حلی کی حرکت سے انھیں کے ہاتھوں پر شیعہ ہوئے اور اسی صادق عقیدے پر تادم مرگ باقی رہے (جیسا کہ منتخب التواریخ اور مقدمہ احقاق الحق میں آیا ہے جب فضل بن روزبیان نے حلی کی کتاب نہج الحق کی رد لکھی تو قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث علیہ الرحمۃ نے اس کے جواب میں احقاق الحق تحریر فرمائی۔

شہید ثالث ایران کے صوبہ خوزستان میں ۹۵۶ ہجری میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ کی نشو و نما اور تربیت ہوئی اس کے بعد آپ نے عوام الناس کو اسلام کی طرف دعوت دینے کے لئے ہندوستان کی طرف ہجرت فرمائی۔ جب آپ اہل وطن سے دور عالم غربت میں تھے آپ کے پاس کتابوں کا وافر ذخیرہ بھی نہ تھا نیز اس وقت آپ تقیہ کے حصار مین گھرے ہوئے تھے جب آپ نے ااس کتاب کو س تحریر کیا فرمایا۔

اس کتاب میں آپ نے اپنی گفتگو کو تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ ۱۔ قال المنصف ۲۔ قال الناصب ۳۔ ناصب کے بیانات کی رد۔

علماء جمہور کی رد میں لکھی جانے والے کتابوں میں یہ بہترین تصنیف مانی جاتی ہے اس کاتب سے مفید تعلیقات بھی ملحق کئے گئے جسے استاد علام نے تحریر فرمائے ہین اور اصل کاتب پر اضافہ ہے۔

استاد علام ۱۳۱۵ ہجری مین پیدا ہوئے اور ۱۳۷۷ ہجری میں تعلیقات لکھنے میں مشغول ہوئے جسے آپ نے ۲۴ جلدوں میں کامل کیا۔

علوم ربانی معارف الٰہی اور فضائل آل محمد میں یہ ایک گرانقدر تصنیف ہے جس مین آیات و احادیث سے استناد کیا گیا ہے اور اس کا مواد کئی برسوں کی کمڑی محنت سے عامہ کی کتابوں اور ان کے طریقوں سے جمع کیا گیا ہے اس کے مصادر کی تعداد ۲۰۰۰ مطبوعہ و مخطوطہ کتابوں سے بھی زیادہ اور احادیث کے اہم کلمات کی مناسبت سے ایک فہرست لکھکر فضائل اہل بیت اطہار میں تحقیق کرنے والوں کیلئے راہ ہموار کردی ہے۔

نگاہیں جب اسے دیکھتی ہیں حیرت زدہ ہو جاتی ہین کہ استاد علام نے کتنے صبر و تحمل اور جانفشانی کے ساتھ یہ عظیم علمی

کارنامہ انجام دیاہے اوراس میں بحث کے تمام دینی ،تاریخی ، علمی ، ادبی اور رجالی اجزاء کاشامل کیاہے تاکہ پڑھنے والے کوکسی دوسری کتاب کی احتیاج نہ رہ جائے۔

رب کعبہ کی قسم یہ گرانقدر مجموعہ عقلی نقلی تاریخی اورادبی علوم کی روشنی میں فضائل آل محمدﷺ کوملحوظ نظرئیے کے موافق ایک بیش بہاخزانہ ہے۔

مولف کتاب نے اپنے کلام پرتمام کوششیں صرف کردیں اوراس میدان میں سبقت کرنے والے متکلمین کیلئے کوئی گنجائش باقی نہیں رکھی۔

یہ کتاب مدلل اورکم نظیرہے جس سے دونوں جہاں کی سعادتیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

---

(۱) ۔ استادعلام نے اسلامی ایران کی کامیابی کے بعدجواہرالکلام سے کتاب القصاص کے درس خارج کی ابتداء کی اوریہ سلسلہ ۱۴۰۰ سے ۱۴۰۳ ہجری تک جاری رہامیں آپ کے درس میں اسی طرح شرکت کرتاتھاجیسے آیۃ اللہ العظمیٰ گلپائیگانی کےدرس کتاب القضاء اورآیۃ اللہ العظمیٰ جوادتبریزی کےدرس کتاب الطہاۃ میں شریک ہوتاتھامیں نے اصول فقہ کامکمل دورہ ۸سال کی مدت میں آیۃ اللہ شیخ محمدفاضل کے نزدیک کامل کرلیااس کےبعدآیۃ اللہ العظمیٰ جوادتبریزی کےدرس میں شریک ہوکردوسرادورہ آغازکیاان کی تقریرات کومیں نے تحریرکیاہے میں اپنے آپ کوان کاشکریہ اداکرنے سے عاجزسمجھتاہوں اورمجھے ان کے عظیم حق کے ادائیگی کی قوت بھی نہیں ہے خداانہیں جزائے خیردے یہ حضرات حدیث کی روشنی میں بہترین والدتھےباپ تین ہوتے ہیں ،اب ولدک،اب زوجک ،اب علمک ،وھوافضلھم۔

آپ کے کچھ سفر اور سیاحتوں کا ذکر

خداوندعالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔"﴿ قل سیروافی الارض ﴾"[1] (اے رسولؐ" تم لوگوں سے کہہ دو روئے زمین پر سیر کریں)

سروسیاحت انسانی حیات میں ایک جز کی تشکیل کرتے ہیں ہر مسافر کے اغراض ومقاصد اور اس کی آرزوئیں اس کے سفر سے وابستہ رہتی ہیں خداوندعالم نے انسان کو طبیعتوں، ہمتوں اور اعمال کے اختلاف کے اعتبار سے مختلف طریقوں پر خلق کیا ہے۔

لیکن دیوان امیرالمومنینؑ میں ایسے اشعار بھی ہیں جن میں سفر کے فوائد کا ذکر کیا گیا ہے۔

تغرب عن الاوطان فی طلب العلی	وسافرففی الاسفار خمس فوائد
تفرج هم واكتساب معيشة	وعلم وآداب وصحبة ماجد

بلندیاں حاصل کرنے کیلئے سفر کرو کیونکہ سفر میں پانچ فائدے ہیں، غموں سے دوری حاصل کرنا کسب معاش، طلب علم وآداب اور شریف لوگوں کی رفاقت اختیار کرنا اس کے فائدے ہیں انسان سفر کی مشقتیں اور صعوبتیں غربت کے رنج وغم، فرقت کی وحشت اور وطن سے دوری کا غم کہ جس کی محبت جزو ایمان ہے برداشت کرتے ہوئے ایک شہر سے دوسرے شہر سفر کرتا ہے کیونکہ سفر میں بہت سے فائدے ہیں جن فائدوں کا ذکر حضرت امیرالمومنینؑ کے اس شعر میں کیا گیا ہے۔

۱۔ سیاحت۔ (تفرج غم) یعنی غموں سے دوری حاصل کرنا۔

۲۔ سفر تجارت (اکتساب معیشہ) یعنی کسب معاش کرنا۔

۳۔ سفر علم (وعلم) کسب علم

۴۔ اجتماعی اور ثقافتی سفر (آداب) یعنی مختلف قوموں کے عادات واطوار اور رنگارنگ تہذیبوں کا مشاہدہ کرنا۔

۵۔ اخلاقی سفر (وصحبتہ ماجد) یعنی شریف لوگوں کی رفاقت اختیار کرنا۔

انسان اپنے وطن اور مامن سے بلندی وارتقاء کے مدارج طے کرنے کیلئے سفر اختیار کرتا ہے۔ علماء وطالبان علم اپنی علمی

حایت کی ابتداہی سے فقر وغربت ریسمان میں جکڑے ہوئے سفر کی صعوبتوں کوبرداشت کرتے ہیں کیونکہ حدیث میں آیاہے۔

لایاتی الاباالفقروالغربة ۔۔۔ علم فقر وغربت ہی سے حاصل ہوتاہے۔

تم انہیں دیکھ رہے ہوکہ انہوں نے جدوجہد کی راہ اختیار کرلی ہے اور سفر کی صعوبتوں کو جھیلنا کھلے دل سے قبول کرلیا ہے تاکہ خاص طورسے عالم شباب میں بلند مقامات ، نفسانی کمالات، اسلامی آداب ،نیک اور عظیم شخصیتوں کی رفاقت حاصل کریں اورہرجوان کی اپنی آرزوئیں اورتمنائیں ہوتی ہیں۔

انہیں لوگوں میں سے جنھوں نے بلندیاں حاصل کرنے کیلئے وطن سے غربت اختیار کی استادعلام بھی تھے میں نے عالم شباب ہی میں سفرکوآپ کی حیات کا جزپایاآپ نے پہلے عراق کاسفرکیااس کے بعدعلوم وفنون وآداب کوکسب کرنے علماء وافاضل سے فیض حاصل کرنے اپنے درس و تحقیق کی تکمیل نیز ارباب کمالات سے استفادہ کرنے کیلئے ایران کاسفرکیا۔ایران میں آپ کے بہت سے اساتذہ ہیں ۔

استادعلام نے اپنے تمام سفر کی داستانوں کوقلمبند کرلیاہے تاکہ بعدمیں آنے والوں کیلئے ان کاذکرباقی رہے آپ نے اپنے بعض طلبہ کوداستان سفرتحریر کرنے کی وصیت کی ہے استادعلام نے عتبات مقدسہ کی زیارت کیلئے عراق میں کربلائے معلی، کاظمین اورسامرہ کاسفرکیااسی طرح آپ نے بصرہ ، عمارہ ،بغداد، کویت ،کرکوک ، موصل اورسماوہ کے سفرکئے۔

ایران میں آپ نے مشہدمقدس ،خراسان ،آذربائیجان ،اصفہان ،شیراز، قزوین، کازون ، سمنان ، دامغان ،شاہرود، کاشان، اراک، اردبیل اورہمدان کے سفرکئے آپ کے بعض قیمتی مولفات ہمدان کے سفرمیں چوری ہوگئے تھے جس کاذکرآپ نے اپنے بڑھاپ میں مجھ سے کیاتھاجب بھی مجھے یہ واقعہ یادآجاتاہے میرادل سلگنے لگتاہے۔

انقلاب کی ابتداء میں اپنی آنکھ کاعلاج کرانے کیلئے آپ نے برطانیہ اوراسپین کا سفربھی اختیارکیایہ تکلیف آپ کوانقلاب کے دوران قم میں جان دینے والے پہلے شہید کے جسد کودیکھنے بعدہوئی تھی جو قم کے انقلابیوں کے مجمع میں تھاان انقلابیوں نے آپ کے گھرمیں تحصین اختیارکررکھاتھاکہ پہلوی حکومت کی پولیس آتشی اسلحوں سے لیس یہاں حملہ آورہوئی ۔

ایمان راسخ اور مضبوط عزم وحوصلہ ہی پہلوی شاہ کے نظام کے خاتمے اوراسلامی حکومت کے قیام کاسبب تھا۔

استادعلام نے اپنے سفرمیں بھی اورقم میں علمی شخصیتوں سے بھی ملاقات کی جومختلف مذاہب وادیان میں اپنی ایک

حیثیت رکھتے تھے آپ کے علمی بحث و مباحثے ان کے ساتھ جاری تھے جو حق و حقیقت کی دعوت دیتے تھے انھیں شخصیات میں علامہ سید محمود شکری آلوسی بغدادی، علامہ سید علی خطیب، سید یاسین متقی، استاد انستانس کرمانی بغدادی، شیخ عبد السلام شافعی، سید ناصر حسین ہندی، فیلسوف ٹیگور ہندی، مرزا احمد تبریزی، برفیسور کرین فرنسی، زین العابدین خان ابراہیمی، سید محمد بن زبارۃ الیمنی، امام یحیی یمنی، سید جمال الدین کوکبانی، بیسو کدار فرنسی، ڈاکٹر فواد سزکین، سید ابراہیم رفاعی راوی بغدادی، رشید بیضون لبنانی، سید محمد رشید صاحب تفسیر المنار، عارف الدین مدیر مجلہ عرفان در لبنان، شیخ عبد السلام کردستانی شافعی، قاضی بہجت الآفندی صاحب کتاب تاریخ آل محمد، برفسور ولتر انگریزی اس کے علاوہ سیکڑوں بزرگان علم و فضل سے ملاقات کی۔

۱۳۴۲ ہجری میں آپ نے حضرت امام علی رضاؑ کی زیارت سے مشرف ہونے کیلیئے نجف اشرف سے ایران کا سفر اختیار کیا اس دوران طہران میں بعض علمائے اعلام سے ملاقات کی اور وہاں ایک سال تک قیام بھی کر رہا تاکہ وہاں موجود ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر سے اپنی علمی تشنگی کو سیراب کریں جن میں آیۃ اللہ حاج شیخ عبد النبی نوری آیۃ اللہ آقا حسین نجم آبادی اور آیۃ اللہ آشتیانی قابل ذکر ہیں۔

اس کے بعد حضرت معصومہ سلام اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور آیۃ اللہ العظمیٰ عبد الکریم حائری کے حکم کی اطاعت میں قم میں مقیم ہوگئے خدا آپکو حادثات سے محفوظ رکھے تاکہ طلاب علوم دینیہ آپ کے دروس و عطایا سے بہرہ مند ہو سکیں۔

آپ نے حوزہ علمیہ قم ۱۳۴۳ ہجری سے اپنی زندگی کے آخری لمحے ۱۴۱۱ ہجری تک تدریس کے فرائض انجام دیئے آپ نے اپنے علوم اور نیک اخلاق و کردار کے چشموں سے اکثر علماء، فضلاء کو سیراب کیا جو صرف ایران ہی سے نہیں بلکہ دوسرے ممالک سے بھی تعلق رکھتے تھے۔

---

(۱)۔ سورہ عنکبوت ۲۰

آپ کے خیرات وبرکات

قرآن میں آیا ہے۔" ﴿ وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ ﴾"(اوراے رسول "تم کہہ دو کہ تم لوگ اپنے اپنے کام کئے جاؤ ابھی توخدااس کا رسول اورمومنین تمہارے کاموں کودیکھیں گے)

" ﴿ قال انی عبدالله اتانی الکتاب و جعلنی نبیا، و جعلنی مبارکا این ما کنت ﴾"(جناب عیسیٰؑ نے کہا بے شک میں خداکا بندہ ہوں مجھ کواس نے کتاب (انجیل)دی ہے اورمجھ کونبی بنایااورمیں چاہے کہیں رہوں مجھ کومبارک بنایاہے۔)

برکت

برک سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی اثبات شئ کے ہیں اس کے بعد اس معنی سے بہت سی فرعیں پیدا ہوئیں جوایک دوسرے سے مفہوم کے اعتبارسے بہت ہی قریب ہیں برک کے معنی ۔۔کلکل بعیر۔یعنی اونٹ کے سینے کاوہ حصہ جوزمین سے ملاہوکے ہیں۔

برکت کے دوسرے معنی

اضافہ اورنموکے ہیں اس بناپرتبارک اللہ کے معنی پروردگارکی تمجیدو تجلیل کے ہیں۔کسی شئ میں خیرالٰہی کاثابت ہونابھی برکت کہلاتاہے (﴿ لفتحناعلیھم برکات من السماء والارض ﴾)ہم نے ان پرآسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دئیے ہیں۔اورا سے برکت اس لئے کہاگیاہے کہ اس میں اسی طرح ثابت رہتاہے جس طرح گڑھے یاتالاب میں پانی موجودرہتاہے اورمبارک اسے کہتے ہیں جس میں یہ خیرموجودہو ۔ فھذاذکرمبارک انزلناہ۔ سے خیرات وفیضان الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔

مواردِاستعمال سے معلوم ہوتاہے لغت کے اس مادے میں اصل واحدوہی فضل وفیض خیروزیادتی اورمادی معنوی نمووثبات ہیں اس بناپرمبارک اسے کہتے ہیں جس میں خیراورفضل وفیض پایاجائے ۔ وبارک اللہ فیہ۔ برکت کے امتداد واستمرارپردلالت کرتاہے۔

وتبارک۔

امتدادبرکت کے تحقق پردال ہے لہذا۔ بارکنا حولہ۔ کے معنی ہم نے اس میں فضل وفیضان زیادہ زمانے تک قائم رکھا ہے۔"وبارکنا علیہ وعلیٰ اسحاق"اور ہم نے ابراہیم اوراسحاق پر برکتیں نازل کی ہیں۔)

ورحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت، کے معنی اللہ کا مادی اور معنوی فیضان ہے واللہ مبارک کے معنی یہ ہیں کہ خداہی مبدء فضل ہے اسی میں کل فضل ہے اوراسی طرف فضل وبرکات کی انتہا ہے۔

والبرکات:

کے معنی دائمی سعادت کے ہیں۔ وبارک علیٰ محمدوآل محمدکے معنی یہ کہ اے خداشرف ومجدوعظمت میں سے جوکچھ بھی تونے اہل بیتؑ کوعطاکیاہے اسے ان کے لئے ثابت ودائم رکھ۔

وبرکۃ اللہ:

کے معنی اس کی برتری ہرشئ پرہے اورتبارک اللہ کے معنی وہ مقدس پاک بلندعظیم اوررفیع ہے۔

ابن عباس نے برکت کے معنی یوں بیان کئے ہیں۔(الكثرة فى كل خيروالمبارک ماياتى من قبطه الخير)۔یعنی ہرخیرکی کثرت کوبرکت کہتے ہیں اورجس کی طرف سے خیرکافیضان ہوااسے مبارک کہتے ہیں۔

پس برکتیں تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوتی ہیں۔"﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ﴾" اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا ہے پھر اس سے باغ (کےدرخت) اور کھیتی کا غلہ اُگایا ہے۔

"﴿ تبارک الذی له ملک السمٰوات والارض ومابينهما ﴾" اوروہی بہت بابرکت ہے جس کیلئے سارے آسمان وزمین اوران دونوں کے درمیان کی حکومت ہے۔

"﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴾"دیکھوحکومت اورپیداکرناخاص اسی کے لئے ہے اور امر بھی وہ نہایت ہی صاحب برکت اللہ ہے جو عالمین کا پالنے والا ہے۔

"﴿ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبده ليكون للعالمين نذيرا ﴾" خدابابرکت ہے جس نے اپنے بندے محمدؐپرقرآن نازل کیاتاکہ یہ سارے جہان کیلئے خداسےڈرانے والاہو۔

"﴿ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَفَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ﴾" پھر ہم نے اسے ایک دوسری مخلوق بنادیا ہے تو کس قدر بابرکت ہے وہ خدا جو سب سے بہتر خلق کرنے والا ہے۔

"﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْٓ اِنْ شَاۗءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِّنْ ذٰلِكَ ﴾" بابرکت ہے وہ ذات جو اگر چاہے تو تمہارے لئے اس سے بہتر سامان فراہم کردے۔

"﴿ تبارک الذی جعل فی السماء بروجاوجعل فیھاسراجاوقمرامنیرا ﴾" بہت بابرکت ہے وہ خدا جس نے آسمان میں برج بنائے اوران برجوں میں آفتاب کا چراغ اور جگمگاتا چاند بنایا۔

مخلوق میں اللہ کی برکت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نورالانوار ہے اسی سے تمام انوار کا انعکاس ہوتا ہے اورنور آسمان وزمین کی برکت ہے جو چمکدار ستاروں اور روشن ماہتاب میں جلوہ گر ہے۔

"﴿ تبارک اسم ربک ذی الجلال والاکرام ﴾" اے رسول تمہارا پروردگار جو صاحب جلال وکرامت ہے اس کا نام بڑا بابرکت ہے۔

خداکے تمام اسماء حسنیٰ مبارک ہیں ہروہ اسم جو عنایت ربانی اورتربیت الٰہی کی طرف دلالت کرتے ہیں مبارک مبارک ہیں خدا جلیل وکریم ہے اسی کے کرم اوراسی کی جلالت کی وجہ سے اس لطیف وبدیع کائنات کا وجود ہے جو اس کے اسماء اوراس کی برکتوں پردلالت کرتی ہے ہر شی میں اسکی نشانی موجود ہے جو اس بات کی طرف نشاندہی فرماتی ہے۔

"﴿ تبارک الذی بیدہ الملک وھوعلیٰ کل شیء قدیر ﴾" (الملک/۱) جس خدا کے قبضے میں سارے جہان کی بادشاہت ہے وہ بڑی برکت والا ہے اورہر شئی پرقادر ہے۔

جولوگ اپنے پروردگار سے طلب مغفرت کرتے ہین اللہ نے ان سے آسمانوں اورزمینوں کی برکتوں کا وعدہ کیا ہے۔

اس کا وعدہ سچا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے۔

"﴿ لفتحناعلیھم برکات من السماء والارض ﴾" (الاعراف/۹٦) ہم نے ان آسمان وزمین کی برکتوں کے دروازے کھول دئے ہیں۔

خداکی زمین مبارک ہے۔

"﴿ وجعل فیھارواسی من فوقھاوبارک فیھا ﴾" (فصلت/۱۰) اوراسی نے زمین میں اس کے اوپرپہاڑ پیدا کئے اوراسی نے اس میں برکت عطا کی۔

"﴿ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ الأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ﴾"اور جن بیچاروں کو یہ لوگ کمزور سمجھتے تھے انھیں کو (ملک شام کی) زمین کا جس میں ہم نے (زرخیز ہونے کی) برکت دی تھی جس کے مشرق اور مغرب میں (سب کا) وارث (ومالک) بنادیا۔

روئے زمین پر بہت سے مخصوص مکانات اور بقعے پائے جاتے ہیں جو برکت کے ذریعے امتیازی شان رکھتے ہیں۔

" ﴿ الی الْمَسْجِدِالْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَه لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیَاتِنَا ﴾" ہم نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر اکرائی جس کے گرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ اسے اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔

"﴿ ونجیناه ولوطا الی الأرض التی بارکنافیھا ﴾"اور ہم نے ابراہیم و لوط کو سرکشوں سے صحیح وسالم نکال کر اس سرزمین بیت المقدس میں جا پہنچایا جس میں سارے جہان کیلئے برکت عطا کی تھی۔

انبیاء علیہم السلام مبارک ہیں۔

"﴿ وبارکناعلیه وعلیٰ اسحاق ﴾"(الصافات/۱۱۳) ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکت نازل ۔

"﴿ فلماجاءھانودی ان بورک من فی النارومن حولھا ﴾"(النمل/۸) غرض جب موسیٰ آگ کے قریب آئے تو ان کو آواز آئی کہ مبارک ہے وہ جو آگ میں تجلی دکھاتا ہے اور اس کے گرد ہے۔

خداوند عالم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان امتوں پر جو انبیاء کے ہمراہ تھیں برکتیں نازل کرتے ہوئے۔ نبیؑ سے خطاب فرماتا ہے۔ "﴿ اهبط بسلام مناوبرکات علیک وعلیٰ امم ممن معک ﴾"(ھود/۴۸) اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور ان برکتوں کے ساتھ اترو جو تم پر اور ان لوگوں جو تمہارے ساتھ ہیں۔

"﴿ ورحمة الله وبرکاته علیٰ اھل البیت انه حمیدمجید ﴾"(ھود/۴۳) اور اے اہل بیت (ع) تم پر خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں بے شک وہ قابل حمد وثنا اور بزرگ ہے۔

نبیؐ بھی مبارک ہے اور آسمانی کتابیں بھی مبارک ہیں ۔

"﴿ وھذاکتاب انزلناه مبارک مصدق الذی بین یده ﴾"(الانعام/۹۲) اور یہ قرآن وہ کتاب ہے جسے ہم نے بابرکت نازل کیا ہے اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے موجود ہے۔

"﴿ وهذاذکرمبارک انزلناه افانتم له منکرون ﴾"(الانبیاء/ ۵۰)اوریہ قرآن ایک بابرکت تذکرہ ہے جسے ہم نے نازل کیاہے توکیاتم لوگ اسے نہیں مانتے ۔

ہم سب پرقرآن کی آیتوں پرایمان لانااوراس میں تدبرکرنالازم ہے۔

"﴿ کتاب انزلناه الیک مبارک لیدبرواآیاته ﴾"(ص/ ۲۹)اے رسول کتاب قرآن جسے ہم نے تم پرنازل کیاہے بڑی برکت والی ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غورکریں۔

ہماراخدااسکی کتاب اس کانبی اوراس کاگھرمبارک ہے۔

"﴿ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴾"(آل عمران/ ۹۶)لوگوں کی عبادت کیلئے جوگھرسب سے پہلے بنایاگیاوہ مکہ ہے وہ بڑی خیروبرکت والااورسارے جہان کے لوگوں کاراہنماہے۔

لہذامعلوم ہواکہ اللہ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں وہی دائمی برکت اورفضل وفیض کواپنے بندوں اورانبیاء کے درمیان قراردیتاہے جس کی طرف جناب عیسیٰ نے اشارہ کیاہے۔

"﴿ اناانزلناه فی لیلة القدر ﴾"(القدر/ ۱)ہم نے قرآن شب قدرمیں نازل کیاہے ۔

اوران ربانی برکتوں کی طرف بھی رہنمائی فرماتاہے۔

"﴿ فَسَلِّمُواْ عَلَى أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللهِ مُبَرَكَةً طَيِّبَةً ﴾"(النور/ ۶۱) تم اپنے نفسوں کوسلام کرلیاکروجوخداکی طرف سے ایک مبارک پاک وپاکیزہ تحفہ ہے ۔

ان تمام باتوں کے پیش نظرعمل کرنے والوں کوعمل اورجستجوکرنے والوں کوجستجوکرناچاہیے کیونکہ صاحب تقدیرہی اس کی خاص رحمتوں اورمخصوص فیض وکرم سے بہرہ ورہوسکتاہے ۔علماء اورفقہاء وانبیاءؑ کی برکتوں کے وارث ہیں یہ حضرات جہاں بھی ہوں گے مبارکین کی فہرست میں شامل رہیں گے۔

انھیں بابرکت علماء میں سے ایک استادعلام بھی تھے آپ اپنی پوری زندگی میں مبارک تھے۔ خیروبرکت ،فیض قدسی ،اورفضل ملکوتی آپ میں جلوہ گرتھاآپ فیوضات ربانی اورتوجہات الٰہی کے مرکزتھے قدعاش سعیدا ومات سعیدا۔

(آپ نے سعادت اورخوش بختی کے ساتھ زندگی بسرکی اوراسی عالم میں موت سے ہم آغوش ہوئے)

خداوندعالم آپ کے امورخیریہ اورصدقات جاریہ کومکرم ودائم رکھے تاکہ آپ کے رحلت کے بعدبھی برکتیں جاری ہیں جوشرف وبلندی اورکثرت خیرخدانے آپ کوعطاکئے وہ ثابت رہیں۔(آمین)

جیسے جیسے زمانہ گزرتاجاتاہے باعمل علماء کی عظمتیں ان کی شان اوران کی قدربڑھتی جاتی ہیں جبکہ لوگ ان کے علم و فضل کی بناپران سے حسدکرتے تھے اوروہ اپنے دشمنوں کے مقابل نبردآزماتھے۔فان الناس اعداء ماجھلوا۔لوگ جسے نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے۔

"﴿ وجعلنی مبارکااینماکنت واوصانی بالصلاۃ والزکاۃ" ﴾مریم/۳۱)اورمیں کہیں بھی رہوں مجھ کومبارک بنایاہے اورمجھے نمازوزکوۃ کی تاکیدکی گئی ہے۔

پس اپنے پرودگارسے برکتوں کاسوال کرو۔

"﴿ وقل رب انزلنی منزلامبارکاوانت خیرالمنزلین ﴾"اوراے رسول تم کہہ دو اے میرے پروردگارتومجھے بابرکت جگہ میں اتاردے اورتوتوسب اتارنے والوں سے بہترہے۔

آپ کارب حمیدآسمان وزمین کانورہے۔

"﴿ ومثل نورہ مشکاۃ فیھا مصباح ،المصباح فی زجاجۃ،الزجاجۃ،کانھاکوکب دری من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لاشرقیۃ ولاغربیۃ ﴾"اوراس کے نورکی مثال ایک طاق(سینہ)ہے جس میں ایک روشن چراغ(علم شریعت)ہے اورچراغ ایک شیشے کی قندیل(دل) میں ہواورقندیل (اپنی تڑپ میں)گویاایک چمکتاہواروشن ستارا(وہ چراغ)زیتون کے ایسے مبارک (تیل سے)روشن کیاجائے جونہ مشرق کی طرف ہواورنہ مغرب کی طرف۔

اورجب تم عین اللہ ہوجاتے ہوتوبرکتیں تم کوعزت بخشتی ہیں تمہارااحصارکرلیتی ہیں جیساکہ جناب موسیٰ علیہ السلام کیلئے ہواتھا۔

"﴿ فلماآتاہ نودی من شاطیء الوادالایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ﴾"(القصص/۳۰)

غرض جب موسیٰؑ آگ کے پاس آئے تومیدان کے داہنے کنارے سے اس مبارک جگہ میں درخت سے انھیں آوازآئی اے موسیٰؑ بے شک میں ہی اللہ اورسارے جہان کاپالنے والاہوں۔

اورتم پرشب قدرکی مبارک ساعتوں میں اللہ رحمت وبرکت نازل کرتاہے۔یہ علماء اپنے دوستوں اوراحباء کی طرف سے مہجورومحزون تھے نہ کوئی ان کی قدرجانتاتھااورنہ کوئی شایان شان ان کی تعظیم ہی کرتا تھا۔

ان باعمل علماء کی رحلت کے بعدان کے وجودکی نیکیاں اورعظیم برکتیں ظاہرہوتی ہیں اسی لئے لوگ ان کے حقوق کی پامالی اوران کے فراق پرکف افسوس ملتے ہیں کہ ہم نے ان کے فیضان علوم اوران کے وجودکی برکتوں سے کیوں فائدہ نہیں اٹھایااوراب حسرتوں اورندامتوں کاکوئی فائدہ نہیں۔

عمومی کتاب خانہ

یہ بات مخفی نہ رہے کہ انسانی نعاشرہ میں کتب خانہ کی بڑی اہمیت ہے اوریہ ایسی چیزہے جسے معاشرہ میں کم قدروقیمت سے نہیں دیکھاجاسکتا۔

کتب خانے علماء، عظیم شخصیتوں، انسانئ تاریخ اوراس کی ترقی کے اسباب وعلل نیزان افراد کے آراءوافکار کے مرکزہوتے ہیں جومعرفت کے خواہاں،ثقافت وتہذیب کی ترقی کے طالب نیزسماج کے تمام طبقوں میں علمی وثقافتی تشنگی کودورکرنے والے ہیں اوروہ اپنے وجودمیں چھپے ہوئے اسراروفنون کوتصنیف وتالیف کی شکل میں لانے اوراسے اجالے میں نمایاں کرنے نیزاس کی نشرواشاعت میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں۔

ایسے لوگ ابتدائے حیات ہی سے دنیاکے حقائق اورنئی نئی علمی گتھیوں کے سلجھانے میں مشغول رہاکرتے ہیں۔

ایسے لوگوں نگاہوں میں دوسرے مقدس اہداف ومقاصدبھی ہواکرتے ہیں جیسے قوموں کی شگفتگی لانا، اچھے انسانی افکارواخلاق کوعام کرنا،نفسوں کوآسودگی عطاکرنا، علمی میراث کی حفاظت کرنا، لوگوں کوزندگی اورتاریخ کواستمرار بخشنا، علمی اورثقافتی راہ کوہمیشہ جاری رکھنا،سماج کی عمارت کی بنیادکومستحکم کرناایسے مقاصدہیں جومعاشرے میں کتب خانوں کی ضرورت کومحسوس کراتے ہیں اوراپنی قدروقیمت کاپتہ دیتے ہیں۔

انھیں اسباب وعلل اورضرورتوں کااحساس تھاجس نے علماء اعلام کوابتداء سے ہی عمومی اورخصوصی کتابخانوں کی تاسیس کیلئے آمادہ کیا۔انھیں حیرت انگیزعلماء میں استادعلام بھی تھے جنھوں نے عظیم عمومی کتاب خانے کی تاسیس کی

جس کی نظیر عالم اسلام میں بہت کم ہے آپ نے کتابوں کی جمع آوری میں ایسی صعوبتیں اور مشقتیں برداشت کیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی گئی۔

حقیقت حال اوردعوے کی سچائی کیلیئے ہم قارئین کے سامنے بعض ایسے نمونے بیان کرتے ہیں جس سے شعورواحساسات دنگ رہ جاتے ہیں اور ایک عظیم شخصیت ابھر کر آپ کے سامنے آتی ہے اور دل میں کہتی ہے یہ سخت محنتیں کیونکر باثمر نہ ہوتیں ایسا عظیم کتب خانہ کیوں نہ تعمیر ہوتا جس کے دروازے ۱۳۹۴ ہجری سے آنے جانے والوں کیلیئے کھول دیئے گئے ہیں۔

مجھے بعض ایسی کتابوں کے بارے میں علم ہے جسے استادعلام نے نجف اشرف میں اپنے عالم شباب میں خریدا تھا جس کی بہترین مثال بعض کتابوں پر آپ کی مندرجہ ذیل تحریریں۔ مثلاً

بسمہ تعالیٰ۔

میں نے اسے ۴ سال کی نماز اجارہ پر خریدا تھا اور مرحوم الحاج حسین تاجر دہخوارقانی کی طرف سے استادعلام آیۃ اللہ شیخ عبداللہ مامقانی نے مجھے اجیر بنایا تھا۔

یہ جملہ عبدذلیل شہاب الدین الحسینی النجفی نے شعبان ۱۳۴۱ ہجری میں تحریر کیا ہے۔

ایک اور کتاب پر تحریر فرماتے ہیں۔

میں نے اسے ایک سال تک حضرت امیرالمومنینؑ کی روزانہ زیارت کی اجرت پر خریدا ہے۔ عبدذلیل شہاب الدین الحسینی النجفی

ایک اور کتاب پر تحریر فرماتے ہیں۔

علامہ شیخ عبدالرحیم بن احمدھندی بہاری نجفی نے اپنے فرزندعلامہ شیخ شہاب الدین کی گزارش پر ۱۰۶۰ میں کشف اللغات والاصطلاحات نامی ایک کتاب تحریر کی ہے اور کتاب مکمل کرنے کے تھوڑے ہی عرصے بعد انتقال فرماگئے۔

میں نے اس کتاب کو مرحوم مرزا محمد طہرانی کی نیابت میں نماز کی دوسال کی اجرت مبلغ ۲۰ برطانوی روپیہ میں خریدا۔ خدا مجھے اس عمل کے پورا کرنے کی توفیق دے اور ۱۲ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۴۲ ہجری کو نجف اشرف میں ظہر سے میں نے نماز بھی شروع کردی بھوک کے عالم میں ان حروف کے لکھنے والے کو ۲۰ گھنٹے سے کوئی غذا نصیب نہ ہوئی۔

شہاب الدین الحسینی المرعشی مدرسہ قوام ۱۳۴۲ ہجری۔
کیا اچھا ہوتا اگر میں اپنے والد علام کی کتاب سے ایک حیرت انگیز واقعہ یہاں نقل کرتا جو استاد علام کی زندگی میں کتاب۔ الرافدج۔ ص۔ ۱۰۹ پر "کتاب کی قدر" کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔

کتاب کی قدر

میں ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۶ ہجری دوشنبہ کے دن استاد علام کی خدمت میں موجود تھا آپ دلچسپ باتیں بیان کر رہے تھے جن میں کچھ باتیں کتاب کی قدر و قیمت اور اس کے حاصل کرنے کے طریقوں پر مشتمل تھی آپ نے فرمایا ایک دن میں محلہ مشراق میں واقع اپنے مدرسے سے اس بازار کی طرف گیا جو باب صحن علوی سے متصل ہے وہاں ایک عورت مرغی کے انڈے بیچ رہی تھی میں اس کے پاس زنڈے خریدنے گیا تو اس کے پاس ایک کتاب نظر آئی میں نے اس سے اس کتاب کے بارے میں پوچھا اس نے کہا میں اس کتاب کو فروخت کرنا چاہتی ہوں میں نے اس کتاب لی جو مرزا عبداللہ آفندی کی تصنیف ریاض العلماء تھی اور بالکل ہی نایاب نایاب تھی میں نے اس سے کتاب کی قیمت پوچھی اس نے کہا پانچ روپئے سو میں نے اس سے کہا میں اسے سو روپیئے میں خرید سکتا ہوں اور اس سے زیادہ نہیں دے سکتا وہ اضی ہو گئی۔
اسی دوران کتابوں کا دلال جس کا نام کاظم دجیلی تھا آگیا جو لندن کے عمومی کتاب خانے کیلئے پرانی کتابوں کو خریدتا اور اسے نجف اشرف میں موجود برطانوی حاکم کے سپرد کر دیا کرتا تھا۔ یہی پہلا انگریز حاکم ہے جس نے نجف اشرف پر حکومت کی ہے۔ اس نے اس نے میرے ہاتھ سے قوت کیساتھ کتاب لے لی اور اس عورت سے کہا میں اس کتاب کو اس سے زیادہ قیمت پر خریدوں گا اس طرح اس کتاب کے اوپر بولی بڑھنے لگی۔
میں نے اپنا چہرہ حرم کی طرف کر کے امیرالمومنین علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے میرے آقا کیا آپ اس پر راضی ہیں کہ یہ کتاب میرے ہاتھ سے چلی جائے جبکہ میں اس کتاب کے ذریعہ آپ کی خدمت کروں گا کہ اچانک اس عورت نے کاظم دلال سے کہا میں تیرے ہاتھ یہ کتاب نہیں بیچوں گی کیونکہ یہ سیدکی ہے میں نے کہا میرے ساتھ چلو تاکہ میں تمھیں اس کے پیسے دے دوں۔ وہ میرے ساتھ مدرسہ تک آئی اس وقت میرے پاس کچھ نئے پرانے لباس اور گھڑی تھی میں اسے بازار میں کپڑوں کے دلال حاج حسین شیش کے پاس بیچنے کیلئے گیا اس نے اسے بیچ دیا وہ عورت

جو میرے ساتھ کہتی تھی اے سید تم نے مجھے معطل کرر کھا ہے وہ شخص مجھے نقد پیسے دے رہا تھا کبھی میں اسے جواب نہ دیتا تھا اور کبھی کہتا تھا ابھی ٹھہر وابھی ٹھہرو۔ رقم کپڑوں اور گھڑی کے بیچنے کے بعد بھی پوری نہ ہوئی میں اسے لیکر مدرسہ آیا اور اپنے ساتھیوں سے پانچ پانچ دس دس روپیئے قرض کے طور پر اکٹھا کئے یہاں تک ۱۱۰ یا ۱۲۰ روپیئے ہو گئے میں اس عورت کے پاس آیا اور اسے پیسے دیدیئے اور اس گرانقدر کتاب کے خریدنے پر میں نہایت ہی خوش و مسرور تھا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ کاظم دلال نے پولیس کے ساتھ مدرسہ پر دھاوا بول دیا اور مجھے گرفتار کر کے انگریز حاکم کے پاس لے گیا وہ مجھ پر کتاب کی چوری کی تہمت لگا رہا اور میرا خیال ہے کہ وہ اپنی زبان میں گالیاں دے رہا تھا اور مجھے برا بھلا کہہ رہا تھا اس کے بعد اس نے مجھے قید کرنے کا حکم دے دیا میں رات قید خانے میں تھا اور اپنے پروردگار سے اس کتاب کے محفوظ رہنے کی دعا کر رہا تھا جسے میں نے چھپا دیا تھا دوسرے دن شیخ الشریعہ حاج مرزا فتح اللہ نمازی اور صاحب کفایہ کے فرزند مرزا مہدی انگریز حاکم کے پاس ایک جماعت کے ساتھ میری رہائی کیلئے آئے۔ اور قید سے میرے چھوٹنے کی گفتگو اس شرط پر تمام ہوئی کہ میں حاکم کو ایک مہینہ کے اندر کتاب دیدوں۔

میں مدرسہ آیا اور طلبہ کو جمع کر کے کہا یہ اسلام کی عظیم خدمت ہے کہ تم لوگ اس عظیم کتاب کو نقل کر ڈالو یہ کتاب بڑی سائز میں دوسری اور تیسری جلدوں پر مشتمل ہے جس میں دس جزء ہیں اور جس کی ابتداء حاء مہملہ لفظ حسن سے ہوتی ہے۔

طلبہ اس کتاب کو نقل کرنے میں مصروف ہو گئے اور معینہ مدت سے پہلے ہی پوری کتاب نقل ہو گئی جب بھی میں اس کتاب کو حاکم انگریز کے حوالے کرنے کیلئے سوچتا تھا مجھے قدرت نہ ہوتی تھی اس خیال سے میں شیخ الشریعہ کی خدمت میں گیا اور ان سے کہا آپ عصر حاضر کے مرجع ہیں یہ ایسی کتاب ہے جس کا مثل پورے عالم اسلام میں نہیں اور اسے انگریز حاکم لے لینا چاہتا ہے جب انھوں اس کتاب کو دیکھا ایک مرتبہ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے دوبارہ اٹھے اور پھر بیٹھ گئے اور کہا یہی وہ کتاب ہے میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے تکبیر و تحلیل کہکر مجھ سے کتاب لے لی جو معینہ مدت کے ختم ہونے تک انھیں کے پاس رہی وقت کے تمام ہونے سے پہلے ہی انگریز حاکم کا قتل ہو گیا اور یہ کتاب شیخ ہی کے پاس موجود رہی ان کے بعد ان کے ورثاء کی طرف منتقل ہوئی لیکن آج وہ کتاب کہاں ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے۔

البتہ کتاب کا جو نسخہ میرے پاس تھا اس سے میں نے ۱۲ نسخے تیار کیے ایک نسخہ آیۃ اللہ سید حسن الصدر اور ایک نسخہ آیۃ اللہ عبدالحسین شرف الدین کے پاس بھیج دیا۔ میرا نسخہ آج بھی میرے عمومی کتب خانے میں موجود ہے مجھے قم اسی کتاب کا ایک جزء اور مل گیا وہ بھی میرے کتب خانے میں موجود ہے۔

اس واقعہ کی تاریخ ۱۳۴۰ ہجری سے ۱۳۴۱ ہجری کی ہے اسی طرح ہمیں کتابوں کے حاصل کرنے میں عجیب و غریب واقعات پیش آتے ہیں۔

استادعلام نجف اشرف میں اپنی گرانقدر کتابوں کی حفاظت کے بارے میں سوچا کرتے تھے۔ آپ نے مخطوطات کی جمع آوری میں بھی سعی بلیغ کی اور اسے خیابان ارم [1] پر واقع اپنے مدرسے میں مخصوس کتاب خانے پر وقف کردیا تاکہ طلاب اس سے استفادہ کریں۔

اس عمومی کتاب خانہ کا افتتاح ۱۵ شعبان ۱۳۸۵ ہجری حضرت امام عصر (عج) کی ولادت باسعادت کے دن ایک مدرسہ میں ہوا۔

مطالعہ کرنے والوں کی کثرت اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے استادعلام نے اپنے مدرسے کے روبرو ۱۵ شعبان ۱۳۹۴ ہجری کو ہزار مربع میٹر زمین اور ۳ طبقوں پر مشتمل ایک نئے کتاب خانے کا افتتاح بکیا۔ اس کی توسیع کی گئی اور ۵۰۰ مربع میٹر زمین مزید اس سے ملحق کردی گئی۔

کتاب خانے میں مطبوعہ کتابوں کی تعداد رفتہ رفتہ ۲ لاکھ ۵۰ ہزار اور مخطوطات کی تعداد ۲۵ ہزار تک پہنچ گئی ہے حجۃ الاسلام محقق سید احمد حسینی نے اس کی فہرست ترتیب دی جو ہمارے زمانے ۱۴۱۱ ہجری تک ۱۹ جلدوں تک پہنچ گئی ہر جلد میں ۴۰۰ مخطوطہ کتابوں کی فہرست ہے۔

مخطوطات میں تیسری صدی ہجری کی بے مثل اور منفرد کتابیں ہین اس کے علاوہ شیخ طوسی، محقق اول، اورعلامہ حلی، فخرالمحققین، شہید ثانی، علامہ مجلسی، شیخ حر عاملی، میرداماد، شیخ بہائی، صدرالمتالھین، فیض کاشانی، شیخ انصاری، اور بہت سے اساطین علم و ادب کی مختلف مذاہب و ادیان پر مخطوطہ کتابیں موجود ہیں۔

میں نے اس کتب خانے میں علی ابن ہلال جو ابن بواب کاتب بغدادی کے نام سے مشہورہین کے ہاتھوں کے لکھے قرآن مجید کا ایک نسخہ تقدیم کیا ہے جس کو اس نے ۱۳۹۲ ہجری میں تحریر کیا تھا۔

اس کتب خانے میں تقریباً دوہزار افراد روزانہ مطالعہ کرتے ہیں ۔ اور یہ مرکز خطی نسخوں کی فوٹو کاپیوں اور مائیکرو فلم وغیرہ کے تبادلے کے سلسلے میں دنیا بھر کے ۳۵۰ مراکز سے جڑا ہوا ہے۔
یہ کتب خانہ طویل عریض اور تمام تصویری وسائل سے آراستہ ہے جس میں مطالعے کے بڑے بڑے ہال ہیں محققین و مولفین اور فہرست نگاروں کے لئے کچھ کمرے بھی بنائے گئے ہین اور اب حال ہی میں حضرت امام خمینیؒ کی عنایت اور اسلامی حکومت کے لطف سے کتب خانے کے بغل میں ۲۴۰۰ مربع میٹر زمین بھی خریدی جاچکی ہے۔ جس کا سنگ بنیاد استادعلام نے اپنی آخری عمر میں روز جمعہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۰ ہجری کو بزرگ اور عظیم شخصیتوں کے مجمع میں رکھا۔
نئی عمارت سات مستحکم طبقوں پر مشتمل ہے تین طبقے زمین کے پیچھے بنائے گئے ہیں تاکہ یہ مخطوطات کا مخزن رہے اور ہر قسم کے خطرات خاص طور سے زلزلوں سے محفوظ رہے ساتھ ہی یہ عمارت بجلی کے تمام جدید ترین وسائل سے آراستہ ہے۔
ہم دین کے خدمتگزاروں اور اسکی عظیم میراث کے محافظوں کیلئے خاص طور سے استادعلام کی روح کے درجات کی بلندی کیلئے خداوندعالم کی بارگاہ میں دست بہ دعاہیں۔

دینی مدرسے

مراجع کرام سالہاسال دینی علوم کی تحصیل اور فقہ اہل بیتؑ کی تعلیم کیلئے تنہائی کی سختی غربت و مسافرت کی وحشت فقر وتنگدستی کا غم اور طلبگی کی سختیاں برداشت کرتے رہے ہین اسی لئے جب ہم کسی مرجع کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو اسے سماج کے رنج وغم سے آگاہ پاتے ہیں لہذاوہ سب سے پہلے طلاب علوم دینیہ کی مشکلوں کوکم کرنے یا انھیں دور کرنے کی کوشش کرتاہے خاص طور سے جب وہ حوزہ علمیہ پر قیادت کے شباب کوپہنچتاہے تو اسے طلبہ کے قیام کیلئے مدرسہ بنانے کی فکر میں ہوتی ہے۔
انھیں بنیادوں پر استادعلام نے بھی قم میں طلباء کے قیام کیلئے مدرسوں کی تعمیر کرائی جسے ہم بطور اختصار بیان کرتے ہیں ۔

مدرسہ مرعشیہ۔

یہ مدرسہ آپ کے عمومی کتب خانہ کے مقابل خیان ارم [۲] پرواقع ہے جس کی زمین الحاج عباس فنائیان نے وقف کی تھی اسکی تاسیس ۱۳۸۳ ہجری مین ہوئی اس کی مساحت ۴۲۰ مربع میٹر اورزیر بنا ۶۶۰ میٹرہے یہ تین طبقوں پر مشتمل ہے مدرسہ میں ۱۶۰ میٹر صحن بھی ہے جس میں ۳۷ کمرے ہیں ہرسال عشرہ محرم میں یہاں عزاداری بھی ہوتی ہے اس مدرسہ کانام استادعلام کے لقب کے اعتبارسے مدرسہ مرعشیہ رکھاگیا۔

مدرسہ مھدیہ۔

یہ مدرسہ خیابان باجک پرواقع ہے اسکی تاسیس ۱۳۷۴ ہجری میں ہوئی مساحت کے اعتبارسے یہ ۴۵۰ مربع میٹرزمین پر مشتمل ہے جس میں ۳۰۰ زیربناہے اس مدرسہ میں ۳۵ کمرے اورایک دارالمطالعہ بھی ہے جس میں دوہزارکتابیں موجودہیں امام عصر(عج) کے نام سے برکت حاصل کرنے کیلئے اس کانام مدرسہ مھدیہ رکھاگیا۔
اس اعتبارسے بھی اسے مھدیہ کہاجاتاہے کہ یہ مدرسہ الحاج مھدی ایرانی کی طرف سے تعمیرکیاگیاجنھوں نے اس کے اموراستادعلام کوتفویض کردیئے تھے۔

مدرسہ مؤمنیہ۔

یہ بہت ہی بڑااورجدیدالتاسیس مدرسہ ہے اس کی تاسیس ۱۳۸۹ ہجری میں خیابان چہارمردان چہارراہ سجادیہ پرہوئی یہ دوطبقوں پر مشتمل ہے جس میں ۷۶ کمرے ہیں مساحت کے اعتبارسے ۲۰۱۶ مربع میٹرزمین پرواقع ہے جس میں ۱۱۷۶ میٹر کاایک صحن بھی ہے جس میں بڑے بڑے درخت لگائے گئے ہیں یہاں ایک دارالمطالعہ بھی ہے جس میں کتابیں موجودہیں اس مدرسہ کانام مومنیہ اس اعتبارسے رکھاگیاکہ یہ پہلے ایک دینی مدرسہ تھاجسے مرحوم مرزامومن خان نے بنوایاتھامرورزمانہ کے ساتھ اس کی عمارت منہدم ہوگئی جسے دوبارہ استادعلام نے تعمیرکرایا۔

مدرسہ شہابیہ۔

یہ مدرسہ خیابان امام خمینیؒ پرواقع ہے جوشاہ رضاپہلوی کے زمانے میں قم مقدسہ کاایک تنہا سینماگھر تھایہ بات انقلابی علماء اورمومنین کےدلوں پرشاق تھی کہ قم جیسے شہرمیں جوانوں کوگمراہ کرنے کی غرض سے ایک طاغوتی سینماگھربنایاگیاتھاجس میں فحش فلمیں دکھائی جاتی تھیں جواسلامی انقلاب کے دوران شہرفقہ فقاہت اورمدینہ علم واجتہادقم کیلئے عیب تھیں لہذا کچھ شجاع اوربہادرمومن جوانوں نے ایک رات اسے بموں سے اڑادیاپھراستادعلام نے اسے خریدلیااوراس کےملبہ پرایک دینی مدرسہ کی بنیادرکھی جس کے کئی حصے ہیں ایک طلباء کے رہنے کاحصہ ہے دوسراادارالمطالعہ تیسرامدرس اورہال چوتھاچاپخانہ اوردارالنشرسے مخصوص ہے۔

مجھے یادہے سینماگھرکےاڑانے جانے کےچندماہ قبل میں استادعلام کےساتھ ٹیکسی میں سفرکررہاتھاجب سینماگھرکی طرف سے گزرے تواستاداستادعلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلندکئے اورخداسے رازونیازمیں مصروف ہوگئے۔

میں نے دعاتونہیں سنی لیکن سینماگھرکےاڑائے جانے کےبعدیہ احساس ہواکہ یہ اسی بزرگ کےانفاس قدسیہ کی برکتیں تھیں۔

چونکہ آپ کانام شہاب الدین تھااس لئے اس مدرسہ کانام شہابیہ رکھاگیا۔

طلبہ کے لئے گھر

استادعلام کے آثارمیں یہ بھی ہے انھوں نے اپنی نگرانی میں اہل علم کیلئے بہت سے مکانات تعمیرکرائے جن میں تمام ضروری سہولتیں موجودہیں۔یہ مکانات خیابان آذرکے کے آخری حصے پرواقع ہے جسے کوچہ آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی نجفی کے نام سے جاناجاتاہے یہ ایک لمبی گلی ہے جس کے دونوں طرف ان طلبہ کے مکانات ہیں جوجوق درجوق قم مقدس میں آتے ہیں اوران کے پاس کوئی گھراورجائےپناہ نہیں ہوتی۔

ہاسپٹل

آپ نے اپنی نگرانی میں غریبوں محروموں اور تنگدست افراد کیلئے خیابان آذر پرنیکوئی ہاسپٹل میں درمانگاہ جدا کے نام سے ایک ہاسپٹل کی تعمیر کی۔

امام باڑے اور مساجد

استاد علام نے اپنی نگرانی میں مختلف شہروں میں بہت سی مسجدیں اور امام باڑے بنوائے لیکن جس امامباڑے کی تعمیر آپ نے مرحوم الحاج غلام حسین شاکری کے حصہ ثلث سے کرائی وہ آپ کے گھر سے ملا ہوا ہے جو عاشقان سید الشہداءؑ کا مہبط اور مامن ہے خاص طور سے محرم و صفر کے مہینوں میں مجالس عزا اور اہل بیت کی ولادت و شہادت پر مجالس و محافل برپا ہوتی ہیں اس طرح یہ امام باڑہ اسلامی علوم کی تدریس کا مرکز بھی رہا ہے جس کی طرف استاد علام نے اپنی پہلی وصیت میں اشارہ کیا ہے آپ نے مختلف شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں دسیوں مسجدیں مدرسے کنویں، امام باڑے اور سڑکیں تعمیر کرائیں۔

طلبہ کی روٹی

۱۳۸۰ ہجری میں آیۃ اللہ العظمیٰ سید بروجردی کی وفات کے بعد طلبہ کی روٹی آپ نے اپنے ذمہ لی لہذا آپ اپنے وکیلوں کے ذریعہ طلبہ کو ان کے مراتب کے اعتبار سے روٹیوں کے کوپن تقسیم کرتے تھے جس کی آخری برسوں میں ہر ماہ ۲۰ لاکھ کے قریب پہنچ گئی تھی۔
یہ دیگر مراجع کرام کے دفاتر سے ملنے والے شہریوں کے ساتھ طلبہ کو ملنے والی بہترین امداد تھی۔

---

(۱) ۔ جو آج خیابان آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی کے نام سے موسوم ہے۔

(۲) ۔ جو آج خیابان آیۃ اللہ العظمیٰ مرعشی کے نام سے موسوم ہے۔

آپ کی سیاسی زندگی

لوگوں کے امور کی نگرانی ان کیلئے سعادت و خوشگوارزندگی کی فراہم کرنا ۔ ان سے شروفساد کودروکرنا اسلامی سیاست ہے دوسرے لفظوں میں اس کے معنی لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کے ہیں ۔ حدیث مین آیا ہے (امرت بمداراۃ الناس) مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

نیک اورصالح علماء ہی انبیاء اوصیاء کے بعدقائداوررہبرہیں یہی حضرات تمام طبقے کے لوگوں کے ساتھ سلامتی وسعادت اورعلم وبرتری کی طرف سفرکرتے ہیں جب شہنشاہوں اوربادشاہوں کوعلماء کی دہلیزپردیکھوتویقین کرلوکہ یہ علماء اوربادشاہ دونوں بہترہیں یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بادشاہ سے لیکررعایاتک اگرتمام لوگ علماء کےدروازوں پر علم وعمل صالح کے کسب واکتساب اوردینی وانسانی وظائف سیکھنے کیلئے آئیں تویہی بہترین اورنیک زندگی ہے۔

اورجب علماء کوبادشاہوں کے دروازوں پردیکھوتویہ علماء اوربادشاہ دونوں برے ہیں۔ اورظالمین کے ساتھ وابستہ زندگی بھی بری ہے کیونکہ علماء اوربادشاہ دونوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ صراط مستقیم سے منحرف ہوگئے ۔ اپنے آپ کو صحیح منزل تک نہیں پہنچایا اوراب یہی لوگ اللہ کے راستے میں کجی ہی تلاش کرتے ہیں ۔

لہذالوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا، کلمہ حق کابلند کرنا، ظلم وجور سے نبردآزماہونا اورانسانی معاشرے میں عدل قائم کرناہی ہماری سیاست ہے۔

آیۃ اللہ العظمیٰ سید محسن الحکیم طاب ثراہ نے کیاجاودانی کلمہ ارشادفرمایاہے۔"اگرسیاست کے معنی بندگان خداکےامورکی اصلاح اوران کے حالات کی ترقی کیلئے کام کرناہے توہرعالم پر اس کیلئے اپنی پوری قوت وتوانائی کے ساتھ قیام کرناواجب ہے"

ہرفقیہ اورعالم کے وجودمیں صحیح رحمانی سیاست جلوہ گرہے اوراس کے رفتاروکردارمیں دینی واسلامی سیاست روشن ہے۔ اس پر استعماری سیاستوں اوراستکباری گروہوں سے مقابلہ کرنااورہرزمانہ میں ہرملک میں کلمہ حق کے بلند کرنے کیلئے برسرپیکارہوناضروری اسے ظلم وجورکے خاتمے، عدل وانصاف کی حکومت قائم کرنے نیزطاغوتوں اورظالموں سے جنگ کرنے کیلئے اپنے نفس کی قربانی پیش کردیناچاہیے۔

علماء دین ایسی ہی شان کے ہوتے ہیں یہی لوگ بہترین قائد اور نمونہ عمل ہیں جو ظلم وعناو منکرات حتی درباری ملاؤں اور واعظوں تک سے بھی جنگ کرتے ہیں۔

ایسے ہی نیک افراد میں استاد علام بھی تھے آپ نے ایران کے اسلامی انقلاب کی قیادت میں شرکت فرمائی اور امام راحل اسلامی انقلاب کے عظیم قائد ورہبر حضرت امام خمینیؒ کے ساتھ ایک ہی مورچے پر تھے یہاں تک کہ اس انقلاب کو کامیاب کیا اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی نبی اکرمؐ اور اہل بیت اطہارؑ کے دین کو مظبوط و محکم فرمایا حتیٰ اپنی زندگی کے آخری سال تک یہ فریضہ انجام دیا جس کی گواہی وہ اعلانات و بیانات دے رہے ہیں جیسے آپ نے اسلامی انقلاب کے دوران ارشاد فرمایا تھا۔

آپ نے اس انقلاب کے پس منظر میں دین محمدی کی ترویج، قرآن کریم اور اہلبیتؑ کے معارف ومسالک کی نشر واشاعت فرمائی۔

میں نے ایک دن آپ سے ان سیاسی معرکوں، پارٹیوں کے طنطنوں اور سیاسی شخصیتوں کے ہمھوں کے بارے میں اپنے شرعی فرائض دریافت کئے تو آپ نے جواب دیا ہمیں مذہب اہل بیتؑ کی رعایت اور اسکی حفاظت کرنا چاہیے اور اسے سالم حالت میں اپنی اولاد کے سپرد کردینا چاہیے جیسے ہمارے آباؤ اجداد نے ہمارے سپرد کیا تھا۔

انھیں بنیادوں پر استاد علام سیاست کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی جانی چاہیے اور چونکہ کتاب کی اس فصل میں اتنی گنجائش نہیں ہے لہذا میں نے یہاں اتنے ہی پر اختصار کیا ہے۔

آپ کی سماجی زندگی

اہم دینی شخصیتوں اور امت کے مصلح قائد نیز دینی مراجع کی اہم ذمہ داریاں سماج میں اصلاح سے ترقی کی راہ پر گامزن کرنا اور سماج میں علم وثقافت کو فروغ دینا رہی ہیں جو اس عالم میں صبح کرے اور مسلمانوں کے امور اور ان کے حالات کے بارے میں غور وفکر نہ کریں وہ مسلمان نہیں ہے اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ہے اور بلاشبہ میری امت کی رہبانیت جہاد اور تمام لوگوں کے ساتھ باہم سلوک کرنا ہے مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا جیسا کہ احادیث شریف میں وارد ہوا ہے۔

اسی طرح استاد علام نے بھی امت کے درمیان ایک نیک فرزند، شفیق بھائی مہربان باپ، رحیم استاد، اور ہمدرد قائد کے عنوان سے زندگی بسر کی، کبھی آپ سے کوئی ایسا کلام صادر نہیں ہوا جو خوشگوار اور پاکیزہ سماج کے عادات و اخلاق سے منافاۃ رکھتا ہو آپ انتہائی اخلاص سے لوگوں کی مدارات کرتے تھے اور اگر بعض اوقات سخت کلامی اور تندروئی سے کام لیتے تو ان کے احساسات وجذبات کی رعایت کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے جب صدام لعین شہر مقدس قم اور ایران کے بیشتر شہروں کو میزائلوں اور بموں کا نشانہ بنائے ہوئے تھا۔ عوام خوف ودہشت سے اپنی جان بچانے کیلئے قم سے باہر بھاگ رہے تھے لیکن استاد علام اپنی جگہ پر موجود رہے آپ اس سے پہلے حرم مطہر میں نماز جماعت پڑھانے کیلئے ٹیکسی سے جایا کرتے تھے۔ لیکن ان مصیبت زدہ دنوں میں اپنی کبر سنی اور ضعیفی کے باوجود نماز پڑھانے کیلئے پیدل تشریف لیجاتے تھے جب آپ سے اس سلسلے میں پوچھا گیا تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ لوگ مجھے دیکھیں تاکہ ان کے دلوں کو اطمینان ہوجائے۔

ایک دفعہ میں آپ کے پاس آپ کے حجرہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ضعیف آدمی آیا اور سلام کے بعد فرمایا اے سید میں آپ کو ذاتی طور پر جانتا ہوں میں ایک دلاک ہوں آپ کو آپ کی زندگی کا ایک واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں عمومی حمام میں دلاک تھا آپ جوانی کے ایام میں اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ اس حمام میں تشریف لائے اور وہاں کچھ بچوں کو دیکھ کر مجھ سے ان کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا یہ یتیم بچے ہیں اس وقت آپ اپنے بچوں سے سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے ان یتیم بچوں کے سامنے ان کے احساسات کی رعایت کرتے ہوئے تم مجھے بابا کہہ کر نہ پکارنا پھر آپ نے مجھے کچھ روپئے دیئے تاکہ میں ان بچوں کے پڑھنے لکھنے کی ضروری چیزیں خریدوں۔

جب میں نے یہ واقعہ سنا میرے حواس دنگ رہ گئے میں نے اپنے دل میں کہا اللہ اکبر یہی لطیف احساسات اور ظریف ودقیق سماجی نکات کی رعایتیں ہیں۔

آپ کے اور عوام کے درمیان کوئی پردہ نہیں تھا آپ کا دروازہ آنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے ہمیشہ کھلا رہتا تھا۔ میں وہ ساعت کبھی نہیں بھول سکتا جب میں آپ کی وفات کے دودن پہلے آپ کے پاس موجود تھا اور ایک ضعیفہ اپنے خمس کی ادائیگی کیلئے آپ کے پاس آئی اس نے آپ سے قیامت کے دن اپنی شفاعت کی درخواست کی آپ نے جواب دیا اگر شفاعت کی اہل ہوگی تو میں یقیناً تیری شفاعت کروں گا۔

وہ اپنے دشمنوں پر بھی مہربان تھے پھر بھلا اپنے دوستوں اور چاہنے والوں کے ساتھ کیوں نہ حسن سلوک کرتے۔

ایک دن آپ نے مجھ سے اپنے دشمنوں اورحاسدوں کی طرف سے اپنے اوپرہونے والے واقعات کاتذکرہ کرتے ہوئے فرمایاکہ صحن مطہرمیں وہ دسیوں صفوں کی جماعت کی امامت فرمایاکرتے تھے لیکن دشمنوں کی افواہوں اورحاسدوں کی چغلیوں کی وجہ سے نوبت یہاں تک آگئی کہ تھوڑے سے مومنین کی امامت فرمانے لگے۔

استادعلام نے فرمایا۔

میں ان دنوں سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہاکی ضریح کے قریب آیااپنی عبااپنے سرپررکھی عمامے کے تحت الحنک کاایک سراضریح اقدس سے باندھ دیااوراس طرح شہزادی کی خدمت میں حاضر ہواجیسے عوام آتے ہیں۔پھرمیں شدت سے رویااوراپنے مصائب وآلام نیزبعض لوگوں کی ایذاء رسانی کاان سے شکوہ کیااسی اثناء میں مجھ پرغنودگی طاری ہوگئی تومیں نے عالم مکاشفہ میں دیکھاکہ میں ایک وسیع وعریض میدان میں دوڑرہاہوں میرے دشمن مجھےہر طرف سے پتھروں سے ماررہے ہیں اورمیں چیخ رہاہوں اے میرے جدامیرالمومنینؑ مجھے اس مصیبت سے رہائی دیجئے خوف زدہ بھاگتے ہوئے میں نے محسوس کیاکہ کسی نے پیچھے سے مجھ پرہاتھ رکھ دیاہے یقین ہوگیا یہ امیرالمومنینؑ کاہاتھ ہے انھوں نے مجھے زمین سے اوپر اٹھایااورکہاصبرکروآپ کے جدامیرالمومنینؑ کے ساتھ بھی ایساہی کیاگیاہے۔میں بیدارہوگیااوراپنے دل میں انتہائی سکون وقرارمحسوس کیا۔

استادنے فرمایا۔

انھیں مصیبت زدہ دنوں میں ایک دن میں کسی مجلس میں گیا وہاں ایک عمامہ پوش شخص بھی تھامیں اس کےپہلومیں بیٹھ گیا اس نے مجھ سے شدت عداوت کی بناء پرلوگوں سامنے میری طرف پیٹھ کرلی میں نے اپنے دل میں اسے محفوظ کرلیااوراس کاحساب خداکے حوالے کردیاجب میں وہاں سے جانے لگاتواس کے دامن میں کچھ پیسے ڈال دیئے اوراسے احساس تک نہ ہوا۔اس کےبعدوہ لوگوں سے بیان کرتاتھا اس رات میرے پاس کچھ بھی پیسہ نہیں تھا۔

وہ اپنی گودمیں کچھ مال پاکرانتہائی حیرت میں تھااسے یہ احساسہی نہین ہواکہ میں نے اس کی گودمیں پیسہ ڈال دیاتھا۔

اس عظیم اخلاق کودیکھواورسوچولوگوں کے ساتھ کس اعتبارسے رہناچاہیے۔

آپ حرم معصومہ میں تینوں وقت نمازپنجگانہ پڑھانے تشریف لےجاتے تھے آپ نے فرمایاجب میں نے قم مقدسہ کواپناوطن بنایاتھاحرم مطہر معصومہ میں نماز صبح کی جماعت نہیں ہوتی تھی آپ نے اس خدمت کو۶۰ سال تک انجام دیا۔آپ ہی وہ فردفریدہیں جوطلوع فجرسے ایک گھنٹہ پہلے حرم شریف میں بلاناغہ پہنچ جایاکرتے تھے حتی سردی اوربرف

باری کے زمانے میں بھی اپنے اس عمل کو جاری رکھاجبکہ گلیوں میں برف جمی رہتی تھی آپ بڑی مشکل سے گلی میں راستہ بناکرحرم پہنچتے اور بند دروازے کی پشت پربیٹھے دروازہ کھلنے کاانتظار کرتے تھے۔

آپ نے فرمایامیں پہلے تنہائی نمازاداکرتاتھااس کےبعدایک شخص میرے ساتھ نمازپڑھنے لگارفتہ رفتہ جماعت میں اضافہ ہوتاگیا۔استادعلام کی مرجعیت کازمانہ لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے اورفقہ کےدرس خارج سے شروع ہوا۔آپ فقہ کادرس خارج حرم سیدہ معصومہ میں مسجدبالاسر۱۰ بجےدن اوراصول کادرس خارج شام کےوقت اپنے گھرمیں دیاکرتے تھے لیکن جب اپنی آخری عمرمیں مختلف قسم کے امراض میں بتلاہوگئے تویہ سلسلہ بندہوگیا۔

آپ روزانہ سیکڑوں خطوط کےجواب دیاکرتے تھےجوایران اوربیرون ملک سے ان کے مقلدین اوردوسرے افرادکی طرف سے آتے تھے۔

مجھے یادہے آپ کے آخری دورحیات میں افریقہ کے کسی شہرسے ایک تفصیلی خط آیاجس میں ۱۷۰ سوال پوچھے گئے تھے میں نے تین روزتک اسے آپ کےسامنے پڑھااورآپ روزانہ مجھےایک گھنٹہ اس کاجواب لکھایاکرتے تھے۔

آپ حسب استطاعت لوگوں کی ضروتیں پوری کرتے تھے کبرسنی مختلف بیماریاں رنج وغم کاہجوم اورلوگوں کی قیل وقال اس راہ میں رکاوٹ نہیں بنتے تھے بلکہ پوری صلاحیت اورقوت کےساتھ خداکی نصرت سے ہرمشکلوں اورسختیوں کامقابلہ کرتے تھے۔

آپ سماجی زندگی کی بہترین مثال تھے۔

"﴿ ثم كان من الذين آمنوا وتواصوابالمرحمة ﴾"(البلد:۱۷)پھرتوان لوگوں میں (شامل)ہوجاناجوایمان لائے اورخیرکی نصیحت اورترس کھانےکی وصیت کرتے ہیں۔

سچ ہےجوانسان ایسے معاشرے اورسماج میں زندگی بسرکرے جہاں مادے کااقتدارہووہ شیطان اورنفس امارہ کی پیروی کرتاہےیقیناً ایسے انسان گھاٹےمیں ہیں۔

مگراستادعلام جیسےبہت سے افرادایمان لائے اورعمل صالح انجام دیئے۔

﴿ "وتواصوابالحق وتواصوابالصبر ﴾"(العصر:۳)تم اپنےپروردگارکی تعریف کے ساتھ تسبیح کرنااوراسی سے مغفرت کی

دعا مانگنا۔ وہ بے شک بڑا معاف کرنے والا ہے۔
آپ کو حرم ائمہ اطہارؑ اور انکی اولاد کے حرم مثلاً حضرت امام رضا علیہ السلام حرم حضرت امام کی نقابت اور دیگر پر افتخار مناصب حاصل تھے۔
نیز حرم حضرت ابو الفضل العباس علیہ السلام شیراز میں احمد بن موسیٰ بن جعفر قم میں سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا، ری میں حرم حضرت شاہ عبد العظیم اور امام موسیٰؑ کی اولاد سید جلال الدین اشرف کے روضہ نیز کاشان میں حرم علی بن محمد باقر میں منصب تدریس، نقابت اور خدمت کا افتخار حاصل تھا۔

آپ کی اولاد

استاد علام جو اپنی زندگی میں ضرب المثل تھے خداوند عالم نے آپ کو ۸ اولاد عطا کیں جن میں ۴ بیٹے اور ۴ بیٹیاں ہیں آپ کے تین فرزند عالم دین ہیں۔
۱۔ حجۃ الاسلام و المسلمین سید محمود مرعشی صاحب قبلہ مدظلہ جنھوں نے دو کتابیں حیات ابن سینا اور حیات ابو حامد غزالی کے نام سے تالیف کی آپ نے ایک کتاب مسلسلات دو جلدوں میں تحریر کی جو ۱۳۳۱ ہجری شمسی میں قم سے شائع ہوئیں آپ اپنے والد ماجد کے وصی اور قم میں مکتبہ عامہ کے امین بھی ہیں۔
۲۔ حجۃ الاسلام سید محمد جواد مرعشی مدظلہ۔ جنھوں نے البیان فی اخبار صاحب الزمان، مناقب ابن ابی طالب از ابن مغازلی، الزام الناصب فی اثبات الحجۃ الغائب، مع الحسین فی نہضبۃ، السیدۃ زینب سلام اللہ علیہا از محمد قاسم مصری، نیز اخبار الزینبیات از یحیی عبیدلی کے فارسی زبان میں ترجمہ کئے۔
۳۔ ثقۃ الاسلام السید امیر حسین مرعشی مدظلہ۔
۴۔ السید محمد کاظم مرعشی جو طہران میں زندگی بسر کرتے ہیں۔
۵۔ زوجہ الحاج علی برادر آیۃ اللہ العظمیٰ حضرت شیخ فاضل لنکرانی۔
۶۔ زوجہ مرحوم الحاج حجۃ الاسلام سید عباس موسوی۔
۷۔ زوجہ مرحوم الحاج سید خلیل میری طہرانی۔

۸۔ زوجہ حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج شیخ عباس علی عمیدزنجانی جوطہرانی کے جید علماء میں سے ہیں نیزدانشگاہ طہران کے پروفیسر بھی ہیں۔

آپ کے اخلاق کی خوشبو

خداوندتبارک وتعالیٰ قرآن مجیدمیں ارشادفرماتاہے۔"وانک لعلیٰ خلق عظیم"اے رسول بے شک آپ خلق عظیم پرفائزہیں۔
نبی اعظم خاتم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کواس لئے مبعوث برسالت کیاگیاتاکہ وہ اپنے اقوال واعمال اوررفتاروکردارکےذریعے مکارم اخلاق کی تکمیل کریں اوریہی انبیاء واوصیاء کی سیرت رہی ہے علماء لوگوں کے درمیان عوام کی سرپرستی اورقیادت نیزفضائل ومحامدکوعام کرنے میں انبیاء کےوارث ہیں یہی علماء انبیاء اوراوصیاء کےبعدانسانی سماج اورمعاشرے کیلئے صالح قائداوربہترین نمونہ عمل ہیں انھیں اخلاق حسنہ،صفات حمیدہ اوربہترین سیرت نیزتقویٰ وپرہیزگاری میں ضرب المثل ماناجاتاہے ایسے ہی صالح اورمتقی علماء میں استادعلام کابھی شمارتھاجواپنے زھدوورع تقویٰ اورپرہیزگاری وانکساری میں اپنی مثال آپ تھے آپ عالم باعمل تھے لوگوں کوایسی چیزکاحکم دیتے تھے جس پرخودعمل پیراتھے اوراسی چیزسے روکتے تھے جس سے خودپرہیزکرتے تھے۔
میں نے انھیں ضعیفی کے زمانے میں اکثردیکھاہے کہ جب وہ حرم حضرت معصومہ قم میں نمازیادرس کیلئے جاتے تھے تودورہی سے عورتوں کودیکھ کراپنے چہرے پرعباڈال لیاکرتے تھے تاکہ پہلی نظرکسی اجنبی اورنامحرم عورت سے نہ ٹکرائے آپ کواپنے اس مستحسن عمل پرملکہ حاصل تھاآپ صرف خداکی رضاہی کے مطابق باتیں کرتے تھے ایک دن میں نے انھیں تنہائی میں اپنے رب سے مناجات کرتے ہوئے دیکھا ایسالگتاتھا جیسے وہ اپنے خداکواپنے بالکل قریب دیکھ رہے ہین ۔یہ وہ کیفیت تھی جسے لفظوں میں نہیں بیان کیاجاسکتا۔
یہ چیزان کےزھدوورع اورتقویٰ وپرہیزگاری کے اوپربہترین گواہ ہے کہ انھوں نےپہلی وصیت میں اپنے فرزندکوخطاب کرتے ہوئے فرمایا۔
میں اسے (اپنے فرزندکو)صلہ رحم کی وصیت کرتاہوں خاص طورسے ان کے بھائیوں اوربہنوں کے سلسلے میں اوریہ

وصیت کرتاہوں کہ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرے اس لئے کہ میں نے اپنے بعد دنیا کے ٹھیکروں (مال و دولت کی طرف اشارہ) کی شکل میں کچھ نہیں چھوڑا ہے مجھے جو کچھ بھی حاصل ہوا اسے حتیٰ وہ رقم بھی جو خاص طور سے مجھے دی جاتی تھی محتاجوں خصوصاً اہل علم پر صرف کردیا ہے۔ عنقریب میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں لیکن اپنے ورثاء کیلئے دنیا کے مال واسباب اور زر و جواہر میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے انھیں اپنے رب کریم کے حوالے کردیا ہے اور ان کیلئے بہترین یادیں اور اچھی باتیں چھوڑی ہیں اور اگر میں اپنی اولاد کیلئے مال و اسباب سمیٹنے کی کوشش کرتا لوگ میرے اوپر اس قدر اعتبار کرتے تھے اپنے وارثوں کیلئے لاکھوں اور کروڑوں کی جائداد اور مال و اسباب چھوڑ سکتا تھا۔(﴿ فاعتبروایااولی الابصار ﴾)

وہ اپنی وصیت میں فرماتے ہیں میرے ساتھ میری وہ جانماز بھی دفن کردی جائے جس پر میں نے ستر(۷۰) سال تک نماز شب ادا کی ہے وہ تیرہ سال ہی کی عمر سے نماز شب کے پابند تھے پروردگار انھیں مقام محمود پر مبعوث کرے۔

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں میں اسے وصیت کرتا ہوں میرے ساتھ میری وہ تسبیح بھی دفن کی جائے جس کے دانوں پر میں نے ہر صبح خداوند کریم سے مغفرت طلب کی ہے۔

مجھے یاد آتا ہے کہ ایک دن انھوں نے اخلاق اور عرفان پر گفتگو کرتے ہوئے حسد کے سلسلے میں فرمایا حسد شروع میں حاسد کے دل میں سیاہ نقطے کے مانند ہوتا ہے اگر حسد کرنے والا علمائے اخلاق کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق اپنے نفس کا علاج نہ کرے تو یہ خود خداوند عالم سے دعا کرتے تھے کہ وہ اس سے اس مرض کو زائل کردے اور اس بات میں غور و فکر کرتے تھے کیوں اس نے اپنے بھائی سے نعمت چھیننے کا قصد کر رکھا ہے جب کہ خدا ہی عطا کرنے والا اور نعمت روک لینے والا ہے وہی نافع بھی ہے اور ضار بھی اسے چاہیے کہ وہ اپنے پروردگار سے ایسی ہی نعمت کی درخواست کرے جیسی خدا نے اس کے محسود کو عطا کی ہے۔

اس طرح وہ اپنا علاج کرلے گا اور اگر حسد کے اس بیج کا علاج نہ کیا جائے اور اس نقطے کو مٹایا نہ جائے تو وہ پھلنے پھولنے لگتا ہے اور ایک دن ظلم کا درخت ہوجاتا ہے جو انسان کے وجود کو کھا جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا میں اپنے والد علام کے ہمراہ کفایۃ الاصول کے مصنف محقق آخوند کے درس میں جایا کرتا تھا ایک دن انھوں نے ایسے آدمی کو دیکھا جو علماء کا لباس پہنے ہوئے تھا اسے دیکھتے ہی والد علام نے ان الفاظ میں بددعا کرنا شروع کردی " اللھم اخذ لہ فی الدنیاوالآخرہ" (بار الہٰی اسے دنیا و آخت میں ذلیل و خوار کردے) میں نے بارہا ان کی زبان سے

بددعا کے یہ کلمات سنے ایک روز میں نے اس کا سبب پوچھ ہی لیا تو انھوں نے فرمایا یہ وہ شخص ہے جو محقق آخوند کے درس میں اپنے دوست کے ساتھ حاضر ہوا کرتا تھا اور محقق اس کے دوست کی ذکاوت وذہانت کی تعریف کیا کرتے تھے جس کی بنا پر اس کے وجود میں حسد کی آگ بھڑک اٹھی ایک دن اس کا دوست زکام میں گرفتار تھا میں اس کے پاس عیادت اور تیمارداری کیلئے گیا ہوا تھا کہ وہ شخص آیا اور اس سے کہا لو یہ میرے پاس تمھارے لئے دوا موجود ہے اس نے کوئی چیز ظرف میں ڈال کرا سے پلادی تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیمار دوست کا رنگ اڑگیا اور وہ چند ہی گھنٹوں میں انتقال کرگیا ہم سمجھ گئے کہ اس نے اپنے دوست کو شدد حسد کی بنا پر زہر دے دیا اور اس کے چار بچوں کو باپ کی شفقت سے محروم کردیا حسد کے یہی اثرات ہوتے ہیں ۔وہ ایمان کو اس طرح کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاجاتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا یہ شیخ ہادی نجف کے علماء میں سے تھا اس پر لعنت ملامت کی گئی اس کی تکفیر کی گئی اور اسے ڈنڈوں سے مارا گیا یہ عالم فاضل تھا اس نے صحیح اور مسلم الثبوت کتابیں تالیف کی ہیں اس کی تحریروں میں کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جو اس کے کفر اور دہریت پر دلالت کرتی۔

اور جو چیز اس کے کفر کا سبب بنی وہ یہ تھی کہ شیخ ہادی نے مرزا حبیب سے ان کی زندگی کے آخری ایام میں ملاقات کی اس وقت دو شخص دروازے پر کھڑے تھے شیخ ہادی کے لئے چائے لائی گئی اس نے چائے پی خادم جب استکان لیکر واپس ہوا تو دروازے پر کھڑے ان دو شخصیتوں نے (حسد کی بناء پر) خادم سے کہا مرزا حبیب کہتے ہیں استکان پاک کرلو اس میں ایک کافر نے چائے پی ہے یہ خبر تیزی کے ساتھ پھیل گئی اور اسی درمیان تین دن کے بعد مرزا حبیب کا انتقال ہوگیا اور کسی کو ان سے حقیقت حال پوچھنے کا موقع نہیں ملا۔ البتہ یہ بات ثابت ہے کہ ان دونوں حاسدوں نے شیخ ہادی سے حسد کی بناء پر یہ بات اپنی طرف سے کہی تھی لیکن شیخ کی تکفیر عوام کی زبانوں پر باقی رہ گئی ہاں ایک صحن مطہر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام میں ایک مجلس تشکیل دی گئی جس میں نجف کے بزرگ علماء حاضر ہوئے مشہور خطیب منبر پر گیا اور شیخ ہادی کے فضائل ومحامد بیان کئے اور ان پر لگائی گئی تہمت کا ازالہ کرنے کے بعد ایک ظرف میں شیخ کو تھوڑا سا پانی پلایا جس سے نجف کے ان بزرگ علماء نے باری باری پیا تاکہ لوگوں پر شیخ کا ایمان اور ان کی طہارت ثابت ہوجائے لیکن عوام اسے کافر ہی گردانتے رہے اور وہ دونوں حاسد وظالم جنھوں نے شیخ ہادی سے حسد کیا تھا زندگی کے منحوس ایام بسر کرنے کے بعد فقر وفلاکت میں اس دنیا سے گئے اور جہنم ان کا ٹھکانا بنا۔

استاد علام کے چند کرامات

خداوندعالم قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے۔"﴿ وجعلني من المكرمين ﴾"(یٰسین:۲۷)رسول خداؐ نے فرمایامجھے بزرگ لوگوں میں شامل کرلیا ہے۔

بے شک اولیاء خدااوراس کے صالح ومقرب بندوں میں ایسی کرامتیں پائی جاتی ہیں جو ان کی زندگی میں بھی اورموت کے بعدبھی ظاہرہوتی ہیں خداکی سرزمین پریہ ایک سنت الٰہیہ رہی ہے تاکہ اولیاء خداایسے چمکتے ہوئے ستارے بن جائیں جن کے ذریعے لوگ دنیاکے اندھیروں اورتاریکیوں میں ہدایت پائیں وہی خیروسعادت اوراحسان کی طرف راہنمائی کرتا ہے اوروہی راہ انبیاء اوران کی رسالت کی حفاظت کرتا ہے۔

بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے علوم وفنون اورفضائل کمالات کے وارث نیزروئے زمین پران کے امین ہیں ۔اورجب کہ شہیدانسانی معاشرے کے عقائدواعمال کاشاہدہوتا ہے جن کی حفاظت کیلئے وہ جام شہادت نوشکرتا ہے اورجب کہ شہداء کاخون انسانی معاشرے کی حیات کےدوام کاسبب بنتا ہے اورجبکہ شہیدامت کیلئے شمع اوراس کادھڑکتا ہوادل ہے توعلماء کےقلم کی روشنائی شہداء کے خون سے بھی افضل ہے اوریہ خداوندقادروعلیم کی سنت ہے کہ اس نے پیغمبراسلام کے امین ان علماء کی ذات میں بھی کرامت وفضلیت اورامانت ووثاقت جیسے کمالات کوجلوہ گرکیا ہے جن کے ذریعہ ہدایت کےخواہاں ہدایت پاتے ہیں۔

انھیں صالح اورمکرم علماء میں سے استاذعلام بھی تھے انھوں اپنی بعض کرامتیں "امابنعمۃ ربک فحدث" کے عنوان سے مجھ سے بیان کی ہیں اوربندے پرخداکے خاص لطف وکرم کامجھ سے تذکرہ کیا ہے جب بندہ اپنے خداکی طرف حقیقی طورپرمتوجہ ہوجاتا ہے اپنی نیت اوراپنے عمل کوخالص کرلیتا ہے توخدااس کے اوپرکس طرح لطف واحسان فرماتا ہے۔

میں نے ان کی بعض کرامتیں ان کی حیات میں ہی لکھ کرانھیں سنادی تھیں یہاں ہم اشارے کے طورپران کی کچھ کرامتوں کاذکرکرتے ہیں۔

پہلی کرامت

دست غیب

استادعلام نے مجھ سے بیان کیاہے کہ رضاخان علیہ اللعنہ والعذاب نے اپنے زمانے میں استعماری آقاؤں کے حکم سے ایران کے شہروں میں آزادی نسواں کے عنوان سے فحشاء وفسادرائج کرنے کیلئے عریانیت اور بے پردگی کا حکم دے دیا تھاجس کی بناپرامت اسلامیہ کاوقاراوراس کی اخلاقی قدریں متزلزل ہوگئیں تھیں اورمومن معاشرہ میں ان کے غلبہ اوررعب ووحشت کی بناپردین کی روح مردہ ہوتی جارہی تھی۔

اس تاریک زمانے میں قم کاشہرکوتوال بدمعاشوں کاسرغنہ تھاوہ لمباچوڑا الحیم اور شحیم تھامیں نے ایک دن حرم سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہامیں نمازجماعت کے بعدعورتوں کی گریہ وزاری اورچیخ پکارکی آوازیں سنی استفسارکرنے کے بعدمعلوم ہواکہ شہرکوتوال عورتوں کے مجمع میں ان کی چادریں چھیننے کیلئے گیاہے میں تیزی سے اس کی طرف گیااوردیکھاکہ وہ عورتوں کے سروں سے چادریں چھین رہاہے اورسب خوف وہراس سے گریہ وزاری کررہی ہیں میں غصے سے سرخ ہوگیااورغیرارادی طورپراس کے منہ پرایک زبردست طمانچہ رسیداوربولابدبخت خداتجھ سے سمجھےتوحرم حضرت معصومہؑ میں یہ جسارت کررہاہے اس نے مجھے غضبناک نگاہوں سے دیکھااورکہااے سیدمیں تیرے لئے کافی ہوں میں سمجھ گیااس نے میرے قتل کاارادہ کرلیاہے خداکے لطف وکرم سے دوسرے ہی دن یہ خبرنشرہوئی کہ وہ بازارمیں گیااس پرایک چھت گرپڑی وہ اسی وقت مرگیااورواصل جہنم ہوامیں نے اپنے اس اقدام میں خداوندکریم کالطف وکرم حضرت معصومہ کی عنایت اورخداکاغیبی ہاتھ دیکھاجب کہ میں خودضعیف الجثہ تھااوراس لمبے چوڑے شخص سے مقابلہ کی قوت نہیں رکھتاتھالیکن مجھے نہیں معلوم کہ کیسے یہ زبردست طمانچہ میں نے اس کے چہرے پہ ماراجس سے اس کی آنکھیں حلقہ چشم سے باہرآگئیں۔

اورخبرپھیل گئی کہ شہرکوتوال سید(آیۃ اللہ مرعشی)کی کرامت سے ہلاک ہوگیا۔

دوسری کرامت

"ایک سچاخواب"

استادعلام نے مجھے سے بیان کیاکہ انھوں نے عالم شباب میں جبکہ ابھی ان کی عمرکل تیس(۳۰)سال تھی ایک خواب

دیکھاکہ قیامت آگئی ہے اورخوفناک اندازمیں صورپھونکاجاچکاہے جیساکہ اس کے بارے میں احادیث شریف اورقرآن مجیدمیں واردہواہے انگلیاں زردہوگئیں ہیں دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کودودھ پلانابھول گئیں ہیں چہرے غبارآلودہوگئے ہیں اورلوگ جوق درجوق حیرت وپریشانی میں کھڑے ہیں جیسے ان کے سروں پرپرندے بیٹھے ہوں۔
مجھے حساب وکتاب کیلئے ایک مقام پرلیجایاگیایہ جگہ اس سے الگ تھی جہاں تمام لوگوں کاحساب وکتاب لیاجارہاتھامجھے بتایاگیایہ اہل علم کی تعظیم وتکریم ہے کہ ان کاحساب لوگوں کے سامنے نہیں لیاجاتامیں ایک خیمے میں داخل ہوا وہاں میں نے رسول خداصلے اللہ علیہ وسلم کوحساب وکتاب کرتے ہوئے دیکھاجومنبرپرتشریف فرماتھے اوران کے داہنے بائیں دو شیخ بیٹھے ہوئے تھےجن کے چہرے سے صالحین کی ہیبت اوراہل تقویٰ کی جلالت ظاہرہورہی تھی ان دونوں بزرگوں کے سامنے کتابیں رکھی ہوئی تھیں لیکن ایک کی کتابیں دوسرے کی کتابوں سے زیادہ تھیں اہل علم صف بستہ کھڑے ہوئے تھے لوگوں نے مجھ سے کہاہرصف ایک ایک صدی کے علماء کی صف ہے مجھے چودہویں صف میں کھڑاکیاگیا اورمیں اپنے حساب وکتاب کاانتظارکرنے لگامیرادل مضطرب تھامیں نے رسول ؐکودیکھاکہ آپ حساب وکتاب میں بڑی باریک بینی سے کام لے رہے ہیں جب کوئی عالم حضرت رسول خداصلے اللہ علیہ وسلم کے حضورشفاعت کامحتاج ہوتاتھاتویہ دونوں شیخ اس کی شفاعت کردیتے تھے میں نے اپنے بغل کھڑے ہوئے شخص سے پوچھایہ دونوں بزگواران کون ہیں میں دل ہی دل میں سوچ رہاتھاکاش میں انھیں پہچانتاہوتاتاکہ اگرمجھے بھی شفاعت کی ضرورت ہوتی تو انھیں ان کے مبارک ناموں سے پکارتا اس نے جواب دیایہ شیخ مفید اورعلامہ مجلسی ہیں میں نے پوچھاان دونوں کے سامنے یہ کتابیں کیسی رکھی ہوئی ہیں اس نے جواب دیایہ ان کی تالیفات ہیں اوریہی ذریعہ شفاعت ہیں میں نے علامہ مجلسی کے سامنے زیادہ کتابیں دیکھیں وہ زیادہ شفاعت کرتے نظرآئے اچانک میری آنکھ کھل گئی اورمیں نے اپنے خداکاشکراداکیا۔

تیسری کرامت

ایک سچاخواب جس میں حضرت معصومۂ قم کی توصیف بیان کی گئی ہے۔

استادعلام نے مجھ سے بیان کیاکہ وہ اپنے والدعلام حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمودمرعشی سے سیدۃ النساء عالمین حضرت فاطمۃزہراء سلام اللہ علیہاکی قبرمطہرکے متعلق بحث کررہے تھے کہ تم پرکریمہ اہلبیت حضرت معصومہ سلام اللہ

علیہاکا احترام واجب ہے والدعلام نے فرمایامیں نے خیال کیاامام علیہ السلام اس سے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہاکومرادلے رہے ہیں تو امام علیہ السلام نے میرے اس خیال کودفع کرنے کی غرض سے فرمایامیری مرادحضرت فاطمہ بنت موسیٰ بن جعفر علیہم السلام ہیں جوسرزمین قم میں مدفون ہیں۔

پھرآپ نے فرمایاجب عالم شباب میں پریشانیوں اور سختیوں میں گھراتھااوراپنی بیٹی کی شادی کرناچاہتاتھااورمیرے پاس مال دنیامیں سے کچھ بھی نہیں تھامیں خداکے علاوہ کسی اور کے سامنے ہاتھ پھیلانامعیوب سمجھتاتھاپس میں کریمہ اہلبیت حضرت معصومہ سلام اللہ علیہاکے حرم میں اس حالت میں گیاکہ میری آنکھوں سے آنسوبہہ رہے تھے اوردل مجروح تھامیں نے معصومہ سلام اللہ علیہا سے مخاطب کرتے ہوئے کہااے میری شہزادی ایسالگتاہے آپ میرے حالات نہیں دیکھ رہی ہیں اورمیری مشکلوں کوحل نہیں کررہی ہیں میں اپنی بیٹی کی شادی کیسے کروں جبکہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے اسی غم زدہ کیفیت میں گھرآیااور سوگیااتنے میں خواب دیکھاکہ کوئی دروازہ کھٹکھٹارہاہے جب میں نے دوروازہ کھولاتوایک شخص کودیکھاجومجھے کہہ رہاتھاحضرت معصومہ سلام اللہ علیہاآپ کوبلارہی ہیں میں تیزی کے ساتھ ان کی خدمت میں گیاجب صحن مبارک میں داخل ہواتووہاں تین کنیزوں کودیکھاجوطلائی رواق میں جھاڑودے رہی تھیں میں نے ان سے اس کاسبب پوچھاتوانھوں نے جواب دیاابھی حضرت سیدہ معصومہ تشریف لارہی ہیں تھوڑی ہی دیربعدمیں نے حضرت سیدہ معصومہ کودیکھاجوبہت کی نحیف وناتوان تھیں ان کاجسم زردتھاان کی رفتا حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہاکی رفتار سے مشابہ تھی (جیسے میں نے اس سے پہلے بھی تین دفعہ دیکھا تھا)میں آگے بڑھااوران کے ہاتھوں کوچومنے لگاکیونکہ یہ نسبت میں میری پھوپھی ہوتی ہیں سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہانے فرمایااے شہاب ہم تمھارے امور سے کب غافل ہیں کہ تم ہم سے شکوہ کررہے ہوجس دن سے تم قم آئے ہوہماری حفظ ونگہداشت میں ہومیں سمجھ گیاکہ میں نے شہزادی کی شان میں بے ادبی کی ہے لہذامعذرت طلب کی جب میں خواب سے بیدارہواتوزیارت اورمعذرت طلب کرنے کیلئے حرم شریف آیاجلدہی میری حاجت پوری ہوگئی اورخداوندکریم نے میرے امورکوآسان کردیا۔[1]

اس کےبعد استادعلام نے اہلبیت علیہم السلام کے نزدیک حضرت معصومہ سلام اللہ علیہاکی عظمت ومنزلت کے متعلق امام جوادعلیہ السلام کے حوالے سے ایک حدیث بیان فرمائی ،من زارھاعارفابحقھاوجبت لہ الجنہ(جوان کے حق کی معرفت کے ساتھ زیارت کرے بہشت اس پر واجب ہے)

اس کےبعدفرمایاجب میں آشیانہ آل محمد قم مقدسہ میں آیاتھامیرے پاس مال دنیاسے ایک قبااورایک رداکے علاوہ کچھ بھی

نہیں تھا اور آج جو کچھ بھی میرے پاس موجود ہے وہ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے جود و کرم کی برکتیں ہیں۔

چوتھی کرامت

جسے میرے والد علام قدس سرہ نے اپنی کتاب الرافد میں نقل کیا ہے جو استاد علام کی زندگی میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

استاد علام نے مجھ سے ۱۵ شوال المکرم ۱۳۸۹ ہجری دوشنبہ کے دن ۹ بجکر ۲۰ منٹ پر بیان فرمایا تھا۔

۱۳۳۹ ہجری میں جب میں نجف اشرف کے مدرسہ قوام کا ایک طالب علم تھا اور مجھے یہ بات بھولی نہیں ہے کہ اس وقت میں مولا عبداللہ یزدی کی کتاب حاشیہ پڑھ رہا تھا ان دنوں میں ہمیشہ پریشان رہتا تھا اور اس پریشانی سے نجات کی مجھے کوئی صورت نظر نہ آتی تھی میری زندگی سخت الجھنوں کا شکار تھی یہاں تک کہ میں نے امید کے تمام دروازے اپنے اوپر بند پائے جس سے میرے دل پر غم والم کا ایک ہجوم رہتا تھا پس میں ہمیشہ مایوسیوں کا شکار اور طرح طرح کے خیالات میں کھویا رہتا تھا اور میری مستقل یہی کیفیت تھی جبکہ میں گہوارہ علم وادب اور تقویٰ و پرہیزگاری کے مرکز میں زندگی بسر کر رہا تھا۔

۱۔ میں بعض عمامہ پوش حضرات کے اخلاق سے تنگ دل تھا جس کی بناء پر مجھے ان سے اور تمام لوگوں سے سوء ظن پیدا ہو گیا تھا اور خاص پیدا ہو گیا تھا اور خاص اور عام افراد میں امتیاز پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو گئی تھی یہاں تک کہ میں نے عدول علماء کے پیچھے بھی نماز جماعت پڑھنا ترک کر دیا تھا اور کسی کو سچا ہی نہیں سمجھتا تھا۔

۲۔ میرے رشتہ داروں میں سے ایک شخص مجھے بڑی شدت سے درس سے روکنا چاہتا تھا یہاں تک کہ یہ نوبت آگئی کہ وہ میرے استاد کے پاس گیا اور انھیں میری تعلیم وتدریس سے روک دیا جس کے نتیجے میں مجھے اپنے استاتذہ کی خدمت میں پڑھنے لکھنے کی قدرت نہ رہ گئی اور یہ سلسلہ یوں ہی رہا۔

۳۔ میں خارش کے مرض میں بتلاء تھا اور اچھا ہونے کے بعد مجھ پر ذہنی طور سے سستی طاری ہو گئی کہ میں ہر چیز بھولنے لگا اور ہر گز کوئی چیز یاد نہ کر پاتا تھا۔

۴۔ میری دونوں آنکھیں انتہائی کمزور ہو گئی تھیں جس کی بنا پر میں پڑھنے لکھنے پر قادر نہیں رہ گیا تھا۔

۵۔ میں تیز نہیں لکھ پاتا تھا۔

۶۔ انتہائی فقر و تنگدستی مجھ پر طاری ہو گئی تھی جس کی بناء پر بعض راتوں میں بھوکا ہی سونا پڑتا تھا میرے کمرے میں حجۃ الاسلام والمسلمین الحاج مرزا حسن شیرازی اور حجۃ الاسلام مرزا حسین جو مرزا شیرازی کے پوتے تھے رہتے تھے یہ لوگ میرے فقر و فاقہ سے بے خبر تھے اور کمزوری سے میرے چہرے پر جو زردی طاری ہو گئی تھی اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے لیکن میں ان سے کچھ نہیں کہتا تھا۔

۷۔ میں قلبی طور پر دائمی مریض رہنے لگا تھا ایک لحظہ بھی مجھے سکون و قرار نہ تھا۔

۸۔ بعض معنوی اور روحانی مسائل سے متعلق رفتہ رفتہ میرا عقیدہ متزلزل ہوتا جا رہا تھا۔

۹۔ میری بات پر کسی کو توجہ نہیں ہوتی تھی خاص طور سے درس میں۔

۱۰۔ میری خواہش تھی کہ دنیا اور اسکے تمام علائق خاص طور سے درہم و دینار کی محبت میرے دل سے نکل جائے۔

۱۱۔ مجھے حج بیت اللہ الحرام کی تمنا تھی لیکن اس شرط کے ساتھ کہ حج کے دوران یا مدینہ منورہ میں موت آجائے اور دونوں پاک و پاکیزہ شہروں میں کسی ایک جگہ دفن کیا جاؤں۔

۱۲۔ میں جب تک زندہ رہوں خداوندعالم مجھے علم و عمل صالح اور تمام نیک اعمال و آثار کی توفیق کرامت فرمائے۔

ان تمام باتوں نے مجھے یہ سوچنے پر آمادہ کر دیا کہ میں پروردگار عالم کی بارگاہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے توسل اختیار کروں۔

لہذا میں نے عزم سفر کر لیا اور مدرسہ سے نکل کر کربلائے معلی کی طرف روانہ ہو گیا اس وقت میرے پاس صرف ایک روپیہ تھا جس سے میں نے دو روٹی اور ایک کاسہ آب خریدا (اس وقت درسی ایام کے درمیان کا زمانہ تھا مجھے یاد آتا ہے وہ شوال کا مہینہ تھا) میں خان حماد کے راستے سے مشہد حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرف روتا ہوا پاپیادہ رواں دواں تھا اس راہ میں مجھے اپنی کمزوری کا احساس تک نہیں ہوا۔

میں کربلا معلی میں داخل ہوا اور نہر حسینی میں غسل زیارت بجالانے کے بعد حرم مطہر میں آیا اور ادعیہ و نوافل میں مصروف ہو گیا مغرب کے دعا و زیارت کے بعد میں حجۃ الاسلام والمسلمین مرحوم سید عبدالحسین (مولف کتاب بغیۃ النبلاء فی تاریخ کربلاء) کے اطاق کی طرف گیا یہ میرے والد علام کے دوستوں میں تھے میں نے ان سے درخواست کی کہ مجھے مولا کی ضریح کے پاس رات بھر رہنے کی اجازت دیدیجئے جب وہاں بیتوتہ (رات بسر کرنا) ممنوع تھا لیکن انھوں نے میرے والد علام

قدس سرہ کی دوستی کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے مجھے اپنے سیدوآقا حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کے نزدیک بیتوتہ کرنے کی اجازت دیدی میں نے دوبارہ وضوکیا اور جب لوگ حرم کے تمام دروازے بند کرنے لگے تو میں حرم میں داخل ہوگیا اور ضریح کے پاس گیا میں سوچنے لگا کس جگہ بیٹھوں معمول یہ تھا کہ لوگ سراقدس کی طرف بیٹھا کرتے تھے۔ لیکن میں سوچ رہا تھا امام روحی لہ الفداء اپنی ظاہری زندگی میں اپنے فرزند حضرت علی اکبر علیہ السلام کی طرف ہمیشہ متوجہ رہتے تھے وہ اپنی ظاہری حیات کے بعد بھی انھیں کی طرف متوجہ ہونگے اسی لئے میں امام کے پائینی حضرت علی اکبر علیہ السلام کی قبر کے نزدیک بیٹھا ابھی مجھے بیٹھے ہوئے ایک لحظہ بھی نہ گزرا تھا کہ میں نے قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنی جس نے میرا دھیان اپنی طرف متوجہ کرلیا تھا یہ صدا ضریح مقدس کے پیچھے سے آرہی تھی میں نے مڑکے دیکھا تو مجھے اپنے پدر بزرگوار نظر آئے جو بیٹھے ہوئے قرآن کی تلاوت کررہے تھے ان کے پہلو میں قرآن کی ۱۳ رحلیں رکھیں ہوئی تھیں ایک رحل ان کے سامنے بھی تھی جس پہ قرآن رکھا ہوا تھا اور وہ اس کی تلاوت فرمارہے تھے میں آگے بڑھا اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لینے کے بعد ان کا حال دریافت کیا انھوں نے مجھے اس بات کی بشارت دی کہ تم انتہائی راحت وسکون میں ہو۔

میں نے اپنے والدعلام سے پوچھا آپ یہاں کیا کررہے ہیں، انھوں نے جواب دیا ہم چودہ آدمی ہیں جو ہمیشہ حرم شریف میں قرآن کی تلاوت کرتے ہیں میں نے پوچھا اور لوگ کہاں ہیں۔

انھوں نے جواب دیا وہ اپنی بعض ضروتوں کی وجہ سے حرم سے باہر گئے ہوئے اور یہ رحل جو میرے پہلو میں رکھیں ہوئی ہے علامہ شیخ مرزا محمد تقی شیرازی کی ہے جو علماء شیعہ اور انقلاب عراق کے رہبروں میں سے تھے اور جو رحل اس کے بعد رکھی ہے علامہ شیخ زین العابدین مرندی کی ہے جو نجف کے جید علماء میں سے تھے اور جو رحل اس کے پہلو میں ہے علامہ شیخ زین العابدین مازندرانی (مولف کتاب ذخیرۃ العباد) کی ہے اسی طرح یکے بعد دیگرے تمام علماء کرام کا نام شمار کیا لیکن افسوس مجھے بقیہ حضرات کے نام یاد نہیں ہیں۔

پھر میرے والدعلام نے مجھ سے پوچھا تم یہاں کیسے آئے ہو جبکہ آج کل درس و تحصیل کا زمانہ ہے میں نے انکی خدمت میں امام حسین علیہ السلام سے توسل کرتے ہوئے اپنی تمام حاجتیں جیسے اوپر بیان کیا ہے پیش کردیا انھوں مجھے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں جانے اور ان سے اپنی حاجت بیان کرنے حکم دے دیا۔

میں نے پوچھا امام علیہ السلام کہاں ہیں؟

انھوں نے اشارے سے کہا وہ ضریح کے اوپر ہیں تم جلدی کرو کیونکہ امام علیہ السلام ایک مریض زائر کی عیادت کیلئے

جانا چاہتے ہیں۔
میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ضریح اقدس کے پاس گیا ان کے چہرے پر ایسا نور برس رہا تھا جس سے میری آنکھیں بند ہوئی جارہی تھیں اور میں اس نور کے درمیان بہت ہی مشکلوں سے دیکھ رپارہا تھا ابھی وہ ضریح کے اوپر ہی تھے کہ میں نے انھیں سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیتے ہوئے فرمایا۔
اوپر آجاؤ
میں نے کہا میں اس لائق نہیں ہوں دوبارہ بھی آپ نے یہی فرمایا
میں شرم وحیاء سے خودداری اختیار کی پھر انھوں نے مجھے ضریح کے ہی کے پاس رہنے کی اجازت دے دی میں نے آنکھوں کی پوری توانائی کے ساتھ انھیں دیکھا کہ وہ بڑی ملاحت کے ساتھ مسکرا رہے ہیں۔
پھر امام نے مجھ سے پوچھا "ماذا ترید" تم کیا چاہتے ہو
میں نے فارسی کا یہ شعر سنا دیا۔
آنجا کہ عیان است ۔۔۔۔ چہ حاجت بہ بیان است
آپ میرے پوشیدہ امور سے واقف ہیں پھر امام علیہ السلام نے مجھے مصری کی ڈلی دیتے ہوئے کہا تم ہمارے مہمان ہو اسے اپنے منھ میں رکھ لو۔
اس کے بعد امام علیہ السلام نے مجھ سے پوچھنا شروع کیا۔
(اب یہاں سے ترتیب وار استاد علام کی ان خواہشوں کی تکمیل کا ذکر ہے جسے پہلے بیان کیا جاچکا ہے۔ مترجم)
۱۔ کس چیز نے تمہیں خدا کے بندوں کی طرف سے سوء ظن پر مجبور کیا؟
میں نے اپنے نفس میں تغیر محسوس کیا بے شک یہ امام کا مجھ ولایتی تصرف تھا اس کے بعد مجھے کسی کی طرف سے اپنے دل میں بدظنی کا احساس نہ ہوا اور میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ اب ہر خاص وعام سے گھلتا ملتا ہوں اس حد تک کہ ہر ایک سے سلام کرتا ہوں مصافحہ ومعانقہ کرتا ہوں ۔ وہاں میں نے ظاہر الصلاح شخص کو دیکھا جس کی امامت میں اذان صبح کے بعد فریضہ سحری ادا کیا حالانکہ مجھے گمان تک بھی نہ تھا کہ کبھی ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا کروں گا۔
۲۔ امام علیہ السلام نے مجھ سے کہا اپنے درس وتدریس کی طرف متوجہ ہوجاؤ زمانہ کی مشکلات تمہیں ایذا نہیں پہنچا سکتی اور تمہارے دروس کو نہیں روک سکتیں۔

جب میں نجف اشرف واپس آیاتو میرا وہ رشتہ دار جس نے میرے تحصیل علم میں رکاوٹ ڈالی تھی میرے پاس آکر کہنے لگامیں سمجھتاہوں تمہیں فقط پڑھنے ہی سے محبت ہے پڑھو لیکن شرط یہ ہیکہ مجھ سے روپیئے وپیسے کا سوال نہ کرنا۔

۳۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم نے خدا سے تمہاری شفاء طلب کی ہے میں نے اسی لمحہ محسوس کیاکہ میں کسی مرض میں گرفتار ہی نہ تھا۔ اوروہ ذہنی سستی جو مجھ پر طاری ہوئی تھی دور ہوگئی اس وقت سے آج تک الحمدللہ میں عجیب وغریب قوت حافظہ کامالک ہوگیاہوں۔

۴۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم نے پروردگار عالم سے تمہارے لئے آنکھ کی تیزروشنی طلب کرلی ہے۔

اس وقت سے ہرطرح کی تحریرپڑھ لیتاہوں اوریہ نعمت میرے پاس اب بھی ہے جبکہ میں ۹۰ سال کاہوچکا تھا۔

۵۔ امام علیہ السلام نے مجھے قلم عطاکیا اورفرمایا تیزی سے لکھو اس وقت سے میراقلم تیزروانی کے ساتھ چلنے لگا۔

۶۔ امام علیہ السلام نے فقروفاقہ سے متعلق مجھ سے کچھ فرمایا جو الفاظ مجھے یادنہیں رہ گئے ہیں۔

۷۔ ہم نے خداوندعالم سے تمہارے لئے اطمینان قلب طلب کیاہے پس میں نے اپنے دل میں مکمل آرام محسوس کیا۔

۸۔بعض روحانی اورمعنوی مسائل سے متعلق امام علیہ السلام نے عقیدے کے ثبات واستحکام کی دعافرمائی۔

۹۔ ہم نے خداوندعالم سے اہل علم کے ساتھ خاص طور سے درس وتدریس میں تحمیل طلب کیاہے اورلوگ تمہاری باتیں دل سے سنیں گے۔

۱۰۔ امام علیہ السلام نے دنیا اوردرہم کی محبت میرے دل سے نکل جانے کیلئے دعافرمائی۔

۱۱۔ اس سوال کے جواب میں امام علیہ السلام خاموش رہے(مترجم)

۱۲۔ ہم نے خداوندعالم سے تمہارے دینی خدمات میں موفق اوراعمال قبول ہونے کی دعافرمائی۔

خلاصہ

حضرت امام علیہ السلام نے حج کے علاوہ میرے تمام سوالوں کاجواب دیاوہ اس کی طرف متعرض نہ ہوئے اورمیں نے بھی امام سے اس کا سوال نہیں کیامجھے تھاکہ میرے حج کے بارے میں امام کاجواب نہ دینا اس شرط کی بناپر تھا جو میں

نے اس کے لئے لگا رکھی تھی۔
میں نے امام علیہ السلام سے وداع لی اور اپنے والد قدس سرہ کے پاس آکر پوچھا آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔
انھوں نے کہا اپنے آباؤ اجداد کے علوم حاصل کرنے میں محنت کرو اور اپنے بھائی بہنوں کے ساتھ محبت ومہربانی سے پیش آؤ۔
میں نے دوبارہ پوچھا کیا آپ کا مجھ سے کوئی خاص کام نہیں ہے جسے میں انجام دوں ۔انھوں نے مجھے فرمایا میں انتہائی راحت وآرام سے ہوں مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے صرف ایک چیز مجھے کھٹک رہی ہے اور وہ یہ کہ عبدالرضا بقال بہبہانی کا مختصر سا قرض میرے اوپر رہ گیا ہے میں ان سے رخصت ہوا اسی دوران حرم شریف کے دروازے کھلنے لگے یہ اذان صبح کا وقت تھا میں نے تجدید وضو کے بعد اسی شخص کی امامت میں نماز ادا کی جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں اور مجھے اس کا یقین ہوگیا میری تمام ضروتیں اور حاجتیں پوری ہوگئی ہیں۔
اس کے بعد میں نجف اشرف کی طرف پاپیادہ روانہ ہوا اور اس شہر مقدس کے مدرسہ قوام میں پہنچ گیا میں نے طلباء کو دیکھ کر انھیں سلام کیا گویا وہ لوگ اس سے پہلے بھی میرے بھائی تھے (یہ کیفیت ان سے سوء ظن کے بعد کی ہے) میں بطریق احسن ان سے معانقہ ومصافحہ کرتا تھا اور ہمیشہ نماز جماعت میں شریک ہوتا تھا۔
ایک دن عبدالرضا کے پاس اپنے والد علام قدس سرہ کا قرض معلوم کرنے گیا اس نام کے تین افراد پائے جاتے تھے میں سب کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ تیسرے آدمی کا قرض میرے والد کے اوپر ہے میں نے اس اپنے والد کے قرض کے سلسلے میں پوچھا تو اس نے کہا یہ حساب وکتاب کے دفتر ہیں ان میں دیکھ لو وہ مرتب تھے میں نے اس میں صفحہ صفحہ دیکھا یہاں تک کہ اپنے والد کا نام نظر آیا جس میں ایک روز کے دودھ کی قیمت بطور قرض درج تھی میں نے اس میں اور اضافہ کرکے قرض دیا تاکہ عبدالرضا بقال بہبہانی راضی ہوجائے۔
استاد علام پر حضرت امام حسین علیہ السلام کی یہ کرامت تھی جس کی بدولت وہ عصر حاضر میں ایک بے مثال شخصیت بن کر ابھرے۔

پانچواں کرامت

استادعلام کی حضرت امام زمان علیہ السلام سے ملاقات کی تین حکایتیں ہیں جسے انھوں نے خود قلم بند فرمایا تھا۔

پہلا واقعہ

نجف اشرف میں علوم دین کی تحصیل اورفقہ اہل بیت کی تعلیم کے زمانے میں مجھے حضرت بقیۃ اللہ الاعظم امام زمانہ (عج) کی زیارت کا بے حد اشتیاق تھا اسی غرض سے میں نے ہر شب چہار شنبہ پا پیادہ مسجد سہلہ میں ۴۰ مرتبہ جانے کا عہد کرلیا تھاکہ امام علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوسکوں ۔میں نے اپنے اس عمل کو۳۵ یا ۳۶ شب چہار شنبہ تک جاری رکھا۔

ایک مرتبہ اتفاق سے مجھے نجف اشرف سے نکلنے میں تاخیر ہوگئی ہوا ابر آلودگی تھی اوربارش بھی ہورہی تھی مسجد سہلہ کے قریب ایک خندق تھی جب میں اندھیری رات میں رہزنوں اورڈاکوں سے خوف زدہ وہاں تک پہنچا تو میں نے اپنے پس پشت سے قدموں کی آہٹ محسوس کی جس نے میرے وحشت میں اوراضافہ کردیا میں نے اپنے پیچھے مڑکر دیکھا تو ایک سید عربی بادیہ نشینوں کے لباس میں نظر آیا وہ مجھ سے قریب ہوا اورمیرے نزدیک آکر فصیح زبان میں بولا یا سید سلام علیکم میں نے اپنے آپ میں خوف ووحشت کا احساس ختم ہوتے پایا اورمجھے سکون اطمینان حاصل ہوگیا لیکن مجھے اس بات پر تعجب ہوا کہ کیسے اس نے اندھیری رات میں مجھے پہچان لیا اورمیں اس سے بے خبر ہی رہا۔

بہر حال ہم دونوں گفتگو کرتے ہوئے چلتے رہے اس نے مجھ سے پوچھا آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔

میں نے جواب دیا مسجد سہلہ

اس نے پوچھا کس ارادے سے

میں نے جواب دیا حضرت بقیۃ اللہ الاعظم کی زیارت کے قصد سے تھوڑی ہی دیر بعد ہم مسجد زن بن صومان کے پاس پہنچے جو مسجد سہلہ سے قریب ایک چھوٹی مسجد ہے سید عربی نے کہا اچھا ہوتا اگر ہم اس مسجد میں نماز ادا کرتے ہم مسجد میں داخل ہوئے اورنماز ادا کی نماز کے بعد سید عربی نے دعائیں پڑھیں مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے مسجد کے در دیوار اس کے ساتھ دعائیں پڑھ رہے تھے اس کے بعد ہی میں نے اپنے آپ میں ایک عجیب انقلاب محسوس کیا جسے بیان نہیں

کر سکتا دعائیں پڑھنے کے بعد سید عربی نے مجھ سے کہا اے سید تم بھوکے ہو گیا اچھا ہوتا تم ہمارے ساتھ کھانا کھاتے اس نے اپنی عبا کے نیچے سے ایک دستر خوان نکالا جس میں تین روٹیاں اور دو یا تین تروتازہ خیار رکھے ہوئے تھے جیسے اسے ابھی ابھی باغ سے توڑا گیا ہو اگرچہ یہ سردی کا زمانہ تھا لیکن میرا دھیان اس بات کی طرف متوجہ نہیں ہوا کہ یہ تروتازہ خیار اس موسم میں کہاں سے آئے پھر میں نے سید کے حکم سے کھانا کھایا اس کے بعد سید عربی نے کہا اٹھو اور مسجد سہلہ چلیں ہم مسجد میں داخل ہوئے سید عربی ان اعمال کے بجالانے میں مصروف ہو گیا جو اس مسجد سے متعلق روایات میں وارد ہوئے ہیںمیں انکی اتباع کرتا رہا انھوں نے مغرب وعشاء کی نماز پڑھی میں نے بھی بے اختیار ان کی اقتداء کی اور اس طرف متوجہ نہیں ہوا کہ یہ کون ہے اعمال سے فارغ ہونے کے بعد سید عربی نے مجھ سے فرمایا کیا تم بھی دوسرے افراد کی طرح اعمال ادا کرنے کے بعد مسجد کوفہ جاؤ گے یا مسجد سہلہ ہی میں ٹھہرو گے میں نے کہا مسجد سہلہ ہی میں رات بسر کروں گا پھر ہم مسجد کے وسط جہاں حضرت امام صادقؑ کا مقام ہے بیٹھے میں نے سید عربی سے کہا

اگر تمہیں چائے قہوہ یا دخانیات کی حاجت ہو تو اسے فراہم کروں اس نے ایک جامع کلمہ میں جواب دیا "ھذہ الامور من فضول المعاش و نحن نجتنب عن فضول المعاش" یہ امور فضولیات میں سے ہیں اور ہم فضولیات سے پرہیز کرتے ہیں۔

یہ کلمات میرے وجود کی گہرائی میں اتر گئے اور جب بھی میں چائے پیتا ہوں یہ کلمات یاد آجاتے ہیں جس سے میرے شانے لرزنے لگتے ہیں۔

بہر کیف یہ نشست تقریبا دو گھنٹے تک جاری رہی اس دوران کچھ موضوعات پر بحث ہوئی جن میں ہم بعض موضوعات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۱۔ استخارہ کے سلسلے میں گفتگو ہوئی تو سید عربی نے کہا تسبیح سے کس طرح استخارہ کرتے ہو میں نے کہا پہلے تین مرتبہ درود اس کے بعد تین مرتبہ۔ استخیر اللہ برحمتہ خیرۃ فی عافیۃ۔پڑھتے ہیں پھر تسبیح کے دانوں کو دو دو کر کے شمار کرتے ہیں اگر آخر میں دو باقی رہے تو بد اور ایک باقی رہے تو نیک ہے سید عربی نے کہا اس استخارے کا ایک تتمہ بھی ہے جو تمہیں نہیں معلام ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ایک باقی رہے تو فوراً استخارہ کے نیک ہونے کا حکم مت دو بلکہ تھوڑی دیر ٹھہرو اور دوبارہ ترک عمل پر استخارہ کرو اگر آخر میں دو باقی رہے تو پہلا استخارہ نیک اور ایک باقی رہے تو پہلا استخارہ میانہ ہے۔

میں نے اپنے دل میں کہا علمی قواعد کے مطابق اس سے دلیل مانگنا چاہیے انھوں نے جواب دیا ہم نے بلند مقام سے تعلق اختیار کیا ہے مجھے اسی قول سے اطمینان ہو گیا اس کے باوجود میں اب تک متوجہ نہیں ہوا کہ یہ سید کون ہے۔

۲۔ دوسری گفتگو جو ہمارے درمیان اس نشست میں ہوئی وہ یہ کہ سید عربی نے نماز یومیہ کے بعد کچھ مخصوص سورے پڑھنے کی تاکید کی اور کہا نماز صبح کے بعد سورہ یاسین نماز ظہرین کے بعد سورہ عم نماز عصر کے بعد سورہ نوح نماز مغرب کے بعد سورہ واقعہ اور نماز عشاء کے بعد سورہ ملک پڑھا کرو۔

۳۔ انھوں نے نماز مغربین کی پہلی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ پہلی رکعت میں سورہ حمد کے بعد جو سورہ چاہو پڑھو لیکن دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ واقعہ پڑھا کرو۔

انھوں نے فرمایا مگرب کی دوسری رکعت ہی میں سورہ واقعہ کی تلاوت تمہارے لئے مغرب کے بعد تلاوت کرنے سے کافی ہے۔

۴۔ انھوں نے نماز یومیہ کے بعد یہ دعا پڑھنے کی تاکید کی۔"اللھم سرحنی من الھموم والغموم ووحشة الصدرووسوسة الشیطان برحمتک یاارحم الراحمین"

۵۔ نماز یومیہ میں آخری رکعت کے ذکر رکوع کے بعد اس دعا کی تاکید کی۔ "اللھم صل علیٰ محمدوآل محمدوترحم علی عجزناواغثنابحقھم"

٦۔ انھوں نے محقق حلی کی شرائع الاسلام کی تعریف کی اور کہا چند مسائل کے علاوہ اس کے تمام مسائل واقع کے مطابق ہیں۔

۷۔ انھوں نے قرآن پڑھنے کی تاکید اور کہا اس کا ثواب ان شیعوں کو بخش دو جن کا کوئی وارث نہ ہو یا وارث تو ہوں لیکن وہ اپنے مردوں کو یاد نہ کرتے ہوں۔

۸۔ نماز یومیہ میں تحت الحنک باندھنے کی تاکید کی جیسا علماء عرب انجام دیتے ہیں۔ پھر انھوں نے تحت الحنک کو گلے کے نیچے سے نکال کر اس کا سر عمامہ میں رکھا اور کہا کہ اسی طریقے سے شرع مقدس میں وارد ہوا ہے۔

۹۔ انھوں نے مجھے زیارت حضرت ابو عبداللہ الحسین علیہ السلام کی تاکید کی۔

۱۰۔ انھوں نے میرے حق میں ان الفاظ کے ذریعے دعا کی ۔"جعلک اللہ من خدمۃ الشرح "خداوندعالم تمہیں دین کے خدمت گزاروں میں قرار دے۔

۱۱۔ میں نے ان سے کہا مجھے نہیں معلوم کیا میری عاقبت بخیر ہے کیا میں رسول خداؐ کے نزدیک سرخرو ہوں۔
انھوں نے جواب دیا تمہاری عاقبت بخیر ہے اور کوششیں لائق شکریہ ہیں تم رسول خداؐ کے نزدیک سرخرو ہو۔
میں نے کہا۔ میں نہیں جانتا کیا میرے والدین اساتذہ اور صاحبان حقوق مجھ سے راضی ہیں۔

انھوں نے جواب دیا سب تم سے راضی ہیں اور تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں میں کہا آپ میرے حق میں دعا کیجئے کہ تصنیف وتالیف کے سلسلے میں موفق ہوسکوں۔

انھوں نے میرے حق میں دعا فرمائی اس کے علاوہ اور بھی دوسرے موضوعات پر گفتگو ہوئی جس کی تفصیل کی گنجائش نہیں اسی دوران میں نے ایک ضرورت سے مسجد سے خارج ہونے کا ارادہ کیا اور اس حوض کے پاس آیا جو مسجد کے اندر درمیان راہ واقع تھا میرے ذھن میں اس رات کے واقعات آئے اور اس باعظمت سید کا بھی خیال آیا ہو نہ ہو وہی میرا مقصود ہوں جیسے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا میں بے چینی کے ساتھ واپس ہوا لیکن وہاں اس جلیل القدر سید (امام زمانہ عج) کا نشان تک نہ پایا اور کوئی دوسرا شخص بھی مسجد میں نہیں تھا۔

مجھے یقین ہوگیا جس کی مجھے تلاش تھی وہ حاصل ہوگیا اور میں غفلت کا شکار ہی رہا میں اپنی غفلت پر پھوٹ پھوٹ کر رویا اور دیوانوں کی طرح صبح تک مسجد کے اطراف میں اس عاشق مجنون کے مانند پھرتا رہا جو وصال کے بعد دوبارہ ہجر میں بتلا ہوگیا۔

دوسرا واقعہ

جب میں حضرت امام حسن العسکری ؑ اور حضرت امام علی نقی ؑ کی زیارت کے لئے جارہا تھا حرم سید محمد (۲) کے راستے میں بھٹک گیا مجھ پر بھوک وپیاس شدید غلبہ طاری تھا اور تیز گرم ہوائیں بھی چل رہی تھیں میں اپنی زندگی سے مایوس ہوگیا اور غش کھا کر زمین پر گر گیا جب میری آنکھ کھلی تو اپنا سر ایک جلیل القدر شخص کی گود میں پایا اس نے شریں پانی پلایا جس کی ٹھندک اور حلاوت کا مزہ مجھے پوری عمر میں نصیب نہیں ہوا تھا پانی پلانے کے بعد اس نے دسترخوان کھولا جس میں دو یا تین روٹیاں تھی میں نے اس سے کھایا اس کے اس عرب نے کہا اے سید اس نہر میں غسل کرلو میں نے کہا اے بھائی یہاں تو کوئی نہر نہیں ہے میں پیاس سے ہلاک ہورہا تھا تو نے ہی مجھے نجات دی ہے اس جلیل القدر نے کہا یہ شیریں پانی ہے ابھی اس نے یہ کہا تھا کہ میں نے ایک صفاف وشفاف نہر دیکھی اور حیرت کی حالت میں اپنے آپ سے کہنے لگا نہر تو میرے پاس ہی تھی اور میں ہلاک ہورہا تھا۔

بہر کیف اس عرب نے پوچھا اے سید کہاں جارہے ہو

میں نے جواب دیا حرم سید محمد یہی سامنے حرم سید محمد ہے میں نے خود کو حرم سید محمد کے قبے کے سائے میں پایا جبکہ میں قادسیہ میں گم ہوا تھا اور وہاں سے حرم سید کی مسافت بہت ہے جب تک مین ان کی خدمت میں رہا انھوں نے مجھے چند باتوں کی تاکید کی ۔

۱۔ قرآن شریف کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرو۔

۲۔ جو تحریف قرآن کے قائل ہیں ان کا شدت سے انکار کرو۔ حتیٰ جس نے تحریف کی حدیثیں گڑھی ہیں اس کیلئے بددعا کی۔

۳۔ میت کی زبان کے نیچے عقیق کی انگوٹھی رکھو جس پر چہاردہ معصومین ؑ کے اسماء کندہ ہوں۔

۴۔ والدین کے ساتھ نیکی کرو خواہ زندہ ہوں یا مر گئے ہوں۔

۵۔ ائمہ معصومین ؑ ان کی اولاد کے مقبروں کی زیارت اور ان کی تعظیم کرو۔

۶۔ سادات کرام کا احترام کرو۔

اس کے بعد فرمایا اے سید اہل بیت ؑ سے اپنی نسبت کی قدر و منزلت کو پہچانو اور اس نعمت کا شکریہ ادا کرو جو تمہارے لئے بڑی سعادت اور افتخار کا باعث ہے۔

۷۔ تلاوت قرآن اور نماز شب کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا اے سید ہمیں اہل علم پر افسوس ہے جو ہماری طرف اپنی نسبت دیتے ہیں اور ان اعمال کو انجام نہیں دیتے۔

۸۔ تسبیح فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا پڑھنے کی تاکید کی۔

۹۔ نزدیک و بعید سے حضرت سید الشہداء علیہ السلام اولاد ائمہ اور علماء صالحین کی زیارت کی تاکید کی۔

۱۰۔ مسجد نبویہ میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے دیئے ہوئے خطبے کے حفظ کی تاکید کی۔

۱۱۔ حضرت علی علیہ السلام کے خطبہ شقشقیہ کے حفظ کی تاکید کی۔

۱۲۔ ثانی زہراء حضرت زینب سلام اللہ علیہا کے مجلس یزید میں دیئے ہوئے خطبہ کے یاد کرنے پر تاکید کی۔

اس علاوہ اور بھی دوسرے فوائد پر گفتگو ہوئی ابھی میرے دل میں یہ خیال بھی نہ آیا تھا کہ یہ عرب کون ہے وہ نگاہوں سے غائب ہو گئے۔

تیسرا واقعہ

اپنے سامرہ کے قیام کے دوران میں نے سردی کے موسم میں ایک رات اس مقدس سرداب میں بسر کی جہاں سے امام زمانہ (عج) غائب ہوئے تھے شب کے پچھلے پہر میں نے اچانک قدموں کی آہٹ محسوس کی جبکہ سرداب کا دروازہ بند تھا میں بے چین ہوا کہ کہیں دشمنا ن اہل بیت ؑ میں سے کوئی قتل کے ارادے سے آیا ہو میرے قریب جو شمع جل رہی تھی بجھ گئی دفعتاً ایک دلکش آواز نے میرا نام لیکر مجھے سلام کیا میں نے جواب سلام دیتے ہوئے پوچھا آپ کون ہیں ؟

انھوں نے جواب دیا آپ کے چچازاد بھائیوں میں سے ہوں

میں نے کہا سرداب کے دروازے تو بند تھے آپ یہاں تک کیسے آئے

انھوں نے جواب دیا خداوند عالم ہر شی پر قدرت رکھتا ہے

میں نے کہا آپ کہاں کے باشندے ہیں

انھوں نے جواب دیا حجاز کا رہنے والا ہوں

اس کے بعد سید حجازی نے پوچھا تم اس وقت کس مقصد کے تحت یہاں آئے ہو

میں نے جواب دیا اپنی ضروتوں کے تحت

سید حجازی نے کہا تمہاری ضرورتیں یقیناً برآئیں گے پھر انھوں نے مجھے نماز جماعت ، صلہ رحم ، اساتذہ و معلمین کے حقوق کی رعایت ، فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعے نیز نہج البلاغہ اور صحیفہ سجادیہ کی دعاؤں کے یاد کرنے کی تاکید کی۔

میں نے ان سے درخواست کی کہ بارگاہ ایزدی میں آپ میرے لئے دعا فرمادیں انھوں نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور ان الفاظ کے ذریعہ میرے حق میں دعا فرمائی۔"الھی بحق النبی وآلہ وفق ھذاالسیدلخدمۃ الشرع واذقہ حلاوۃ مناجاتک واجعل حبہ فی قلوب الناس واحفظہ من شروکیدالشیاطین سیماالحسد" بارالہی محمد آل محمد کے صدقے میں اس سید کو خدمت شرع متین کی توفیق دے اپنی مناجات کی شیرینی کا ذائقہ اسے چکھادے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت جاگزین کردے اور شیاطین کے مکروفریب خصوصاً حسد سے اس کی حفاظت فرما۔

یہاں تک کہ اس سید حجازی سے باتیں ہونے لگیں گفتگو کے دوران سید حجازی نے مجھ سے فرمایا میرے پاس تربت

سید الشہداء کی خالص خاک ہے جس میں کسی خاک کی آمیزش نہیں ہے انھوں نے چند مثقال خاک شفاء مجھے عنایت کی جو میرے پاس ہمیشہ تھی جس طرح پہلے مجھے عقیق کی انگوٹھی بھی دے چکے تھے اوروہ بھی میرے ساتھ تھی میں نے اس خاک شفاء کے عظیم اور حیرت انگیز آثار کا مشاہدہ کیا اوروہ سید حجازی میری نظروں سے غائب ہوگئے۔

قابل ذکر ہے استاد علام نے یہ تینوں واقعات فارسی زبان میں دو رسالوں میں تحریر کر کے اسے استاد حسین عماد زادہ کے پاس بھیج دیا تاکہ وہ اسے اپنی کتاب المنتقم الحقیقی کے ساتھ شائع کردیں جس میں غاصبین حقوق آل محمدؐ کے حقیقی منتقم حضرت صاحب امر(عج)کے بارے میں بحث کی گئی ہے۔

استاد علام نے بیان ہے کہ سید جلیل صاحبان علم میں سے ہیں اور خانوادہ رسالت کے ایک فرد ہیں۔جن کے زہد وورع صدق بیانی اور راست گفتاری پر قطع ویقین حاصل ہے جب میں نجف اشرف میں دینی علوم کی تحصیل اور فقہ اہل بیتؑ کی تعلیم میں منہمک تھا سید جلیل نے یہ تینوں واقعات ابتداء سے انتہا تک نقل کیا۔میں (مولف) نے یہ تینوں واقعات خود استاد علام سے دریافت کئے تاکہ مجھے ان کے صاحب تشرف ہونے کا یقین ہوجائے۔

آپ کے عروج ملکوتی سے چند مہینہ پہلے اصفہان کے ایک عالم فاضل نے مجھے اپ کے صاحب تشرف ہونے کی خبر دی لہذا جب آپ حرم معصومہ سلام اللہ علیہا کے صحن اقدس میں جانماز پر تشریف فرما تھے میں آپ کے پاس مزید تاکید اور یقین کامل کیلئے آیا اور آپ سے ان تینوں واقعات میں صاحب تشرف ہونے کے بارے میں سوال کیا جسے منتقم حقیقی نامی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔

استاد علام نے فرمایا یہ واقعات نوجوانوں سے بیان نہ کرنا وہ اس کا تحمل نہیں کرسکتے۔میں نے کہا۔اے میرے سید وسردار میں اسے اپنے خاص بھائیوں اور شاگردوں سے بیان کروں گا آپ خاموش رہے جس سے میں نے کشف کیا کہ آپ کی خاموشی رضایت کی آئینہ بردار ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہوا کہ استاد علام نے اپنے بعض خاص افراد سے فرمایا تھا یہ واقعات میری موت کے بعد ہی بیان کئے جائیں۔

ان واقعات کا اسناد سید جلیل کی طرف دیا گیا ہے کیونکہ کتاب منتقم حقیقی سنہ ۱۳۷۴ ہجری میں شائع ہوئی تھی اور آج سنہ ۱۴۱۱ ہجری ہے اس حساب سے یہ واقعات ۳۷ سال پہلے تحریر کئے گئے ہیں اس وقت استاد علام ۵۹ سال کے تھے۔اور یہی آپ کی زعامت و مرجعیت نیز آپ کے دشمنوں اور حاسدوں کی ارتقاء کا ابتدائی زمانہ تھا اور دشمنوں کے خوف سے آپ پر ان واقعات کا اپنی طرف نسبت دیتے ہوئے بیان کرنا بہت دشوار اور سخت تھا۔

اس کے علاوہ اوربھی دوسرے قرائن ہیں جوآپ کے صاحب تشرف ہونے پر صراحتاً دلالت کرتے ہیں جیسے کہ آپ نے اپنی وصیت میں فرمایاہے میرے سینے پر ضریح حسین کی خاک رکھی جائے جس سے میرا کفن محفوظ رہے اورمیں مصروف عزارہاہوں۔اسی طرح میرے دہن میں دو عقیق کی انگشتری رکھی جائے ایک پر اصحاب کساء کے مقدس اسماء اوردوسرے پرچہاردہ معصومین ؑ کے مبارک نام کندہ ہوں ۔آپ کو حضرت بقیۃ اللہ الا عظم نے ایک انگشتری اورخالص خاک شفاعنایت فرمائی تھی جس کاذکرپہلے ہوچکاہے۔

اسی طرح اپنی پہلے وصیت میں فرماتے ہیں ۔ میں اسے تہذیب نفس اورمجاہدات شرعیہ کی وصیت کرتاہوں کیونکہ جوکچھ بھی مجھے حاصل ہواہے اسی کے ذریعہ حاصل ہواہے اوررب کریم نے مجھے وہ کچھ عطاکیاہے جسے کان سننے سے عاجز اورزمانے کی آنکھیں دیکھنے سے قاصرہیں پرودگارکی اس عظیم عطااوربے پایاں فضل پراس کاشکرگزارہوں۔

اے میرے فرزندمیں نے اس کے بعض اسرار ورموزاپنی مخصوص کتاب سلوۃ الحزین میں بیان کردئیے ہیں ۔

ہم اللہ سے دست بہ دعاہیں کہ وہ استادعلام کی اولاد شاگردوں کوآپ عظیم مولفات اورخاص طورسے اس کتاب کے نشرکی توفیق دے جس کاذکرآپ نے اپنی وصیت میں کیاہے۔

---

(۱) ۔ یہ واقعہ استادعلام نے مجھ سے بیان فرمایاہے اوراس سے پہلے میرے والدبھی کچھ اضافہ کے ساتھ بیان فرماچکے تھے کہ وہ حرم معصومہ سلام اللہ علیہا انکا شکرادا کرنے اوران سے معذرت طلب کرنے کیلئے داخل ہوئے تورواق سے باہرنکلنے کے بعدایک شخص سامنے آیاجس نے انکی دست بوسی کی اوران کےپاؤں کے نیچے نقودسے بھراہواایک ظرف رکھتے ہوئے بیان فرمایاکہ یہ آپ کامخصوص ہدیہ ہے یہ کہہ کروہ شخص چلاگیاپھرآپ کی زوجہ آئی آپ نے اس سے فرمایااپنی بیٹی کے جہیزکیلئے مطلوبہ چیزیں خریدلواورتمام نقودکواپنی جیب میں بغیرشمارکئے ہوئے رکھ لیاپھرمطلوبہ چیزوں کی خریداری کی گئی اورانھوں نے والدعلام سے فرمایاہم نے مطلوبہ چیزیں خریدلی ہیں اس کے بعداپنی جیب سے ظرف کونکالاتواس میں کچھ بھی نہیں تھاایساہی مجھ سے نقل کیاہے۔

(۲). امام حسن العسکری کے بھائی

محبت حضرت امام حسین علیہ السلام

استادعلام اپنے ہم عصر مراجع کرام اور فقہائے عظام کے درمیان کچھ خصوصیات میں ممتاز اور مشہور تھے خداوندعالم ان کی قدرومنزلت اورشاسن وشوکت میں مزید اضافہ فرمائے،چندامتیازی خصوصیات۔۔۔۔

۱۔ علمی آثار اور مخطوطہ کتابوں کی حفظ ونگہداشت میں آپ کو بے پایاں محبت تھی اوریہ محبت ایک عظیم کتب خانہ کی شکل میں ظاہر ہوئی جواس وقت حوزہ علمیہ قم کاسب سے بڑاکتب خانہ ہے۔

۲۔ مختلف علوم وفنون کی تحصیل کاآپ کو بے حدشوق تھا جس کی بناء پر مختلف علوم وفنون میں سیکڑوں کتابیں اورہزاروں صفحات تحریر کئۓ۔

۳۔ مسانید واساتید کی حفاظتر میں آپ کو عشق کی حدتک شوش تھا جس کے نتیجے میں علماء امامیہ ،زیدیہ ،اسماعیلیہ ،اورعامہ کے تقریباً دوسو اجازہ روایت محفوظ تھے۔

۴۔ اہل بیت عصمت وطہارت سے آپ کوانتہائی محبت اورکمال کی حدتک عشق تھا آپ کا کوئی ایسا مکتوب ومرقوم نہیں ہےجسے اہل بیت علیہم اا السلام کے ذکرپر ختم نہ کیاہوا۔

آپ اہل بیت اطہار علیہم السلام کے سچے شیدائی تھے خصوصاً سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہم السلام واقعہ عاشوراکے ذکر اورعزاداران پردل وجان سے قربان تھی انھوں نے ایک دن مجھ سے فرمایا۔عالم شباب میں ہم طلبہ کی جماعت جن میں روح اللہ الموسوی الخمینی رضوان اللہ علیہ بھی شامل تھے محرم کی راتوں میں سحر تک سیدالشہداء علیہ السلام کی مظلومیت پر آنسوبہاتی رخساروں پر طمانچے مارتی اورگریہ وزاری کرتی تھی۔

آپ نے نصیحت آمیز انداز میں فرمایا اگر خداوند کریم تمہیں علمی اور عملی زندگی میں توفیق عنایت کرے تو یہ تین چیزیں اپنا شعار بنالو۔

۱۔ ہمیشہ باطہارت رہو۔

۲۔ کسی بھی جنازے کودیکھو اس کی مشایعت کرو خواہ چندہی قدم کیوں نہ ہو۔

۳۔ عزائے حسینؑ میں کسی بھی عنوان سے شرکت کرو۔

مجھے یاد ہے استاد علام اپنی زندگی کے آخری ایام میں عاشورہ لے دن غروب آفتاب کے وقت صحن حضرت معصومہ قم سلام اللہ علیہا میں نماز جماعت کیلئے تشریف لائے اس وقت حسینی دستے اور انجمنیں ماتم میں مشغول تھیں لوگ رخساروں پر طمانچے مار رہے تھے سر و سینہ پیٹ رہے تھے زنجیروں کا ماتم ہو رہا تھا نوحہ وبکا کی صدائیں بلند تھیں جب مکبر نے نماز جماعت کی مقدار بھر توقف کی درخواست کی میں ان کے پاس ہی تھا جیسے ہی استاد علام نے یہ جملہ سنا ان چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا اور مکبر سے ڈانتے ہوئے کہا (ساکت باش اگر این عزاداری نبود نماز جماعت نبود) خاموش ہو جاؤ اگر یہ عزاداری نہ ہوتی تو نماز جماعت نہ ہوتی انہیں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی مظلومی پر گریہ وزاری اور نوحہ وبکا کرنے دو اگر یہ عزاداری اور ماتمی انجمنیں نہ ہوتیں تو ہمارے دشمن واقعہ خونین کربلا نیز یزید اور اس کے ساتھیوں کے ظلم سے انکار کر دیتے جس طرح بعض لوگوں نے غدیر کے واقعہ کا انکار کر دیا ہے۔

ہاں واقعہ سید الشہداء کا اعتقاد رکھنے اور اس کا تذکرہ کرنے سے انسان باوقار ہوتا ہے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں جب آپ آپریشن کیلئے ہاسپٹل جانے لگے تو اپنے گھر سے ملے ہوئے امامباڑے میں خدا سے شفا حاصل کرنے کیلئے آپریشن کی جگہ کو منبر حسین علیہ السلام سے تبرکاً وتیمناً مس کیا۔

استاد علام نے اپنی وفات سے چند مہینہ قبل مجھ سے فرمایا تھا میں نے اپنی اولاد کو وصیتیں کی ہیں تم انھیں میری شب وفات یاد دلا دینا کہ میرے امابسڑئے میں منبر سے قریب رکھیں میرے عمامے کا ایک سرا منبر اور دوسرا میرے جنازے سے باندھ دیں۔

آپ کے انتقال کے بعد میں نے یہ وصیتیں آپ کی اولاد کو یاد دلائیں اور انھوں نے اس پر عمل کیا خدا انھیں اس کا بہترین صلہ دے۔

استاد استاد علام مادی اور معنوی اعتبار سے ماتمی انجمنیں اور حسینی دستوں کی مدد بھی کیا کرتے تھے۔

اور یہ عمل اس عقیدے کے ساتھ بجالاتے تھے کہ ہمارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ محرم وصفر کی بدولت ہے۔

اگر سلسلہ گفتگو کے طویل اور کتاب کی ضخامت کا خوف نہ ہوتا تو میں اس عظیم المرتبت سید کی زندگی کے ایسے واقعات تحریر کرتا جس سے شعور واحساسات دنگ رہ رہ جاتے لیکن اتنے ہی پر اکتفا کرتا ہوں جسے آپ نے اپنی پہلی وصیت میں حضرت امام حسین سے متعلق ذکر فرمایا ہے اس سلسلہ میں ہر صاحب عقل وخرد پر غور وفکر لازم ہے تا کہ جوہر معانی آشکار ہوں اور حقیقت مقصود تک رسائی ہو سکے۔

استادعلام نے فرمایاہے میں اسے اپنے اس حسینیہ میں جسے میں نے قم میں تاسیس کیاہے شعائرالہیٰ کے قائم کرنے میں جدوجہدکی وصیت کرتاہوں۔

میں اسے وصیت کرتاہوں کہ میرے ساتھ وہ تھیلی جس میں میں نے ائمہ اطہاران کے اولاداصحاب اور عظیم علماء کے قبروں کی خاک تبرک وتیمن کیلئے اکٹھا کی ہے دفن کی جائے۔

میں اسے وصیت کرتاہوں کہ میراسیاہ لباس جسے میں حزن وغم کے عالم میں محرم وصفرکے مہینے میں پہنتاتھامیرے ساتھ دفن کیاجائے۔

میں اسے وصیت کرتاہوں کہ میرے کفن میں میرے سینے پروہ رومال رکھاجائے جس میں میں نے سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پربہنے والے آنسوؤں کوجذب کیاہے۔

میں اسے وصیت کرتاہوں کہ میری جانب سے حج اورزیارت قبررسولؐ کیلئے ایک صالح آدمی کونائب بناکر بھیجاجائے مجھے ان دونوں سے بے پناہ عشق ہے اورمیں تہی دست ہوں اسی طرح یہ بھی وصیت کرتاہوں کہ میری جانب سے کسی نیک بندے کوعراق کے مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے روانہ کیاجائے کیونکہ میرے پاس فقہ واصول وحدیث کی چندجلدوں کے علاوہ اتناسرمایہ نہیں ہے جوان نیابتوں پرصرف ہوسکے۔میں اپنی اولاد سے توقع رکھتاہوں کہ اس سلسلے میں خرچ کرنے سے کوتاہی نہیں کریں گے۔

میراپرورگارجانتاہے میرے پاس نہ ایک بالشت زمین ہے اورنہ کچھ روپیہ پیسہ میں وصیت کرتاہوں کہ میرے جنازے کوحضرت معصومہ سلام اللہ علیہا قم کی قبرکے سامنے رکھاجائے اورسیدالشہداء حسین مظلوم کی اہل بیت سے رخصت آخرکامصائب پڑھاجائے اوراسی طرح میرے جنازے کومیرے تعمیرکردہ امامباڑے میں رکھاجائے وہاں بھی یہی مصائب پڑھاجائے اوراسی طرح جب مجھے میری قبرمیں اتاراجائے جومیں نے کتب خانہ کے دروازے پراپنے لئے معین کی ہے وہاں بھی اسی مصیبت کاتذکرہ کیاجائے۔

میں اسے اوراپنے تمام فرزندکو وصیت کرتاہوں کہ ہرشب جمعہ میری قبرکے گرد جمع ہوں قرآن پڑھیں اور مصیبت سیدالشہداءپرگریہ وزاری کریں۔

استادعلام نے اپنی وصیت کے آخرمیں فرمایاہے۔

بارالہامیں تجھ سے ان گناہوں کے سلسلے میں عفوومغفرت کاخواستگاہ ہوں جومجھسے اورمیری اولادنیزمیرے باایمان

دوستوں سے سرزد ہوئے ہیں ہمارا نامہ اعمال ہمارے داہنے ہاتھوں میں اور خلد ہمارے بائیں ہاتھوں میں عطا کرنا اور ہمیں محمد و آل محمد کی محبت و مودت کے ساتھ دنیا سے اٹھانا ۔ بارالہا ہم تجھ سے اہل بیتؑ کے دشمن اور ان کے حقوق غصب کرنے والوں، ان کی فضائل و مناقب کا انکار کرنے والوں اور انہیں خدا کے عطا کردہ مراتب میں شک کرنے والوں سے برائت و بیزاری کے خواہاں ہیں۔

بارالہا! ہمیں ان کی حیات کے صدقے میں حیات اور ان کی موت کے صدقے میں موت عطا کرنا تو جانتا ہے ہم نے ان کی محبت و مودت میں اپنے کو فنا کردیا ہے ہمیں ان کا صلہ عطا کرنا جو اہل بیتؑ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے ہمیں ان سے دفاع کرنے والوں کی فہرست میں شمار کرنا اور ہمیں ان لوگوں میں قرار دینا جو ان سے ہدایت لیتے ہیں اور انکے نقش قدم پر ثابت قدم ہیں ہمیں ان کی محبت سے تمسک کرنے والوں میں قرار دینا۔

آمین ثم آمین

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

عبد فقیر خادم علوم اہل بیت ابو المعانی شہاب الدین حسینی مرعشی نجفی عفی عنہ نے اسے تحریر کیا ہے۔

استاد علام کی وصیتیں

"﴿ ولقد وصینا الذین اوتوالکتاب من قبلکم وایاکم ان اتقواللہ ﴾"(النساء/۱۳۱)

اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب عطا کی گئی ان کو اور تم کو بھی اس کی ہم نے وصیت کی تھی کہ خدا کی نافرمانی سے ڈرتے رہو۔

"﴿ وماوصینابہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیمواالدین ﴾"(الشوری/۱۳)

ہم نے موسیٰ ابراہیم اور عیسیٰ کو دین کے قائم کرنے کی وصیت کی۔

﴿ وَ وَصَّى بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَ يَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى لَكُمُ الدِّينَ فَلاَ تَمُوتُنَّ إِلاَّ وَ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَکَ وَ إِلٰهَ آبَائِکَ إِبْرَاهِيمَ وَ إِسْمَاعِيلَ وَ إِسْحَاقَ إِلٰهاً وَاحِداً وَ نَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴾۔(البقرہ/۱۳۲) اور ایسی ہی ابراہیم نے اپنی اولاد کو وصیت کی اور یعقوب نے

بھی کہ اے فرزند خدا نے تمہارے لئے واسطے دین کو پسند کیا ہے لہذا تم ہر گزنہ مرنا مگر مسلمان ہی، اے یہود کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کے سر موت آکھڑی ہوئی اس وقت انھوں نے اپنے بیٹوں سے کہا میرے بعد کس کی عبادت کروگے تو کہنے لگے ہم آپ کے معبود آپ کے باپ دادؤں ابراہیم و اسماعیل و اسحاق کے معبود یکتا خدا کی عبادت کریں گے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وآله :من لم يحسن الوصية عندموته كان نقصافى عقله ومروته"

رسول خداؐ نے فرمایا ہے۔جو شخص اپنی موت کے وقت وصیت نہ کرے اس کی عقل اور مروت میں نقص ہے۔

قال الصادق عليه السلام "الوصية حق علىٰ كل مسلم"امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہے وصیت ہر مسلمان کا حق ہے۔

وقال عليه السلام : ان اقلت فى عمر ک يومين فاجعل احدهما لآخر تک تستعين به به علىٰ يوم موتک ،فقيل : وماتلک الاستعانة؟ قال : ليحسن تدبير مايخلف ويحكمه به"[۱]

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے اگر تمہاری عمر میں دو دن بھی باقی رہ گئے ہوں تو ایک کو آخرت کیلئے مخصوص کردو جس سے تم اپنی موت پر استعانت طلب کرو پوچھا گیا استعانت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اپنے اخلاف سے وصیت بہترین کرو۔

وصیت انسان کی زندگی اوراس کی موت کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے اور یہ اللہ کے بندوں پر اس کی ایک سنت رہی ہے لہذا ہر ایک کیلئے ضروری ہے کہ جو کچھ اسکے پاس ہے اس سلسلہ میں اپنے بعد کیلئے وصیت کرے۔

وصیت کرنے والوں کی وصیتیں شخصیت کے اعتبار سے مختلف ہوا کرتی ہیں پروردگار عالم اپنے بندوں کو زہد و تقویٰ اور اقامہ دین کی وصیت کرتا ہے انبیاء اسلام اپنانے اور اللہ کی بندگی کی وصیت کرتا ہے حضرت محمدؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے چار سو وصیتیں فرمائی ہیں، اوصیاء ایک دوسرے کو وصیت کرتے ہیں اور علماء بھی جو انبیاء کے وارث اور اوصیاء کے راہ پر چلنے والے ہیں اپنے بیٹوں اور تمام لوگوں کو عمومی اور خصوصی وصیتیں کرتے ہیں جن میں سب سے پہلے تقویٰ، دین اور خدا کی عبادت کی وصیت ہے، جیسا کہ ہمارے بزرگ علماء سید ابن طاؤس نے اپنے فرزند محمد اور علامہ حلی نے اپنے فرزند فخر المحققین کو وصیت کی ہے۔

انھیں بزرگ علماء میں استاد علام بھی تھے جنھوں نے اس راستے کو طے کیا اور ایسی گران بہا وصیتیں فرمائیں جسے نور کے قلم سے
لکھنے کی ضرورت ہے آپ نے ان وصیتوں کو تین رسالہ میں تحریر کیا ہے جن میں سے انتخاب کرکے چند وصیتیں ہم قارئین کیلئے تحریر کرتے ہیں اور ان پر دقت نظر، غور و فکر نیز بحسب امکان عمل کرنے کی گزارش کرتے ہیں۔

"والله مستعان وعليه التكلان"خدا بہترین مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

پہلی وصیت

"ماخوذ از:الطریق والمحجه لثمرة المهجة"

۱۔ میں اسے دین اسلام کی ترویج اور مذہب حق کے دفاع کی وصیت کرتا ہوں دین آج بھی بے یار وغربت زدہ ہے اور بلند آواز سے پکار رہا ہے۔"هل من ناصرینصرنی هل من ذاب یذب عنی"چند افراد کے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے جو اس کی آواز پر لبیک کہے اور اس کی فریاد رسی کو پہنچے خداوند عالم ان کی کوششوں کو قبول کرے اور انھیں بہترین جزا دے

۲۔ میں اسے کتاب خدا میں تدبر اس سے پند و نصیحت حاصل کرنے اہل قبور کی زیارت اور ان کے سلسلے میں یہ غور و فکر کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ کل کس حال میں تھے اور آج کس حال میں ہیں وہ کل کیسے تھے اور آج ان کی کیا صورت ہو گئی ہے وہ کل کہاں تھے اور آج کس مقام پر ہیں۔

۳۔میں اسے لوگوں سے کم سے کم معاشرت رکھنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ اس زمانے میں لوگوں میں زیادہ اٹھنا بیٹھنا خطرناک ہے کم ہی ایسا دیکھا گیا کہ لوگ آپس میں مل جل کر بیٹھے ہوں اور مومنین کے حق میں بہتان ، غیبت ،برائی اور ان کے حقوق واخوت کے سلسلے میں زبان نہ کھولتے ہوں۔

۴۔ میں اسے اعزاء واقرباء کے ساتھ صلئہ رحم کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ یہ عمر اور رزق میں توفیق و کرامت کا سب سے قوی سبب ہے۔

۵۔ میں اسے تالیف وتصنیف اور اصحاب امامیہ خاص طور سے گذشتہ علماء کی کتابوں کے نشر واشاعت کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ اس منحوس اور مردہ صفت زمانے میں ترویج مذہب کا یہ سب سے قوی سبب ہے۔

٦۔ میں اسے شاہراہ زہد وورع پر چلنے اور حزم واحتیاط کی وصیت کرتا ہوں ۔

۷۔ میں اسے زیارت جامعہ کے ہمیشہ پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں خواہ ہفتہ میں ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو۔

۸۔ میں اسے خدا کے بندوں خاص طور سے اہل علم کی غیبت سے پرہیز کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ انکی غیبت

زہر آلود مردے کھانے کے برابر ہے۔

۱۰۔ میں اسے نماز صبح کے بعد سورہ یاسین نماز ظہرین کے بعد سورہ عم نماز عصر کے بعد سورہ نوح نماز مغرب کے بعد سورہ واقعہ اور نماز عشاء کے بعد سورہ ملک پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں اور ان کی مداومت پر تاکید بھی کرتا ہوں میں یہ روش اپنے مشائخ سے حاصل کی ہے اور بارہا اسے آزمایا بھی ہے۔

۱۱۔ میں اسے نماز یومیہ کے بعد ہر قنوت میں اس دعا شریف کے مستقل پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔

"اللهم انی اسئلک بحق فاطمة وابیهاوبعلهاوبنیهاوالسرالمستودع فیها[۲]"ان تصلی علی محمدوآل محمدوان تفعل بی ماانت اهله ولاتفعل بی ماانااهله"

۱۲۔ میں اسے ہر رکوع خاص طور سے آخری رکوع کے بعد اس دعا کے پڑھنے پر تاکیداً وصیت کرتا ہوں۔

"اللهم صلی علی محمدوآل محمدوترحم علی عجزناواغثنا بحقهم یاارحم الراحمین"[۳]

۱۳۔ میں اسے تسبیحات حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے ہمیشہ پڑھنے کی وصیت کرتا ہوں۔

۱۴۔ میں اسے حضرت فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا کے اس خطبہ میں غور و خوض کی وصیت کرتا ہوں جسے انھوں نے مسجد نبی میں ارشاد فرمایا تھا جس کی بلاغت اور فصاحت سے فصحاء گنگ ،بلغاء عاجز اور علماء مبہوت ہوگئے علماء سلف میں ابن طیفور بغدادی نے اپنی کتاب بلاغۃ النساء میں اس خطبہ کی روایت کی ہے۔

۱۵۔ میں اسے خطبۂ شقشقیہ میں غور و فکر کی وصیت کرتا ہوں جسے حضرت علی علیہ السلام نے مسجد میں ارشاد فرمایا تھا سنی شیعہ بہت سے علماء نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۶۔ میں اسے نماز شب اور سحر کے وقت استغفار کرنے کی تاکیداً وصیت کرتا ہوں۔

۱۷۔ میں اسے صلۂ رحم کی وصیت کرتا ہوں خاص طور سے ان کے بھائی اور بہنوں کے سلسلے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ نیکی کا سلوک کرے اس لئے کہ میں نے اپنے بعد کیلئے دنیا کے ٹھیکروں (مال و دولت کی طرف اشارہ ہے) کی شکل میں کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے مجھے جو کچھ بھی حاصل ہوا اسے حتیٰ وہ رقم جو خاص طور سے مجھے دی جاتی تھی ۔ محتاجوں اور اہل علم پر صرف کردیا ہے عنقریب میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں لیکن اپنے ورثہ کیلئے دنیا کے مال و اسباب اور زر و جواہرات میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے انھیں اپنے رب کے حوالے کردیا ہے ان کیلئے بہترین یادیں اور اچھی باتیں چھوڑی ہیں اور اگر میں اپنی اولاد کیلئے مال و اسباب سمیٹنے کی کوشش کرتا لوگ میرے اوپر اس قدر اعتبار کرتے ہیں میں اپنے وارثوں کیلئے لاکھوں اور کروڑں کی جائداد و اسباب چھوڑ سکتا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۸۔ میں اسے قرآن کریم اوراحادیث شریف کے پڑھنے پڑھانے کی وصیت کرتا ہوں بے شک یہ چیزیں دل کے امراض کیلئے شفاء اورباطن کومنور کرنے والی ہیں۔
۱۹۔ میں اسے خداوند عالم سے توسل اوراذکار وادعیہ کی مداومت کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ خداوندعالم بلاوجہ وقت گنوانے والے جوان سے غضبناک ہوتا ہے۔
۲۰۔ میں اسے فضول وقت صرف کرنے اوراپنی عمرعزیز کے بے معنی کاموں میں گنوانے سے پرہیزکی وصیت کرتا ہوں ۔
۲۱۔ میں اسے نصف شب اور صبح وشام استغفارکی وصیت کرتا ہوں۔
۲۲۔ میں اسے اپنے تربیت کردہ متقی اورپرہیزگارشاگردوں کے حق میں حسن سلوک کی وصیت کرتا ہوں جس نے میرے ساتھ بھلائی کی اس نے میری مددکی۔
۲۳۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ مجھے ائمہ کرام ان کے فرزندان کے مزارات اورحج وعمرہ کے مناسک میں دعائے خیر سے فراموش نہ کرے۔
۲۴۔ میں اسے اپنے امام باڑے میں جسے قم میں تاسیس کیا ہے شعائرالہی کے قائم کرنے میں جدواجتہادکی وصیت کرتا ہوں
۔
۲۵۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ تھیلی جس میں نے ائمہ طاہرین انکی اولاد اصحاب اور عظیم علماء کے قبروں کی خاک اکٹھاکی ہے دفن کی جائے۔
میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میراسیاہ لباس جسے میں حزن وغم کے عالم میں محرم وصفرکے مہینے میں پہنتا تھا میرے ساتھ دفن کیاجائے۔
۲۶۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ وہ جانماز جس پر میں نے سترسال نمازشب اداکی ہے میرے ساتھ دفن کی جائے۔
۲۷۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے ساتھ وہ تسبیح جس کے دانوں پر میں نے مغفرت طلب کی ہے دفن کیاجائے۔
۲۸۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میرے کفن میں میرے سینے پر وہ رومال رکھاجائے جس میں میں نے سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر بہنے والے آنسوؤں کو جذب کیا ہے۔
۲۹۔ میں اسے وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے حج اورزیارت قبر رسولؐ کیلئے ایک صالح آدمی کونائب بناکر بھیجاجائے مجھے ان دونوں سے بے پناہ عشق ہے اورمیں تہی دست ہوں اسی طرح یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جانب سے کسی

نیک بندے کوعراق کے مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے روانہ کیاجائے کیونکہ میرے پاس فقہ واصول وحدیث کی چندجلدوں کے علاوہ اتناسرمایہ نہیں ہے جوان نیابتوں پرصرف ہوسکے ۔میں اپنی اولاد سے توقع رکھتاہوں کہ اس سلسلے میں خرچ کرنے سے کوتاہی نہیں کریں گے۔میراپروردگارجانتاہے میرے پاس نہ ایک بالشت زمین ہے اورنہ کچھ روپیہ پیسہ

۳۰۔ میں اسے ہمیشہ باطہارت رہنے کی وصیت کرتاہوں کیونکہ اس سے دل روشن ہوتاہے اوررنج والم دورہوتاہے۔

۳۱۔ میں اسے وصیت کرتاہوں کہ میرے جنازے کی تشییع میں ایسے شخص کومعین کیاجائے جوبلندآوازسے یہ پکارے جس کی کسی کاکوئی حق مجھ پر رہ گیاہے اسے معاف کردے ۔

۳۲۔ میں اسے حسن اخلاق تواضع وفروتنی کی وصیت کرتاہوں اوریہ تاکید کرتاہوں کہ مومنین کے ساتھ کبرونخوت سے پرہیز کرے۔

۳۳۔میں اسے ہرہفتہ محاسبہ نفس کی وصیت کرتاہوں اگرکوئی لغزش نظرآئے توبارگاہ ایزدی میں توبہ کے ذریعہ اس کاتدارک کرلے اوراگراس کے اعمال میں نیکی ظاہرہوتواس نعمت پرخداوندقدیر کاشکراداکرے اوراس سے مزیدتوفیق کاخواہاں ہو۔

۳۴۔میں اسے مسنونات ومستحبات کی بجاآوری اورحتیٰ الامکان مکروہات کوترک کرنے کی وصیت کرتاہوں۔

۳۵۔ میں اسے وصیت کرتاہوں کہ قرآن مجیدکی تلاوت کرے اوراس کاثواب ایسے شیعیان آل رسول کی ارواح کوھدیہ کرے جب کاکوئی وارث اورجن کے حق کاکوئی یادکرنے والانہیں ۔

اس عمل خیرکومیں نے بارہاآزماہے اوراس کے ذریعہ خداوندعالم نے مجھے توفیق بھی عنایت کی ہے۔

۳۶۔ میں اسے وصیت کرتاہوں کہ اپنے مستحب اعمال کاایک ثلث اپنے والدگرامی ایک ثلث اپنی والدہ ماجدہ اورایک ثلث صاحبان حقوق کیلئے قراردے اس لئے کہ ان کی روحیں اس ھدیہ کے ذریعہ خوش ہوتی ہیں اوراس کیلئے دعاکرتی ہیں کہ خدااسے دنیاوآخرت میں بہترین رزق عنایت کرے۔

۳۷۔میں اسے تہذیب نفس اورمجاہدات شرعیہ کی وصیت کرتاہوں کیونکہ جوکچھ میں نے حاصل کیاہے اسی کے ذریعہ حاصل کیاہے رب کریم نے مجھے اس کے ذریعہ وہ کچھ عطاکیاہے جسے کان سننے سے عاجزاورزمانے کی نگاہیں دیکھنے سے قاصر ہیں پروردگارکی اس عظیم عطااوربے پایان فضل پراس کاشکرگزارہوں ۔

اے میرے فرزندمیں نے اس کے بعض اسرار اپنی کتاب سلوة الحزین میں بیان کیے ہیں جسے مونس الکئیب المضطہد،روض الریاحین اورنسمات الصباکے نام سے بھی جاناجاتاہے۔

۳۸۔میں اسے محرمات سے دور شکوک وشبہات سے اجتناب اورحزم واحتیاط پر عمل کی وصیت کرتاہوں میں نے اپنے تلامذہ، برادران دینی اوراہل بیت اطہار علیہم السلام سے محبت رکھنے والے تمام علماء وافاضل کواجازت دی ہے کہ وہ ان تمام باتوں کی میری طرف سے روایت کریں جیسے میں نے اہل بیت اطہارؑ سے ان طرق واسانید کے ذریعہ روایت کی ہے جسے اپنے رسالہ الطرق المجۃ لثمرۃ المہجہ میں درج کردیا ہے ۔اب میرے چل چلاؤ کا وقت قریب آچکا ہے ۔
اس وصیت نامے کو عبد حقیر خادم علوم اہل بیتؑ ابوالمعالی شہاب الدین الحسینی المرعشی عفی اللہ نے صبح پنجشنبہ ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ کو حرم ائمہ اطہار آشیانۂ آل محمد مشہد کریمہ اہل بیتؑ حضرت معصومہ سلام اللہ علیہا شہر مقدس قم میں تحریر کیا ہے۔

دوسری وصیت ۔

"ماخوذ از:الطریق والاسانیدالیٰ مرویات اهل بیت علیهم السلام"

۳۹۔ میں اسے اوراپنے خطاکار نفس کو ظاہر وباطن میں تقویٰ الٰہی اوراس پشت دنیا کی زیب وزینت سے پرہیز کی وصیت کرتاہوں ۔
۴۰۔ میں اسے وصیت کرتاہوں کہ وہ اہل قبور کی زیارت کرے اوران سے اس بات کی عبرت حاصل کرے کہ وہ کل کیسے تھے اورآج کیسے ہوگئے ہیں وہ کہاں تھے اورکہاں آگئے کل وہ کس کیفیت میں تھے اورآج کس کیفیت میں ہیں ان کے مال ومنال تقسیم ہوچکے ان کی بیویوں کی ترویج ہوچکی ان کے گھر آباد ہوگئے اورآج فقط ان کے اعمال وافعال ہی باقی رہ گئے ہیں۔
۴۱۔ میں اسے وصیت کرتاہوں کہ قرآن کریم کی تلاوت اوراحادیث کے مطالعے کوترک نہ کرے اوران میں غوروفکر کرے اوران کے انوار سے کسب نور کرے۔
۴۲۔ میں اسے وصیت کرتاہوں کہ وہ لوگوں کے ساتھ کم سے کم معاشرت رکھے اس لئے کہ تمہیں کم ہی ایسی مجلسیں نظر آئیں گی جن میں اللہ کے بندوں کی برائی اورغیبت نہ ہوتی ہو انکی اہانت اوران کے حق پر تہمت نہ لگائی جاتی ہو خاص طور سے جس کی غیبت کی جائے اگروہ علماء میں سے ہوتواس کی غیبت زہر آلود مردے کھانے کے برابر ہے۔

۴۳۔ وہ صاحبان حقوق کو علم وادب اورمال واولاد کے لحاظ سے بہترین دعاؤں میں فراموش نہ کرے۔

۴۴۔وہ ترویج دین اوراحیاء مذہب میں اپنی کوششوں میں کوئی کمی نہ کرے دین آج بےیارو غربت زدہ ہے اوربلند آواز سے پکارہاہے۔" ھل من ناصرینصرنا ھل من ذاب یذب عنی"۔

۴۵۔ وہ انتہائے شب میں نمازشب اورہر صبح استغفارکوترک نہ کرے سید المظلومی امیرالمومنینؑ نے اپنی وصیتوں میں فرمایا۔ علیک بصلاۃ اللیل ۔تمہارے اوپرنمازشب واجب ہے۔

۴۶۔وہ مشکوک غذائیں کھانے سے اجتناب کرے کیونکہ یہ بہت سخت امرہے۔

۴۷۔ میں اسے اپنے بھائیوں ،بہنوں ،عزیزوں ،طلاب علوم دینیہ اورغریب وفقیرمومنین کے حق میں حسن سلوک کی وصیت کرتاہوں خداوندعالم ہمیں اوراسے قول وفعل وسنت میں شکوک وشبہات اورلغزشوں سے محفوظ رکھے بے شک وہ اس پرقادرہے۔

بارالہا!محمدوآل محمدکی حیات کے مثل ہمیں زندگی دے ان کی موت جیسی موت دے ہمیں دنیامیں انکی زیارت اورآخرت میں ان کی شفاعت عطافرما۔آمین

اس وصیت نامے کوعبدحقیرخادم علوم اہل بیتؑ ابوالمعالی شہاب الدین الحسینی المرعشی عفی اللہ نے صبح دوشنبہ ۲۵ صفر ۱۳۸۹ھ کوحرم ائمہ اطہارآشیانۂ آل محمدشہرمقدس قم میں خداوندعالم کی حمدوثناء اس کے امورکوتسلیم اوراس سے استغفارکرتے ہوئے اپنےہاتھوں سے تحریرکیاہے۔

تیسری وصیت۔

"ماخوذاز:الطریق والاسانیدالیٰ مرویات اھل بیت علیھم السلام"

۴۸۔ اے میرے بھائی میں تمہیں ظاہروباطن میں تقویٰ الٰہی اورہرحال میں خداپراعتمادووثوق کی وصیت کرتاہوں ۔بعض حدیث کی کتابوں میں حضرت امام حسینؑ نے فرمایاہے۔"ثق بمن لاینساک واستحی ممن یراک"جوتمہیں فراموش نہ کرے اس پراعتمادرکھو اورجوتمہیں دیکھ رہاہے اس سے شرم وحیاء کرو۔

۴۹۔اپنے اعمال میں خلوص واخلاص پیداکروکہ یہ کدورت قلب کاعلاج ہے۔

۵۰۔قرآن مجیدکی تلاوت اس کی آیات میں غوروفکراوراس مقدس انوار سے روشنی حاصل کرناتمہارے لئے ضروری ہے۔

۵۱۔نبی وآل نبیؐ کی حدیثوں کا مطالعہ کرناتمہارے لئے ضروری ہے اس سےدل روشن ہوتاہےاورکثافتین دورہوتی ہیں۔

۵۲۔ تمہارے لئےذریت پیغمبرؐسے توسل ان کے حق میں حسن سلوک ان کادفاع اورزبان وقلم کےذریعہ ان کی نصرت کرناضروری ہے کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں لوگوں میں نبوت نے ودیعت کیاہے۔تم ان کے حق میں ظلم وتعدی بغض وعناد،بدخلقی،ذلت ورسوائی اوران کے حقوق کی عدم ادائیگی سے شدت کےساتھ پرہیزکروکیونکہ یہی چیزیں توفیق الٰہی کے سلب ہونے کاسبب ہیں۔

العیاذباالله اگرتمہارے قلوب ان کی محبت کی شراب سے مملونہیں تویہ سمجھ لوکہ تم مریض ہواورروحانی طبیبوں کے ذریعہ تمہارا علاج ضروری ہے کیاکوئی ہے جوان کے فضل وشرف ، جلالت ، ووجاہت اورقدرومنزلت کی معراج میں شک کرے ہرگزنہیں فقط کورچشم اورسنگدل افرادہی شک کرسکتے ہیں۔

۵۳۔تم مومنین کے ساتھ حسن سلوک ، خاطرومداراۃ اورخوش روئی کابرتاؤ ضروری ہے کیونکہ یہ افرادیتیمان آل محمدہیں جیساکہ روایت میں آیاہے ان کے امورزمانہ غیبت میں صاحبان علم کوتفویض کئے گئے ہیں۔

۵۴۔تم پرامربالمعروف اورنہی اازمنکرکافریضہ ضورری ہے اگرتم اپنی زبان وبیان اورحال وقلب کےذریعے اس فریضہ کی ادائیگی پراستطاعت رکھتے ہوتواسلام کے حق میں اس کی مشکلات کےرفع کیلئے دعاکروکیوں کہ وہ غریب اوراجنبی ہوگیاہے جیساکہ پہلے تھااگرتم چشم بصیرت سے دیکھوتوتمہیں نظرآئیگاکہ قرآن ایک طرف بےدینوں اوردوسری طرف عیسائیوں سے مصروف پیکارہےنیزدلوں میں اضطراب اوررنج والم کوبرانگیختہ کرنے والی آوازسے پیکاررہا ہے۔" ھل من ناصرینصرناھل من ذاب یذب عنی"۔

اورمیں نہیں جانتاکہ اس منحوس اورمردہ صفت زمانے میں کیامیں نے اس کی آوازکاجواب دیاہے اوراس کی دعوت پرلبیک کہی ہے یانہیں بلکہ میں اس کےبدلے الله کے بندوں کی ہتک حرمت کرنے اورکتاب خداکی ہمنشینی نیزعترت پیغمبرؐ کے حق سے ٹکراؤکامرتکب رہاہوں وہ بندہ کس قدرخسارے میں ہے جواس کے نجات دہندہ ہیں انہیں کادشمن بناہواہے۔

۵۵۔ تم پرمومنین کی قبروں کی زیارت اوران سے عبرت حاصل کرناضروری ہے کہ وہ لوگ کل کیاتھے اورآج کیاہوگئے

وہ کہاں آگئے کیسے تھے اورآج کس حال کوپہنچ گئے ہیں کس منزلت کے تھے اورکس حالت کوپہنچےبے شک قبروں کی زیارتیں خواہشات نفسانی اوردنیاکی محبت کومارتی ہیں اوررنج وغم کوبڑھاتی ہیں۔

۵۶۔ تم پرضروری ہے کہ معصومین ؑکے آثار واقوال کومختلف مجلسوں اورمحفلوں میں بڑھ چڑھ کربیان کروان کے ذکروآثارکوزیادہ سے زیادہ رائج کرواس لئے کہ وہ خاص طورسے اس زمانے میں مظلوم اورستم رسیدہ ہے کیونکہ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہیں اوراس ذریت طاہرہ کوپس پشت ڈال دیا ہے ان چیزوں سے لولگاتے ہیں جوان کادل چاہتاہے اللہ انہیں اس غفلت سے بیدارکرے۔

۵۷۔ تم تصنیف وتالیف لوگوں سے فائدہ حاصل کرنے اورانھیں علمی فائدہ پہنچانے میں سعی بلیغ کرواوراپنی عمرضائع نہ کروجیسے اکثرلوگ کیاکرتے ہیں۔

خداوندعالم ہمیں اورتمام مومنین کوان نفیس وصیتوں پرعمل کرنے صفات حسنہ اورمکارم الاخلاق سے آراستہ ہونے نیزائمہ اہل بیت ؑجوروزجزاہمارے شفیع ہونگے کے اقوال کی پیروپرعمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

میں محمدوآل محمدکے وسیلے سے خداکے فضل وکرم کاامیدوارہوں کہ وہ ہمارے دین کی حفاظت کرے ہمارے ایمان کوتقویت بخشے ہمارے علم ویقین میں اضافہ فرمائیں اورہماری عاقبت بخیرکرے حرم ائمہ اطہارآشیانۂ آل محمدشہرمقدس قم میں خداوندعالم کی حمدوثناء طلب مغفرت اوراس کے آگئے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ان وصیتوں کوتحریرکیاہے۔

یہ وصیتیں اوررسالہ ۱۴۱۰ ہجری میں شائع ہوااس اعتبارسے استادعلام کی یہ آخری وصیتیں ہیں۔

خداوندعالم ہمیں اورتم سب کوان لوگوں کے ساتھ قراردے جواولیاء خداکے نقش قدم پرچلتے ہیں اوران کی وصیتوں پرعمل کرتے ہیں ان کے افعال وآثارکی جلوت وحکومت میں پیروی کرتے ہیں اس کے ذریعہ اپنے نفسوں کوپاک کرتے ہین نیک صفات اوراچھے اخلاق سے آراستہ ہوتے ہیں اوراپنے رب سے ملاقات اوراسی کی طرف بازگشت کرتے ہیں۔

---

(۱) ۔ بحارالانوارجلد۔ ۱۰۳ ص ۱۹۵

(۲) ۔ اس سے امام زمانہ، نومعصومین ازچہادم تادوازدہم یاولایت یااسم اعظم کی طرف اشارہ ہے۔

(۳) ۔ وصیت میں ۔کلمہ ارحم الرحمین کاذکرنہیں ہے۔

وفات حسرت آیات

رکن الاسلام ملاذالانام آیۃ اللہ العظمیٰ السید شہاب الدین الحسینی المرعشی النجفی کی جانسوز رحلت سے شہر قم ہی نہیں بلکہ عالم اسلام کے ارکان لرز گئے۔

آپ نے صحن حرم سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا میں نماز مغرب کی امامت کے بعد شب پنجشنبہ ۷ صفر ۱۴۱۱ھ کو اپنے پروردگار کی ندا پر لبیک کہی اس خبر کے پھیلتے ہی شہروں میں سیاہ پرچم نصب کردئے گئے چہروں پہ رنج و غم کے آثار ظاہر ہوگئے آنکھیں اشک آلود ہوگئیں دل غم زدہ اور لبوں پر آہ ونالے تھے ۔

ایران بلکہ تمام امت اسلامیہ کے اوپر یہ عجیب رنج و غم کا دن تھا آنکھیں رو رہی تھیں اور واسیداہ عزاعزا است امروز مہدی صاحب زمان صاحب عزا است امروز کے فلک شگاف نعروں سے فضاء گونج رہی تھی۔

آپ کا جسد مبارک آپ کے امامباڑہ میں شب جمعہ تک رکھا گیا اور وصیت کے مطابق تابوت کو منبر حسینی سے باندھ دیا گیا روز جمعہ آپ کے حسینیہ میں عزاداروں کا ایک جم غفیر جمع ہوگیا جو اپنے سروں اور چہروں پر حزن و غم کے عالم میں طمانچے لگا رہے تھے سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر گریہ وزاری اور مراسم عزا کے بعد آپ کا جنازہ کاندھوں پر اٹھایا گیا لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر چلا آرہا تھا آنکھیں اور دل سے خون کے آنسو بہہ رہے تھے۔

آپ نگاہوں مین پوشیدہ ہوگئے لیکن دلوں میں آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک زندہ رہیں گے آپ تاریخ میں اپنے نیک اخلاق، عزم راسخ، استقامت وپامردی، مسلسل جہاد مستحکم ارادے نفع بخش آثار ہمیشہ رہنے والی برکتوں اور گراں بہا افاضات کے ذریعہ زندہ رہیں گے آپ کا مقام تمام مسلمانوں اور خصوصیت سے علماء کے دلوں میں باقی رہے گا۔

سچ ہے آپ صاحبان زہد وتقویٰ اور وارثان علم وفضائل کیلئے ایک روشن چراغ تھے وہ روشنی خاموش ہوگئی جو بزرگی اور عظمت کی طرف پیش رفت کرنے والے افراد کی رہنمائی کررہی تھی۔

میں نے آپ کے ساتھ برسوں زندگی بسر کی لیکن خیر وتقویٰ کے علاوہ کسی اور شئی کا مشاہدہ نہیں کیا آپ کا عمل آخرت کی طرف رغبت اور آپ کی باتیں علم میں زیادتی پیدا کرتی تھیں آپ کی زیارت سے خدا یاد آتا تھا آپ کی پوری زندگی خیر اعمال اور افتخارات سے اس طرح بھری ہوئی کہ آپ زہد وتقویٰ وورع اور اعمال خیر کی بجاآوری نیز علمی ثقافتی اور سماجی خدمات

کیلئے ضرب المثل بن گئے تھے۔در حقیقت آپ کو موت نہیں آئی ہے بلکہ آپ ایک روشن چراغ کی طرح بھی ضوفشاں ہیں۔

سلام اس دن پر جب آپ پیدا ہوئے------- ۲۰ صفر ۱۳۱۵ ہجری

سلام اس دن پر جب آپ کی روح رحمت ایزدی کی طرف گئی----- ۷ صفر ۱۴۱۱ ہجری

سلام اس دن پر جب آپ مومنین کے کاندھوں پر بلند ہوئے------ ۹ صفر ۱۴۱۱ ہجری

سلام اس دن پر جب آپ اپنے عمومی کتب خانے میں قبر کے اندر اتارے گئے روز جمعہ ۹ صفر ۱۴۱۱ ہجری ۱۲ بجے قبل الظہر۔

اور خدا کے مقرب ملائکہ نے سلام کرتے ہوئے جنت کی بشارت دی۔

اور سلام اس دن پر جب زندہ مبعوث ہوں گے آپ کا نامہ اعمال آپ کے داہنے ہاتھ میں ہوگا اور اپنے اجداد طاہرین کی طرف آپ کو خدا کے نزدیک حقیقی قیام گاہ کی بشارت دی جارہی ہوگی۔

آپ کے بعد لوگ آپ کی پاکیزہ روح آپ کی محبت اہل بیتؑ آپ کے نیک افکار اور عزم و جزم سے فیض حاصل کرتے ہیں۔

آپ نے مطبوعات و مخطوطات کا علمی ذخیرہ، علماء و طلباء کی ایک طویل جماعت ،دینی مدرسے ، امامباڑے اور عمومی کتب خانہ جس کی عالم اسلام میں کوئی نظیر نہیں اپنے بعد آنے والوں کیلئے ترکہ کے طور پر چھوڑے۔

اے میرے سید و سردار خدا کی قسم میرے اور تمام چاہنے ولاوں کے اوپر آپ کا فراق دشوار ہے نیز یہ کتنا سخت ہے اس زمانے میں آپ کا مرثیہ پڑھا جائے۔

اے میرے سید و آقا میں وہ آخری ساعت کبھی نہیں فراموش کرسکتا جب آپ کی وفات کے دو روز قبل دوشنبہ کے دن ۸ بجے صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

میں آپ کے پاس الحاج حسین شاکری کی کتاب علی فی الکتاب والسنہ پر تقریظ لکھوانے گیا تھا جب میں نے اپنا اور مصنف کا مقدمہ نیز کتاب کی کچھ عبارتیں پڑھ کر سنائیں تو آپ نے فرمایا اس نام کے آگے نجفی لکھدو ہمیں فخر ہے کہ ہم اپنے آپ کو نجف اشرف سے منسوب کرتے ہیں پھر میری طرف اشارہ کرت ہوئے فرمایا تم علم و ادب میں یدطولیٰ رکھتے ہو تم جانتے ہو میں محبت علی علیہ السلام میں مستغرق ہوں لیکن میری نگاہیں کمزور ہیں تم تقریظ لکھدو میں نے تقریظ

لکھ دی۔

پھر آپ نے مجھے صحیفہ سجادیہ ہدیہ کے طور پر پیش کی اور کہا اسے ہر صبح پڑھتے رہنا پھر اس کے فضائل بیان کئے اس کے پہلے آپ نے صحیفہ سجادیہ استاد طنطاوی کے پاس بھی بھیجا تھا اور انھوں نے آپ کے پاس تحریر کیا تھا---- انه دون کلام الخالق وفوق کلام المخلوق ----- یہ کلام خالق سے پست اور کلام مخلوق سے بالا کلام ہے۔

ہاں اے میرے سید و آقا میں نے تقریظ لکھدی جس طرح پہلے بھی لکھا کرتا تھا لیکن جب میں نے آپ کے گھر کا ارادہ کیا تو اچانک مجھے روحانی باپ کے فراق اور اس عظیم حادثے کی خبر ملی گھر پلٹ گیا اور زبان پر یہ جملہ جاری ہوا۔ (یوم علیٰ آل الرسول عظیم)۔

اے میرے سید و سردار چین سے سو جائیے ہم اپنے عہد کے مطابق آپ کی راہ پر اخلاص کے ساتھ گامزن ہیں۔

انالله وانااليه راجعون

آپ کا غمگین فرزند

عادل علوی

استاد علام تذکروں میں"

ہمارے سماج اور معاشرہ میں یہ عادت رہی ہے کہ اپنے درمیان کی عظیم شخصیتوں کا ذکر ان کی وفات کے بعد کرتے ہیں اور جلدی جلدی میں کچھ مختصر سے تذکر کرکے اس کی شخصیت بلند مقام کی تجلیل کیلئے شائع کرتے ہیں۔
لیکن عصر حاضر کے بعض تذکرہ نویس محققین نے علماء اور مراجع کی زندگی میں ان کے حالات لکھنے کا ایک نیا باب کھولا ہے حجۃ الاسلام سید احمد حسینی جو کثیر کتابوں کے مولف ہیں انھوں نے علماء امامیہ کا ایک تذکرہ بھی لکھا ہے جس میں زندہ اور فوت شدہ اہل علم کے تذکرے ہیں۔
انہیں بزرگ علماء میں جن کا تذکرہ ان کی زندگی میں لکھا گیا ہیں ایک استاد علام بھی ہیں اس طرح آپ کی پاکیزہ زندگی تاریخ کا جز بن گئی بعض مولفین و مورخین نے بھی اپنی کتاب میں آپ کا تذکرہ اشارے کے طور پر کیا ہے ہم چند کتابوں کے نام تحریر کرتے ہیں جس میں آپ کا ذکر ہے۔

١۔معارف الرجال۔۔۔ یہ کتاب استاد شیخ محمد حرزالدین نجفی کی عربی زبان میں تین جلدوں پر مشتمل ہے دوسری جلدمیں ص٢٦٨ سے ص ٢٧١ اوراسی طرح ص ٣٩٥ سے ص٣٩٨ تک استاد علام کا ذکر ہے اس کے علاوہ آپ کے والد کے بھی حالات ذکر ہیں یہ نجف اشرف سے طبع ہوئی۔

٢۔آئینہ دانشوران۔۔۔۔ یہ فارسی زبان میں سید علی رضا ریحانی یزدی کی تحریر ہے جو ١٣٥٤ ہجری میں طبع ہوئی ص ٢٥ سے ٦٢ اور ص ٣٥٥ پر آپ کے حالات درج ہیں۔

٣۔زیر بنائے تمدن و علوم اسلامی ۔۔۔۔۔یہ عقیقی بخشایشی کی تالیف ہے، قم سے طبع ہوئی ص ١٨٠ سے ص١٨٢ تک آپ کے حالات ہیں۔

٤۔ آثار الحجۃ یہ شیخ محمد رازی کی تالیف ہے قم سے طبع ہوئی ص ٣٦ سے ص ٥٣ تک

٥۔ مجلہ جہاں پزشکی ص ٦٥ سے ص ٧٠ تک

٦۔ ریحانۃ الادب ۔۔۔ یہ شیخ محمد مدرس تبریزی کی تالیف ہے دوسری دفعہ ٨ جلدوں میں شائع ہوئی تیسری جلدمیں ص ١٢٩ سے ص ١٣٤ ص تک

۷۔ علماء معاصرین ۔۔۔ یہ جلد علی واعظی خیابان کی تالیف ہے طہران سے ۱۳۶۶ ہجری میں شائع ہوئی ص ۳۱۷ سے ص ۳۱۹ تک

۸۔ گنجینہ دانشمندان ۔۔۔ یہ کتاب شیخ محمد رازی کی ۸ جلدوں پر مشتمل تالیف ہے دوسری جلد میں ص ۳۷ سے ص ۵۲ اور اسی طرح ص ۳۱۵ سے ص ۳۱۹ تک

۹۔ گنجینہ دانشوران ۔۔۔ تالیف شیخ رحیمی قمی ص ۱۵ -۱۶

۱۰۔ گنجینہ آثار قم ۔۔۔ تالیف شیخ عباس فیض ص ۶۵۲ ۔ ۶۵۳

۱۱۔ اختر تابناک ۔۔۔ تالیف شیخ ذبیح اللہ محلاتی طہران سے طبع ہوئی ص ۲۵۶

۱۲۔ اعیان الشیعہ ۔۔۔ تالیف علامہ سید محسن امینی عاملی۔

اسی طرح استاد علام کی حیات اور خیر اعمال کے تذکرے ، رسالے اور مجلوں میں بھی ان کی زندگی میں شائع ہوئے ہیں لیکن ان کی وفات حسرت آیات کے بعد بہت سے افراد نے رسالوں اور روزناموں میں ان کے حالات زندگی تحریر کئے جیسے نور شمارہ ۳۷ ربیع الاول سنہ ۱۴۱۱ ہجری ص ۴۸ سے ۸۶ تک فاضل معاصر استاد ناصر باقری بیدہندی دام ظلہ کے قلم سے اس مجلہ میں آپ کا ذکر کیا گیا ہے۔

استاد علام کے قلم سے"

استاد علام کی کتاب "الاجازہ الکبیرہ" کی تصحیح وتہذیب کے آخری مرحلے میں مجھے ان کے اس زندگی نامہ پر اطلاع ملی جسے انھوں نے خود اپنے قلم سے تحریر کیا تھا میں نے اسے اپنی کتاب خورشید فقاہت میں شامل کرلیا ہے تاکہ اس خاتمہ خوشبو کے ہم مثل ہو۔

استاد علام نے کتاب کی نویں فصل میں تحریر کیا ہے کہ میرے بعض دوستوں اور بھائیوں نے مجھ سے میرے حالات زندگی لکھنے کی درخواست قبول کی لہذا بطور اختصار اپنے حالات تحریر کررہا ہوں ۔

میرا نام شہاب الدین محمد الحسین ابو المعالی ہے نجفی خادم علوم ائمہ اطہار اور نساب عترت طاہرہ سے مشہور ہوں ۲۰ صفر ۱۳۱۵ ہجری صبح پنجشنبہ نجف اشرف میں میں نے ایک علمی گھرانے میں آنکھ کھولی یہی وہ پہلی زمین تھی جس کی

مبارک خاک سے میرا جسم مس ہوا۔
الحاج مرزا حسین خلیلی رازی، الحاج مرزا حسین نوری، الحاج سید اسماعیل الصدر موسوی اصفہانی اور سید مرتضیٰ رضوی کشمیری ھندی قدس اللہ انفسہم الزکیہ جیسے آیات عظام اور بزرگان علم و فضل نے میرے کانوں میں اذان و اقامت کہی۔
میرے والد علام مجھے غسل و طہارت کے بعد حرم حضرت امیر المومنین علیہ السلام لے گئے اور مجھے ان کے مزار مقدس کا طواف کرایا۔
اپنی ۵ سال کی عمر سے میں اپنی جدہ ماجدہ فاضلہ طباطبائیہ کے نزدیک قرآن پڑھنے میں مشغول ہوگیا اور ان سے بعض ادبی کتابوں کا درس بھی لیا۔
شیخ شمس الدین عشق آبادی، سید محمود معلم حسنی مرعشی اور دیگر اساتذہ سے میزان و نحو اور دوسرے علوم کے دروس حاصل کئے۔
علامہ ادیب سید کاظم خرم آبادی نحوی، شیخ مرتضیٰ طالقانی، شیخ محمد حسین اصفہانی سدہی ،مرزا محمد شیرازی، مرزا آقا اصطہباناتی، شیخ حسن رشتی، شیخ عبدالحسین رشتی، مرزا علی آقا ایروانی، مرزا ابو الحسن مشکینی اور شیخ محمد حسین طہرانی جیسے آیات عظام سے فقہ و اصول کے سطحی دروس حاصل کئے۔
آیۃ اللہ العظمیٰ عبدالکریم حائری، آیۃ اللہ العظمیٰ شیخ آقا ضیاء الدین عراقی اور آیۃ اللہ العظمیٰ آقا رضا اصفہانی سے فقہ و اصول کا درس خارج حاصل کیا۔
استاد شیخ مرزا محمود اہری، شیخ حیدر علی رقاع نائینی (مولف حواشی بر شرح الجغمینی) آقا حسین نجم آبادی ،مرزا باقر ایروانی، یاسین علی شاہ ہندی اور سید ہبۃ الدین شہرستانی جیسے سرمایۂ افتخار افراد سے میں نے بعض ریاضی اور دوسرے علوم کی تکمیل کی۔
شیخ عبدالکریم بوشہری (مولف کتاب شش ہزار مسئلہ) جو شیراز میں مدرسہ سعادت کے موسس بھی ہیں، آقا محمد محلاتی (مولف کتاب گفتار خوش یارقلی) اور شیخ محمد منجم جیسے حضرات سے میں نے حساب، ہندسہ اور دوسرے علوم حاصل کئے۔
شیخ محمد حسین بن خلیل شیرازی، والد علام اور جن لوگوں نے مجھے اپنی آغوش تربیت میں پروان چڑھایا ان سے علم تفسیر کے رموز و اسرار حاصل کئے۔

علامہ سید ابراہیم راوی، شیخ نورالدین شافعی، علامہ سید احمد آقا شوستری اور علامہ الحاج مرزا فرج اللہ تبریزی سے علم تجوید و قرائت کے گہرے مفہوم سیکھے، والد علام، سید مہدی اور سید رضا سے علم نسب سیکھا۔

ڈاکٹر علیخان عندلیب زادہ سے مسالک، ممالک، اور جغرافیہ پڑھا۔

مرزا طاہر تنکابنی، اور الحاج ملا علی محمد نجف آبادی سے، علم کلام و فلسفہ پڑھا۔

خدا ان سب کو جزائے خیر دے اور مجھے ان کے حق کے پرداخت کی توفیق عنایت کرے۔

بعض علماء اہل سنت اور علماء زیدیہ سے میں نے ان کی فقہ کی تعلیم میں شرف تلمذ حاصل کیا۔ جن میں شیخ نورالدین شافعی سے علم تجوید اور تلاوت قرآن کریم کے اسرار سیکھے، سید علی خطیب نجف اشرف سے صحیح بخاری کا ایک ثلث شیخ عبدالسلام کردستانی سے صحیح مسلم اور سید عبدالوہاب نجفی مفتی کربلاء سے شمائل ترمذی پڑھی۔

ائمہ زیدیہ سے صحیفہ علی بن موسیٰ الرضا اور امالی ابوالحسن ہارونی پڑھی۔

علامہ سید جمال الدین احمد حسینی زیدی سے النفحہ العنبریۃ فی سلالۃ خیر البریۃ پڑھی جو اصل کے اعتبار سے یمنی ہیں، یہ عراق سیر و سیاحت کی غرض سے تشریف لائے تھے مشہد کاظمیہ میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

نجف اشرف، میں اپنے قیام کے دوران حرم امیرالمومنین علیہ السلام سے توسل کرتے ہوئے میں نے مختلف صاحبان علوم و فنون سے بہت کچھ استفادہ کیا۔

۱۳۳۹ ہجری میں سامرا گیا اور وہیں سکونت اختیار کرلی، وہاں میں باہمی میل جول اور اپنوں سے روگرداں رہتے ہوئے پروردگار سے لو لگا کر ایک مدت تک علوم کی تحصیل میں مشغول رہا، اس بلند و بالا مقام اور مقدس روضے کی برکتوں سے میں نے بہت کچھ استفادہ کیا، جسے زبان قلم بیان کرنے سے عاجز ہے اس کے بعد میں کاظمین گیا اور وہاں توسل کیا، کاظمین میں اپنے قیام کے دوران میں نے آیۃ اللہ سید حسن صدر سے علم رجال، درایہ اور فقہ کے دروس حاصل کئے۔

آیۃ اللہ شیخ مہدی خالصی سے اصول اور سید ابراہیم راوی شافعی بغدادی (جو بغداد میں سید سلطان علی کے مدرس ہیں) سے تفسیر اور حدیث عامہ کے دروس حاصل کئے۔

پھر میں ۱۳۴۲ ہجری میں زیارت امام رضاؑ کے ارادے سے ایران تہران میں تقریباً ایک سال تک آیۃ اللہ شیخ عبدالنبی آیۃ اللہ شیخ آقا حسین آبادی جیسے آفتاب علم سے کسب فیض کیا پھر میں نجف اشرف لوٹ آیا اپنے وظائف میں مستقل طور پر مصروف ہوگیا۔

۱۳۴۳ ہجری میں حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہابنت موسیٰ بن جعفرؑ کی زیارت کیلئے قم آیا اور یہیں مقیم ہوگیا اس کے باب سے میں نے پناہ طلب کی ۔ اس کے حضور توسل کیا، ان کے کرم کے ذریعہ پناہ مانگی ۔

ایسا کیوں نہ ہو فاطمہ معصومہ (س) ایسے خاندان سے تعلق رکھتی ہیں جنہیں عظمت وبزرگی کا لباس پہنایا گیا ہے آثار امامت جن کی پیشانی پر چمک رہے ہیں جس نے بھی ان سے توسل کیا اور پناہ کا خواستگاہ ہوا اسے اس دنیا میں کبھی ناکامی نصیب نہیں ہوئی۔

قسمت خدا سے مجھے ۱۳۵۰ ہجری میں حضرت شاہ چراغ کی زیارت نصیب ہوئی جو اپنے بھائی محمد عابد کے ساتھ شیراز میں دفن ہیں یہ دونوں حضرات امام موسیٰ کاظم کے فرزند اور امام علی رضا علیہ السلام کے بھائی ہیں۔

۱۳۵۴ ہجری میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت مشرف ہوا اور آستانہ مقدسہ کا بوسہ لیا۔ بہت سے لوگوں نے اس سفر میں میرے اوپر احسانات بھی کئے۔

قم مقدسہ میں اپنے قیام کے دوران میں اراک ،ہمدان ،بوشہر، زنجان ،تبریز، شاہرود، سبزوار، قزوین، اصفہان، نیشاپور، شیراز،

ابھر، میانج اور دوسرے شہروں کے سفر کئے جہاں میں نے صاحبان علم وفضل سے ملاقات کی جن سے میں نے خود بھی فائدہ حاصل کیا اور انہیں بھی میں نے فائدہ پہنچایا۔

میری طبیعت کی جولانی اور روحانی قلم نے فقہ واصول حدیث وکلام ، ادب وتاریخ ،رجال وانساب ، ریاضی اور دوسرے علوم میں نایاب کتابیں تحریر کی ہے جن میں سب سے اہم مشجرات الھاشمین ہے جسے مشجرات آل رسول اللہ الاکرام بھی کہتے ہیں۔

یہ میرا وہ قیمتی ذخیرہ ہے جسے میں نے اپنے فقر وفاقہ اور تنگدستی کے زمانے میں جمع کیا تھا میں نے اس میں سادات کرام کے نسب بیان کئے ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں ہیں۔

نیز میں نے اس کتاب میں اپنے والد علام شیخ محمد مہدی غریفی بحرانی اور ان کے برادران کے برادر سید محمد رضا کی طرف سے اپنے مسموعات اور مرویات بیان کردیئے ہیں ۔

۱۔ مصباح الھدایہ۔۔۔۔۔ یہ کفایہ پر حاشیہ ہے ۔

۲۔ مسارح الافکار فی حل مطارح الانظار۔۔۔۔ یہ شیخ انصاری کی تقریرات پر حاشیہ ہے۔

۳۔ سادات طغرود کے نسب کے بارے میں ایک رسالہ۔

۴۔ تعلیقہ۔۔۔ یہ کتاب احقاق الحق پر آپ کا تعلیقہ ہے جس میں ہمارے اور دوسروں کے درمیان فقہ و اصول کے اختلافی مسائل کے سلسلے میں علماء شیعہ کے مدارک بیان کئے گئے ہیں ۔

یہ تعلیقہ کئی جلدوں میں ہے جس کے مطالعہ سے عقل حیران ہوجاتی ہے۔

۵۔ تعلیقہ بر عمدۃ الطالب۔۔۔ یہ سادات علوی اور خاص طور سے ان لوگوں کے حالات زندگی پر مشتمل ہے جن کا ذکر اسانید روایت میں ہوا ہے میں نے اس کی جمع آوری میں کافی مشقتیں برداشت کی ہیں اس کا مطالعہ کرنے والے بہت سے ایسے افراد سے آگاہ ہوں گے جن کی طرف اسناد کیا گیا ہے اور جن سے روایت کی گئی ہے اور رجال کی کتابوں میں جن کا ذکر مدح اور قدح سے نہیں ہوا ہے، شنیدہ کے بود مانند دیدہ خداوند عالم مجھے اس کے اتمام اور تدوین کی توفیق دے۔

۶۔ مزارات العلویین۔۔۔ یہ کتاب میں ساری دنیا کے سادات کرام کی قبروں کا تذکرہ ہے میں نے اس کی تالیف میں بہت مشقتیں برداشت کی ہیں یہ اپنے موضوع کے اعتبار سے نایاب ہے ۔

۷۔ طبقات النسابین ۔۔۔ یہ دو جلدوں میں ہے جس میں پہلی صدی سے عصر حاضر تک کے علماء کا نسب بیان کیا گیا ہے ۔یہ کتاب اپنے باب میں یگانہ ہے۔

۸۔ رسالہ ۔۔۔۔ ایک رسالہ فقہی اصطلاحات پر مشتمل لغت کے طرز پر لکھا ہے۔

۹۔ جذب القلوب الیٰ دیار المحبوب۔

۱۰۔ کشکول ۔۔۔ یہ چند جلدوں میں ہے۔

۱۱۔ تعلیقہ بر فرائد الاصول۔

۱۲۔ تعلیقہ بر قوانین ۔

۱۳۔ تعلیقہ بر شرح لمعہ۔

۱۴۔ تعلیقہ بر حاشیہ ملا عبد اللہ در منطق۔

۱۵۔ تعلیقہ بر مطول جس کا نام میں نے المعول فی امر المطول رکھا ہے۔

۱۶۔ تعلیقہ بر نخبۃ المقال (علامہ حسین بروجردی کی کتاب ہے یہ تعلیقہ متن کے ساتھ شائع ہوا ہے)

۱۷۔ سجع البلابل ۔۔۔ یہ کتاب صاحب وسائل کے حالات زندگی پر مشتمل ہے اثبات الھداۃ کے ساتھ طبع ہوچکی ہے۔

۱۸۔ اللیالی الثمینہ ۔۔۔ یہ کتاب علامہ علی، سلطان محمد خدا بندہ، علامہ قاضی نور اللہ شرستری اور دوسرے علماء کے حالات زندگی کے بارے میں ہے یہ کاتاب احقاق الحق کی پہلی جلد کے ساتھ شائع ہوئی۔

۱۹۔ ایک رسالہ علامہ ابن فتال نیشابوری صاحب کتاب روضۃ الواعظین کے حالات پر مشتمل ہے جو اسی روضۃ الواعظین کے ساتھ طبع ہوا۔

۲۰۔ مفرج الکروب ۔۔۔ یہ رسالہ صاحب ارشاد القلوب علامہ شیخ حسن الدیلمی کے حالات زندگی پر لکھا گیا ہے جو کتاب کے ترجمے کے ساتھ آخر میں شائع ہوا۔

۲۱۔ رسالہ در سیر و سلوک۔

۲۲۔ رسالہ در علم جفر۔

۲۳۔ صاحب النفخۃ العنبریۃ سید ابو الفضل یمانی کے حالات پر ایک رسالہ۔

۲۴۔ کتاب در نفی تحریف قرآن۔

اس کے علاوہ اور بھی رسالے، متون، حواشی تحریر کئے ہیں میں خدا کے فضل عمیم سے لو لگائے ہوں وہ مجھے یقیناً اس کی بہترین جزا دے گا۔

میرے حلقہ درس سے فقہ و اصول تفسیر و کلام نیز دوسرے علوم میں ہزاروں علماء پیدا ہوئے ہیں جن میں اکثر حضرات سے میں راضی ہوں کم ہی ایسے ہیں جن پر شیطان نے تسلط اختیار کر کے انھیں ذکر خدا سے بھلا دیا ہے جس کے سبب وہ روحانی لباس سے کنارہ کش ہو گئے۔ والسلام

نظم

مختصر اس کی سمجھئے عز و شان اجتہاد وہ تھا چرخ دیں پہ مہر ضو فشان اجتہاد

ٹوٹ کر برساتھا اس پر ابر نیسان نجف وہ زمین علم پر تھا آسمان اجتہاد

تشنگان علم پڑھتے تھے نماز آگہی وہ دیا کرتا تھا منبر سے اذان اجتہاد

انفرادی شان رکھتا تھا فن تدریس میں جس میں جوہر مل گیا دیدی زبان اجتہاد

اب کدھر جائیں کہ بڑھتی جا رہی ہے تشنگی
قم تھا ساحل وہ تھا بحرہ بیکران اجتہاد
اصغر اعجاز قائمی

مؤلف کی زندگی کا اجمالی خاکہ

حجۃ الاسلام والمسلمین جناب سید عادل علوی صاحب قبلہ سنہ ۱۳۷۵ ہجری قمری عراق کے مقدس شہر کاظمین میں متولد ہوئے آپ آیۃ اللہ سید علی بن الحسین علوی کے فرزند ہیں آپ کا نسب ۳۸ واسطوں سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام تک پہنچتا ھے۔ تیرہ سال کی عمر میں ابتدائی دروس تمام کرنے کے بعد آپ حوزہ علمیہ نجف اشرف تشریف لائے اور وہاں اکابر فکر و سخن اور نوابغ علم و فن کے چمنستان ادب کے خوشہ چینوں میں شامل ہو گئے اس کے بعد اپنے والد مرحوم کے ہمراہ سنہ ۱۳۹۱ ہجری قمری میں عراق سے قم کی طرف ہجرت فرمائی اور حوزہ علمیہ قم کے مختلف اساطین علم و ادب کے نزدیک مکمل انہماک کے ساتھ دورس کے مراتب طے فرمائے اور آج اسی میں خیارات مکاسب اور کفایۃ الاصول کی تدریس میں مشغول ہیں آپ نے چند علمی ادبی ثقافتی اور اسلامی کارنامے بھی انجام دئے جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

احی ادارے ہیں جس سے عام لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ درمانگاہ خیریہ امام سجاد علیہ السلام قم

۲۔ کتابخانہ امام موسی بن جعفرِ ؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒؒ علیہ السلام تہران

۳۔ کتابخانہ امام رضا علیہ السلام جو مشہد کے حسینیہ امامین جوادین علیہما السلام" میں واقع ہے۔

۴۔ انجمن پرسش و پاسخ

۵۔ موسسہ اسلامی تبلیغ و ارشاد۔۔۔۔ دنیا کے ۵۰ ممالک سے اس کی خط و کتابت جاری ہے اس موسسہ کی طرف سے اسلامی کتابیں اور جریدے بلاقیمت دوسرے ممالک بھیجے جاتے ہیں اور اب تک اس موسسہ کی طرف سے ۱۶ کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔

۶۔ "مجلہ الکوثر" شش ماہی (عربی، انگریزی)

۷۔ مجلہ "عشاق اہل بیت (ع)" سہ ماہی مجلہ (اردو)

۸۔ ماہنامہ "صوت الکاظمین (عربی)

۹۔ مدرسہ امامین جوادین علمیہ وحسینیہ امامین کاظمین وموسسئہ خیریہ (قم)

۱۰۔تاسیس جماعت علماء خطباء (کاظمین وبغداد)

آپ مشہداورتہران کے حسینیہ امامین جوادین کے متولی،کاشان ،اصفہان، قم ، اھواز،اورتہران کے دسیوں امامباڑے کے ناظرنیزقم میں مسجدعلوی کے امام جماعت ہیں۔

حوزہ علمیہ کے تقریباً ۲۰ فقہاء اور مجتہدین نے آپ کواجازہ روایت دیاہے[۱] جن میں آیۃ اللہ العظمیٰ سیدشہاب الدین مرعشی نجفیؒ نے آپ کو(حجۃ الاسلام ذخرالمدرسین العظام آیۃاللہ العظمیٰ گلپائیگانی (رہ)آیۃاللہ العظمیٰ اراکی(رہ)نے (علامہ)اورآیۃاللہ العظمیٰ شیخ محمدفاضل لنکرانی نے (حجۃ الاسلام والمسلمین العالم الفاضل والمتتبع الکامل صاحب التالیف القیمہ والتصانیف الثمینہ المفتخربشرف السیادہ) سے توصیف فرمایاہے ۔جب آپ کی عمر۲۵ سال تھی آیۃاللہ عبداللہ شیرازی نے آپ کواجازہ روایت میں العلامۃ الفاضل السیدعادل علوی اسماومعنی تحریرفرمایاہے۔

۱۶ سال کی عمرمیں آپ آیۃاللہ العظمیٰ السیدابوالقاسم خوئی(رہ)کے زیرنظر معمم ہوئے انھوں نے آپ کے حق میں تائیدیہ اوردعاتحریرفرمائی ہے۔

دین اسلام کی ترویج وتبلیغ کیلئے آپ نے مختلف اسلامی ممالک کے سفربھی کئے اوراب تک دس مرتبہ حج بیت اللہ الحرام سے مشرف ہوئے ۔آپ نے اب تک سوکتابیں اوررسالے تحریرفرمائے ہیں۔

مولف کی مطبوعہ کتابیں اوررسالے[۲]

آپ کاسب سے پہلامقالہ کلمۃ حول عظمۃ الحج کے عنوان سے سنہ ۱۳۹۱ہجری قمری میں بغدادسے شائع ہوااس وقت آپ ۱۶سال کے تھے۔

آج بھی آپ کے مقالے رسائل وجرائدمیں برابرشائع ہوتے رہتے ہیں۔

آپ نے آیۃاللہ العظمیٰ سیدمرعشی نجفیؒ کافقہی اور عملی رسالہ عربی زبان میں دوجلدوں میں (عبادات ومعاملات)منہاج المومنین کے نام سے تحریرفرمایاہے جوان کے فتاوے کے مطابق ہے یہ رسالہ ۱۴۰۶ہجری قمری میں شائع ہوا۔نیزان کے رسالہ عملیہ توضیح المسائل کی تصحیح وترتیب بھی فرمائی ہے۔

مولف کی مطبوعہ کتابیں

۱۔ الحق والحقیقۃ بین الجبر والتفویض۔۔۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۹۸ھ میں شائع ہوئی۔

۲۔ احکام دین اسلام (فارسی)۔۔۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۹۸ھ اوردوسری مرتبہ ۱۴۰۳ہجری میں شائع ہوئی۔

۳۔ لمحۃ من حیاۃ الامام القائد۔۔۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۹۹ہجری اوردوسری مرتبہ ۱۴۰۷ ہجری میں شائع ہوئی۔

۴۔ راہنمائی قدم بقدم حجاج (فارسی)۔۔ یہ کتاب دوسری مرتبہ ۱۴۰۰ ہجری میں شائع ہوئی۔

۵۔ السعید والسعادۃ بین القدماء والمتاخرین ۔۔۔ طباعت ۱۴۰۱ہجری۔

۶۔ عقائد المومنین ۔۔۔ طبع ۱۴۱۱ہجری۔

مجلہ عشاق اہل بیتؑ میں اس کتاب کا اردوترجمہ برادر محترم مرغوب عالم صاحب قبلہ قسط وارپیش کررہے ہیں۔

۷۔ تحفۃ الزائرین ۔۔۔ طبع ۱۴۱۱ ہجری۔

۸۔ قبسات من حیاۃ سیدنا الاستاذ ترجمہ اردو اصغر اعجاز قائمی بی-اے فاضل مشرقیات ۔ طبع ۱۴۱۵ ہجری۔

۹۔ دلیل السائحین الیٰ سوریہ ودمشق۔۔۔ طبع ۱۴۱۲ہجری ۔

۱۰۔ لمحۃ من حیاۃ اعلام الامۃ الاسلامیہ فی دمشق ۔۔۔ ۱۴۱۲ہجری۔

۱۱۔ المعالم الاثریہ فی الرحلۃ الشامیہ ۔۔۔ طبع ۱۴۱۲ہجری ۔

۱۲۔ التوبۃ والتائبون علیٰ ضوء القرآن والسنہ ۔۔۔۔ طبع ۱۴۱۲ہجری۔

۱۳۔ تحفہ فدوی یانیایش مومنان منتخب ازمفاتیح الجنان۔۔۔ طبع ۱۴۱۲ہجری۔

۱۴۔ القصاص علی ضوء القرآن والسنہ۔۔۔ طبع ۱۴۱۵ہجری ۔

۱۵۔ فقہاء الکاظمیہ المقدسہ یہ کتاب ۱۴۱۳ہجری سے ماہنامہ صوت الکاظمین میں شائع ہورہی ہے ۔

۱۶۔ دروس الیقین فی معرفۃ الاصول الدین ۔۔۔ طبع ۱۴۱۵ہجری۔

۱۷۔ التقیہ بین الاعلام ۔۔۔ طبع ۱۴۱۵ ہجری۔

مطبوعہ رسالے

۱۸۔ رسالۃ فی العشق ۔۔۔ یہ رسالہ ۱۳۹۶ ہجری میں کتاب الرافد میں طبع ہوا۔

۱۹۔ رسالۃ امام وقیام (فارسی) ۱۳۹۹ ہجری میں دیدگاہہا و انقلاب اسلامی نامی کتاب میں طبع ہوا۔

۲۰۔ ومیض من قبسات الحق ۔۔۔ ۱۴۱۰ ہجری میں علی فی الکتاب والسنہ میں طبع ہوا۔

۲۱۔ فی رحاب الحسینیات ۔۔۔ طبع ۱۴۰۹ ہجری۔

۲۲۔ رسالۃ دربیان المحذوف فی تتمہ کتاب الامر بالمعروف ۔۔۔ یہ امر با المعروف والنھی عن المنکر کے ضمن میں ۱۴۱۱ ہجری میں شائع ہوا۔

۲۳۔ فی رحاب علم الرجال ۔۔۔ ۱۴۱۱ ہجری میں امر بالمعروف نامی کتاب میں طبع ہوا۔

۲۴۔ رسالۃ المومن مراۃ المومن ۔۔۔ ۱۴۰۹ ہجری میں مجلہ نور اسلام شمارہ ۱۱۔۱۲ میں طبع ہوا۔

۲۵۔ القول المحمود فی القانون والحدود ۔۔۔ طبع ۱۴۱۲ ہجری

۲۶۔ بہجۃ المومنین فی زیارت الشام ۔۔۔ طبع ۱۴۱۲ ہجری۔

۲۷۔ مقام الانس باللہ ۔۔۔ ۱۴۱۳ ہجری میں مجلہ نور الاسلام بیروت شمارہ ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰ میں طبع ہوا۔

۲۸۔ الروضۃ البہیہ فی شئون حوزۃ قم العلمیہ ۔۔۔ یہ رسالہ ۱۴۱۴ ہجری میں مجلہ ذکرا لبنان مطبوعہ قم کے ۴ شماروں میں طبع ہوا۔

۲۹۔ السیرۃ النبویہ فی السطور العلویہ ۱۴۱۴ ہجری میں مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۳۹، ۴۰ میں طبع ہوا۔

۳۰۔ سر الخلیقۃ وفلسفۃ الحیاۃ ۱۴۱۴ ہجری میں مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۴۳، ۴۴ میں طبع ہوا اور اضافہ کے ساتھ ۱۴۱۵ ہجری میں مجلہ الکوثر شمارہ ۱ میں طبع ہوا۔

۳۱۔ حول دائرۃ المعارف والموسوعہ الفقیہ ۔۔۔ یہ ۱۴۱۴ ہجری میں پہلی کانفرنس علمی دائرہ معارف فقہ اسلامی قم کی طرف سے شائع ہوا۔

۳۲۔ رسالتنا ۱۴۱۲ ہجری میں ماہنامہ صوت الکاظمین کے ۴ شماروں میں طبع ہوا۔

۳۳۔ علی ابواب شہر رمضان المبارک ۱۴۱۲ ہجری میں مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۳۵، ۳۶ میں طبع ہوا۔

۳۴۔ التقیۃ فی رحاب العلمین الشیخ الانصاری، الامام الخمینی ۔۔۔ اسے عالمی کانفرنس میلاد شیخ انصاری ۱۴۱۵ہجری نے شائع کیا۔

۳۵۔(فاسئلوا اھل الذکر) السوال والذکر فی رحاب القرآن والعترۃ مجلہ نور الاسلام کے شمارہ ۲۹، ۳۰، ۳۱ میں ۱۴۱۳ہجری کو طبع ہوا۔

۳۶۔الانوار القدسیہ نبذۃ من سیرۃ المعصومین علیہم السلام ماہنامہ صوت الکاظمین کے ۱۴ شماروں میں شائع ہوا اس کا اردو ترجمہ مجلہ عشاق اہل بیتؑ میں شائع ہورہا ہے۔

۳۷۔ کلمۃ التقویٰ فی القرآن الکریم یہ مجلہ نور الاسلام میں طبع ہوا اور اس کا انگریزی ترجمہ مجلہ الکوثر میں ۱۴۱۵ہجری کو طبع ہوا۔

۳۸۔ مواعظ ونصائح (عربی، اردو) مجلہ عشاق اہل بیتؑ میں شائع ہوا۔

۳۹۔دورۃ الاخلاق المحمدیۃ فی تحکیم مبانی الوحدہ الاسلامیہ یہ رسالہ ۱۴۱۵ ہجری تہران میں اتحاد اسلامی کی ساتویں عالمی کانفرنس کی طرف سے شائع ہوا ہے۔

۴۰۔ سہام فی نحر الوھابیہ ۔۔۔ ۱۴۱۵ہجری سے ماہنامہ صوت الکاظمین میں مستقل شائع ہورہا ہے۔

۴۱۔ الحب فی ثورۃ الامام حسین علیہ السلام ۱۴۱۵ہجری میں مجلہ نور الاسلام شمارہ ۵۰ میں طبع ہوا۔

۴۲۔لماذا الشہور القمریۃ ۱۴۱۵ہجری مجلہ الذکر کے شمارہ ۱۵ میں طبع ہوا۔

۴۳۔ طلوع البدرین فی ترجمہ العلمین طبع ۱۴۱۵ہجری۔

۴۴۔ النبوغ وسر النجاح فی الحیاۃ ۱۴۱۵ہجری مجلہ الذکر کے شمارہ ۱۶ میں طبع ہوا۔

۴۵۔ حب اللہ نماذج وصورہ ۱۴۱۵ہجری مجلہ میقات الحج کے شمارہ ۲ میں طبع ہوا۔

۴۶۔ الاخلاص فی الحج ۱۴۱۵ہجری م مجلہ میقات الحج کے شمارہ ۲ میں طبع ہوا۔

۴۷۔ حقیقۃ القلوب فی القرآن الکریم ۱۴۱۵ہجری میں مدرسہ مجتبیہ کی طرف سے طبع ہوا۔

مخطوطات

۱۔ عزۃ المسلمین فی رحاب نہج البلاغہ
۲۔ معالم الحرمین مکۃ المکرمۃ والمدینہ المنورہ
۳۔ القول الحمیدفی شرح التجرید
۴۔ الدورس الفقھیہ فی شرح الروضۃ البھیہ ۔۔۔ شرح لمعہ
۵۔ تقریرات کتاب الطہارۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ محمدجوادالتبریزی دامت برکاتہ
۶۔ تقریرات دورۃ اصول کاملۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ محمدجوادالتبریزی دامت برکاتہ
۷۔ تقریرات دورۃ اصول کاملۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ الشیخ محمدفاضل دام ظلہ
۸۔ تقریرات دورۃ اصول کاملۃ لبحث آیۃ اللہ العظمیٰ السید محمدرضاگلپائیگانی قدس سرہ
۹۔ منھل الفوائد
۱۰۔ الشعب یسال
۱۱۔ دورس الہدایۃ فی علم الدرایہ
۱۲۔ بدایۃ الفکرفی شرح الباب الحادی عشر
۱۳۔ الساسۃ اصولھاومناہجھا
۱۴۔ لمحات من حیاۃ آیۃ اللہ العظمیٰ السیدعبداللہ الشیرازی قدس سرہ
۱۵۔ لحظات مع شہیدالاسلام السیدالصدرقدس سرہ
۱۶۔ لباب کفایۃ الاصول
۱۷۔ ماھوالعقل ومن ھم البقلاء
۱۸۔ غریزۃ الحب
۱۹۔ فن التالیف
۲۰۔ الآمال فی القرآن الکریم
۲۱۔ ماھی السیاسۃ الاسلامیہ
۲۲۔ ملک اللہ وملکوتہ فی القرآن الکریم

۲۳۔ کیف تکون مفسراً للقرآن الکریم

۲۴۔ ماذاتعرف عن علم الفلک

۲۵۔ محاضرات فی علم الاخلاق

۲۶۔ من حیاتی

۲۷۔ من آفاق الحج والمذاہب الخمسہ

۲۸۔ جلوۃ من ولایۃ اہل البیت علیہم السلام

۲۹۔ العمرۃ المفردۃ فی سطور

۳۰۔ الاصل حبنا اہل البیت علیہم السلام

۳۱۔ کیف تکون موفقاً فی الحیاۃ

۳۲۔ من وحی التربیہ والتعلیم

۳۳۔ الجرائم والانحرافات الجنسیہ

۳۴۔ تسہیل الوصول فی شرح کفایۃ الاصول

۳۵۔ روضۃ الطالب فی شرح بیع المکاسب

۳۶۔ زبدۃ الاسرار

۳۷۔ سوال وجواب

۳۸۔ خصائص القائدالاسلامی فی القرآن الکریم

۳۹۔ مختصر دلیل الحاج

۴۰۔ الصدق والصداقۃ فی رحاب الاحادیث الشریعۃ

۴۱۔ علی المرتضی نقطۃ باء البسملہ

۴۲۔ فاطمہ الزہراۃ لیلۃ القدر

۴۳۔ حقیقۃ الادب فی مذھب اھل البیت

۴۴۔ اھل البیت سفینہ النجاۃ

۴۵۔ زبدۃ الافکار فی نجاسۃ اوطہارۃ الکفار

اس کے علاوہ اور بھی مخطوطات ہیں۔

---

(۱) ۔ میں نے بذاتہ مولف کے پاس ان اجازوں کا مشاہدہ کیا ہے (مترجم)

(۲) ۔ کتاب سے مراد جو ۱۰۰ صفحے سے زیادہ ہو، رسالے سے مراد جو ۱۰ اور ۱۰۰ صفحوں کے درمیان ہو اور مقالے سے مراد جو ۱۰ صفحے سے کم ہو یہ وہ اصطلاحات ہیں جنہیں مولف نے اپنی تالیفات میں معین کی ہیں۔

استاد علام کے تلامذہ

نجف اشرف میں حوزہ علمیہ کی تاسیس بلکہ مدرسہ شیخ مفید اور بغداد میں مدرسہ سید مرتضیٰ کی تاسیس ہی سے مراجع کرام کی نمایاں خصوصیت یہ رہی ہے کہ وہ ابتدائے حیات علمی سے آخر عمر تک تمام درسی مراحل میں تدریس کی کامل صلاحیت اور مہارت رکھتے تھے بلکہ بعض مراجع کرام ایسے بھی تھے جو شام کو ان کتابوں کا درس دیتے تھے جن کے دروس صبح کو حاصل کرتے تھے پوچھا جاتا تھا جب آپ نے ابھی صبح کو پڑھا ہے کیسے شام کو ان کا درس دیتے ہیں ہوسکتا ہے طالب علم اعتراض کریں اور آپ جواب سے ناواقف ہوں تو صبح کے درس کی طرف ہمارا ذہن متوجہ ہوجاتا ہے اور اس سے ہم اس اعتراض کا حل تلاش کرلیا کرتے ہیں مدرسین عظام اور مراجع کرام کی یہی روشن خصوصیات ہیں۔[(۱)] انہیں بزرگوں میں استاد علام بھی تھے۔

آپ نے ایک دن مجھ سے فرمایا تھا نجف اشرف میں میں نے مقدمات کا دس مرتبہ درس دیا خارج سے پہلے کی سطوح کی کتابیں مکرر پڑھائیں اور محقق آخوند کی کفایۃ الاصول کا درس ابتداء سے انتہا تک ۱۷ مرتبہ دیا تھا طلاب کرام کے بڑے حلقہ میں وسیع شہرت کے مالک تھے اور بہت سے صف اول کے علماء آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

قم مقدسہ میں اصول وفقہ کے درس خارج کی ابتداء اس وقت کی جب آیۃ اللہ العظمیٰ موسس حوزہ علمیہ قم شیخ عبدالکریم حائری کے ساتھ تھے۔

آپ نماز صبح سے پہلے تدریس کا آغاز کرتے اور ایک درس دینے کے بعد حرم شریف میں نماز صبح کے فرائض انجام دیتے اس کے بعد دوسرا درس پھر ناشتے کی غرض سے آتے اور پھر پلٹ کر درس کیلئے جاتے یہ سلسلہ رات تک جاری رہتا ہے۔

آپ نے حوزہ علمیہ قم میں ۷۰ سال تک سیدہ معصومہ فاطمہ بنت موسیٰ ابن جعفر علیہم السلام کے جوار میں درس دیئے اور اپنے انفاس قدسیہ سے سیکڑوں اساتذہ، علماء خطباء، محققین، آیات اور حجج کی تربیت کی آپ کے شاگرد اپنے ہم عصروں پر فوقیت لے گئے اور اپنے قوم کی طرف لوٹ آئے تاکہ انھیں انذار کریں۔

ان لوگوں نے آپ کے حلقہ درس سے علم حاصل کئے اور تمام اسلامی ممالک میں اس کی روشنی پھیلائی آپ سے کسب

فیض کرنے والوں نے علم و عمل سیاست ،ثقافت اور شریعت میں نمایاں اور درخشان کامیابی حاصل کی۔

قم مقدسہ میں آپ کے اہم تلامذہ۔

سیدباقرطباطبائی ، شیخ مرتضیٰ حائری یزدی، شیخ قوام الدین وشنوی قمی، شیخ محمد علی توحیدی ، شیخ عباس مستقیم، شیخ صفائی ، شیخ ابوالمجدالاسلامی ، شیخ شہاب الدین اشراقی، سید حسن نجوی، شہید سید مصطفی خمینی ، سید علی بن حسین علوی، شیخ مصطفی اعتمادی ، شیخ قدرۃ اللہ وجدانی ، شیخ حسن نوری، شیخ حسین غفاری، شیخ ابوطالب تجلیل تبریزی اوردیگربزرگان علم وفقہ ۔۔۔

تہران میں اہم تلامذہ۔

شہید شیخ مرتضیٰ مطہری، شہید شیخ حسین غفاری، آقایحیی عبادی، شیخ امامی کاشانی سید محمودطالقانی، شیخ علی اکبرہاشمی رفسنجانی۔

تبریزاورآذربائجان میں اہم تلامذہ۔

شہیدسید محمد علی قاضی طباطبائی، شہیداسداللہ مدنی، شیخ ولی اللہ اشراقی، سیدابوالحسن مولانا، سیدابوالقاسم مولانا، شیخ یوسف علی مامقانی ۔

مشہد، گیلان اورمازندران میں آپ کے تلامذہ۔

مرزاجوادطہرانی، شیخ مروارید، شیخ احسان بخش، شیخ لاکانی، شیخ پیشوائی، شیخ حسن غروی، شیخ کاشفی ، شیخ مجتہدزادہ، سیدحجۃ

الله موسوی، شیخ عبداللہ نظری ، شیخ ایازی، شیخ داراب کلائی۔

یزداور اصفہان میں آپ کے تلامذہ۔

شہید شیخ محمد صدوقی ، سید طاہر اصفہانی، سید علی رضا ریحانی، سید جواد مدرسی، شیخ سالک ۔
ایران کے اطراف بروجرد میں شیخ محمد قواینینی، اراک میں شیخ یحیی ابوطالبی، بیرجندی میں شیخ محمد حسین نابغ، آیتی خوانسار میں نجم الھدیٰ ، سید محمد غضنفری، سید محمد علی ابن رضا، کاشان میں شیخ جعفر صبوری، شیخ اعتماد، شیخ حسین امامی ،ہمدان میں شیخ رضا انصاری ، شیخ باقر مہاجرانی، مرزا مہدی مدرس، باختران میں شیخ محمد رضا کاظمی ، آقا علاؤ الدین آل آقا، اردبیل میں مرزا حسن طاہری جیسے شاگرد ہیں اس کے علاوہ ایران اور دوسرے ممالک میں بھی استاد علام کے چمکتے ہوئے ستارے پائے جاتے ہیں۔

---

(۱) ۔ آپ نے یہ حکایت مرجع تقلید آیۃ اللہ العظمیٰ خوئی رحمۃ اللہ سے نقل کیا ہے۔

فہرست

مترجم : اصغر اعجاز قائمی۔ بی۔ اے۔ فاضل مشرقیات اھداء............ ۳
تقریظ............ ۵
حجۃ الاسلام والمسلمن عالی جناب مولانا محمد مجتبیٰ علی خان صاحب ادیب الھندی............ ۵
عرض مترجم............ ۷
مقدمہ مولف............ ۹
حیات استاد چند سطروں میں............ ۱۳
کچھ آپ کے پاکیزہ نسب کے بارے میں............ ۱۳
آپ کے کچھ استاتذہ اور مشائخ روایت کے نام یہ ہے۔............ ۱۴
ولادت اور ابتدائی تربیت............ ۲۰
آپ کی علمی زندگی کا اجمالی خاکہ۔............ ۲۳
مختلف علوم میں آپ کے اساتذہ۔............ ۲۴
۱۔ علوم عربیہ............ ۲۴
۲۔ سطح فقہ واصول............ ۲۵
۳۔ فقہ واصول کا درس خارج۔............ ۲۶
۴۔ علم کلام۔۔............ ۲۷
۵۔ علوم حدیث، رجال، تاریخ، تراجم............ ۲۷
۶۔ علم تفسیر۔۔............ ۲۸
۷۔ علم تجوید اور قرائت۔۔............ ۲۸

۸۔ حساب ،ہندسہ ،علم ریاضیہ ،علم افلاک ، ہیئت ودیگرنادرعلوم ۔۔........................ ۲۹
۹۔ علم انساب ۔۔۔.. ۳۰
۱۰۔ علم طب ۔۔.. ۳۰
دوسرامرحلہ:.. ۳۲
تیسرامرحلہ۔.. ۳۲
روایت میں آپ کے مشائخ۔.. ۳۳
علمائے اسماعیلیہ نے بھی آپ کو اجازہ روایت دیا ہے جس میں درج ذیل قابل ذکرہیں۔........................ ۳۹
علمائے عامہ سے بھی آپ نے روایت کی ہے۔.. ۴۰
آپ کی تصنیفات وتالیفات۔.. ۴۱
انساب ،رجال ،تاریخ اورسفرنامے.. ۴۳
علم فقہ ۔.. ۴۹
علم منطق۔.. ۵۱
عربی ادب.. ۵۱
علم حدیث.. ۵۲
علوم قرآن کریم ۔۔.. ۵۲
دعائیں اورزیارتیں.. ۵۲
علم درایۃ۔.. ۵۳
علم ہیئت۔.. ۵۳
علوم غریبہ۔.. ۵۳
علم کلام ۔۔۔.. ۵۵

آپ کے کچھ سفر اور سیاحتوں کا ذکر ۵۹
آپ کے خیرات و برکات ۶۲
انبیاء علیہم السلام مبارک ہیں۔ ۶۵
ہمارا خدا اسکی کتاب اس کا نبی اور اس کا گھر مبارک ہے۔ ۶۶
عمومی کتاب خانہ ۶۸
کتاب کی قدر ۷۰
دینی مدرسے ۷۳
مدرسہ مرعشیہ۔ ۷۳
مدرسہ مھدیہ۔ ۷۴
مدرسہ مؤمنیہ۔ ۷۴
مدرسہ شہابیہ۔ ۷۵
طلبہ کے لئے گھر ۷۵
ہاسپٹل ۷۵
امام باڑے اور مساجد ۷۶
طلبہ کی روٹی ۷۶
آپ کی سیاسی زندگی ۷۷
آپ کی سماجی زندگی ۷۸
آپ سماجی زندگی کی بہترین مثال تھے۔ ۸۱
آپ کی اولاد ۸۲
آپ کے اخلاق کی خوشبو ۸۳

استادعلام کے چند کرامات ۸۶
پہلی کرامت دست غیب ۸۶
دوسری کرامت "ایک سچا خواب" ۸۷
تیسری کرامت ایک سچا خواب جس میں حضرت معصومۂ قم کی توصیف بیان کی گئی ہے۔ ۸۸
چوتھی کرامت ۹۰
خلاصہ ۹۴
پانچواں کرامت ۹۵
پہلا واقعہ ۹۶
دوسرا واقعہ ۹۹
تیسرا واقعہ ۱۰۱
محبت حضرت امام حسین علیہ السلام ۱۰۴
استاد علام کی وصیتیں ۱۰۷
پہلی وصیت ۱۰۹
دوسری وصیت ۔ ۱۱۳
تیسری وصیت ۔ ۱۱۴
وفات حسرت آیات ۱۱۷
استاد علام تذکروں میں" ۱۲۰
استاد علام کے قلم سے" ۱۲۱
نظم ۱۲۶
مؤلف کی زندگی کا اجمالی خاکہ ۱۲۸

مولف کی مطبوعہ کتابیں ۱۳۰

مطبوعہ رسالے ۱۳۱

مخطوطات ۱۳۲

استادعلام کےتلامذہ... ۱۳۶

قم مقدسہ میں آپ کے اہم تلامذہ-.. ۱۳۷

تہران میں اہم تلامذہ-... ۱۳۷

تبریزاورآذربائجان میں اہم تلامذہ- ۱۳۷

مشہد، گیلان اورمازندران میں آپ کے تلامذہ-... ۱۳۷

یزداوراصفہان میں آپ کےتلامذہ-... ۱۳۸